برائے تعلیمی انعامی مقابلہ

[بتاریخ: ۱۲، ۱۳/اگست ۲۰۲۳ء]

(زمرۂ خامس)

کتاب التوحید

(مع اردو ترجمہ)

از: شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ

(۱۱۱۵-۱۲۰۶ھ = ۱۷۰۳-۱۷۹۲م)

زیر اہتمام:

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

باب:۱

كِتَابُ التَّوْحِيد

باب:۱

عبادات کی بنیاد توحید

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ [الذاریات:۵۶]

ارشاد ربانی ہے:

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں''۔

وَقَوْلُهُ:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِى كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱجْتَنِبُوا۟ ٱلطَّٰغُوتَ﴾ [النحل:۳۶]

اور فرمایا کہ:

''اور ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ صرف اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت (کی بندگی) سے بچو''۔

وَقَوْلُهُ:

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا۟ إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَٰنًا﴾ [الاسراء:۲۳]

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم صرف اسی (اللہ) کی بندگی کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو''۔

وَقَوْلُهُ تَعَالَى:

﴿وَٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا۟ بِهِۦ شَيْـًٔا﴾ [النساء:۳۶]

اور جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا:

''اور تم سب اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ''۔

وَقَوْلُهُ تَعَالَى:

﴿قُلْ تَعَالَوْا۟ أَتْلُ مَا حَرَّمَ

ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) کہہ دیجئے کہ آؤ

رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ ۖ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ [الانعام:۱۵۱]

میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں، جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں (وہ یہ) کہ تم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ''۔

قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہما: "مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى وَصِيَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي عَلَيْهَا خَاتَمُهُ فَلْيَقْرَأْ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سر بمہر وصیت ملاحظہ کرنا چاہتا ہے' تو وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھ لے:

﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ ۖ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُم مِّنْ إِمْلَاقٍ ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ ۖ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۖ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١٥١﴾ وَلَا

''(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) کہہ دیجئے کہ آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں، جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں:

● یہ کہ تم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ ● اور (ماں باپ سے بدسلوکی نہ کرنا بلکہ) اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ ● اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو (کیونکہ) ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی۔ ● اور تم بے حیائی کے کاموں کے، ظاہر ہوں یا پوشیدہ، قریب نہ جانا۔ ● اور جس کا قتل اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے، اسے قتل نہ کرو، مگر حق (اور جائز طریقے) کے ساتھ۔ اس (اللہ) نے تمہیں ان باتوں کی ہدایت کی ہے، تاکہ تم عقل

تَقْرَبُوا۟ مَالَ ٱلْيَتِيمِ إِلَّا بِٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُۥ ۖ وَأَوْفُوا۟ ٱلْكَيْلَ وَٱلْمِيزَانَ بِٱلْقِسْطِ ۖ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَإِذَا قُلْتُمْ فَٱعْدِلُوا۟ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ وَبِعَهْدِ ٱللَّهِ أَوْفُوا۟ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّىٰكُم بِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿١٥٢﴾ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَٰطِى مُسْتَقِيمًا فَٱتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا۟ ٱلسُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِۦ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّىٰكُم بِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ [الانعام:١٥١-١٥٣]

سے کام لو۔ ● اور تم یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ، مگر ایسے طریقے سے جو انتہائی بہترین اور پسندیدہ ہو، یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے۔ ● اور انصاف کے ساتھ ناپ تول پورا پورا کرو (بے انصافی نہ کرو)، ہم کسی جان کو اس کی وسعت سے بڑھ کر مکلف نہیں بناتے۔ ● اور جب بات کرو تو انصاف کی کہو، خواہ وہ (تمہارا) رشتے دار ہی ہو۔ (جھکاؤ سے کام نہ لو)۔ ● اور اللہ کے عہد کو پورا کرو (بدعہدی نہ کرو)، اس (اللہ) نے تمہیں ان باتوں کی ہدایت کی ہے، شاید کہ تم نصیحت قبول کرو۔ ● اور بے شک یہی میرا سیدھا راستہ ہے، تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلنا، کہ وہ (راستے) تمہیں اللہ کی راہ سے دور کردیں گے۔ اس (اللہ) نے تمہیں اس بات کی ہدایت کی ہے، تاکہ تم پرہیز گار بنو''۔

وَعَن مَعَاذِ بنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قال: "كُنت رَدِيفَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلَى حِمَارٍ، فَقال: يا مَعَاذُ! أَتَدرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَاد، ومَا حَقُّ الْعِبَادِ

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے گدھے پر سوار تھا کہ آپ نے مجھ سے فرمایا: ''اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟'' (معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے کہا: ''اللہ

عَلَى اللَّهِ؟، قلت: اللَّهُ وَرَسُولهُ أَعْلَمُ.

تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی بہتر جانتے ہیں''۔

قال: "فإن حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدوهُ وَلَا يُشْرِكوا به شَيْئاً، وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِك به شَيْئاً. فقلت: يا رَسُول اللَّهِ! أَفَلَا أُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قال: لَا تُبَشِّرْهُم فِيتَّكُلوا". أَخْرَجَاهُ في الصحيحيْنِ.

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر حق یہ ہے کہ جو بندہ شرک کا مرتکب نہ ہو وہ اسے عذاب نہ دے''۔ (معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے کہا: ''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! (اجازت ہو تو) لوگوں کو یہ خوشخبری سنا دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں (اور عمل کرنا چھوڑ دیں)''۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

الأُولَى: الْحِكْمَةُ فِي خَلْقِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ.

الثَّانِيَةُ: أَنَّ الْعِبَادَةَ هِيَ التَّوْحِيدُ، لِأَنَّ الْخُصُومَةَ فِيهِ.

الثَّالِثَةُ: أَنَّ مَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِ لَمْ يَعْبُدِ اللَّهَ، فَفِيهِ مَعْنَى قَوْلِهِ: ﴿وَلَآ أَنتُمۡ عَٰبِدُونَ مَآ أَعۡبُدُ﴾ [الکافرون:۵]

الرَّابِعَةُ: الْحِكْمَةُ فِي إِرْسَالِ الرُّسُلِ.

الخَامِسَةُ: أَنَّ الرِّسَالَةَ عَمَّتْ كُلَّ أُمَّةٍ.

السَّادِسَةُ: أَنَّ دِينَ الْأَنْبِيَاءِ وَاحِدٌ.

السَّابِعَةُ: اَلْمَسْأَلَةُ الْكَبِيرَةُ؛ أَنَّ عِبَادَةَ اللَّهِ لَا تَحْصُلُ إِلَّا بِالْكُفْرِ بِالطَّاغُوتِ، فَفِيهِ مَعْنَى

مسائل:

(۱) جن وانس کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کی حکمت کارفرما ہے۔

(۲) عبادت سے اصل مراد توحید ہے، کیونکہ جملہ انبیاء اور ان کی امتوں کے درمیان یہی بات متنازعہ تھی۔

(۳) جو شخص توحید پر کاربند نہیں، اس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی نہیں کی اور سورۃ ''الکافرون'' کی آیت ﴿وَلَآ أَنتُمۡ عَٰبِدُونَ مَآ أَعۡبُدُ﴾ کا مفہوم بھی یہی ہے۔

(۴) اس سے بعثت انبیاء کی حکمت کا بھی پتہ چلتا ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر امت کی طرف (ان کی ہدایت کے لئے) رسول بھیجے گئے۔

(۶) تمام انبیاء کا دین (یعنی ان کی دعوت کا محور اور مرکزی نکتہ) ایک ہی تھا (اور وہ توحید ہے)۔

(۷) ایک بڑا مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ طاغوت کے ساتھ کفر اور اس کا انکار کیے بغیر اللہ تعالیٰ کی عبادت ممکن نہیں۔ اور اسی معنی میں اللہ کا یہ فرمان

قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَمَن يَكْفُرْ بِٱلطَّٰغُوتِ وَيُؤْمِنۢ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱسْتَمْسَكَ بِٱلْعُرْوَةِ ٱلْوُثْقَىٰ﴾ [البقرة:٢٥٦].	ہے: ’’سو جو شخص طاغوت کا انکار کرے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے، درحقیقت اس نے ایسی مضبوط رسی کو تھام لیا ہے جو ٹوٹنے والی نہیں ہے‘‘۔
الثَّامِنَةُ: أَنَّ الطَّاغُوتَ عَامٌّ فِي كُلِّ مَا عُبِدَ مِنْ دُونِ اَللَّهِ.	(۸) ’’طاغوت‘‘ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جائے۔
التَّاسِعَةُ: عِظَمُ شَأْنِ ثَلَاثِ الآيَاتِ الْمُحْكَمَاتِ فِي "سُورَةِ الْأَنْعَامِ" عِنْدَ اَلسَّلَفِ، وَفِيهَا عَشْرُ مَسَائِلُ، أَوَّلُهَا: اَلنَّهْيُ عَنْ اَلشِّرْكِ.	(۹) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سلف صالحین کے نزدیک سورۂ انعام کی مذکورہ بالا تین محکم آیات کی کس قدر اہمیت اور عظمت ہے۔ ان میں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو) دس احکام اور ہدایات دی گئی ہیں، کہ جن میں سے ’’اولین ہدایت‘‘ شرک سے ممانعت ہے۔
وَالْعَاشِرَةُ: الآيَاتُ الْمُحْكَمَاتُ فِي سُورَةِ الْإِسْرَاءِ وَفِيهَا ثَمَانِي عَشْرَةَ مَسْأَلَةً، بَدَأَهَا اللَّهُ بِقَوْلِهِ: ﴿لَّا تَجْعَلْ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا مَّخْذُولًا﴾ [الاسراء:٢٢]	(۱۰) سورۂ بنی اسرائیل (الاسراء) کی محکم آیات میں اٹھارہ مسائل بیان ہوئے ہیں، جن کا آغاز اللہ تعالیٰ نے اپنے مندرجہ ذیل فرمان سے کیا ہے: ’’اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنانا، ورنہ ذلیل اور بے یار و مددگار ہو کر بیٹھ رہو گے‘‘۔ (یعنی ان مسائل میں سب سے اولین حیثیت توحید کو دی گئی ہے، جیسا کہ) مندرجہ ذیل الفاظ کے

وَخَتَمَهَا بِقَوْلِهِ: ﴿وَلَا تَجْعَلْ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ فَتُلْقَىٰ فِى جَهَنَّمَ مَلُومًا مَّدْحُورًا﴾ [الاسراء:٣٩]

ساتھ اختتام (بھی توحید پر ہی) کیا ہے: ''اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ بنالینا کہ (ایسا کرنے سے) ملامت زدہ اور (اللہ کے دربار سے) راندہ بنا کر جہنم میں ڈال دیے جاؤ گے''۔

وَنَبَّهَنَا اللَّهُ سُبْحَانَهُ عَلَى عِظَمِ شَأْنِ هَذِهِ الْمَسَائِلِ بِقَوْلِهِ: ﴿ذَٰلِكَ مِمَّآ أَوْحَىٰٓ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ ٱلْحِكْمَةِ﴾ [الاسراء: ٣٩]

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان مسائل کی اہمیت پر تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''یہ ان دانائی کی باتوں میں سے ہیں جو آپ ﷺ کے رب نے آپ ﷺ کی طرف وحی کی ہیں''۔

الحَادِيَةَ عَشْرَةَ: آيَةُ سُورَةِ النِّسَاءِ الَّتِي تُسَمَّى آيَةَ الْحُقُوقِ الْعَشْرَةِ، بَدَأَهَا اَللَّهُ تَعَالَى بِقَوْلِهِ: ﴿وَٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا۟ بِهِۦ شَيْـًٔا﴾.

(۱۱) سورۃ النساء کی وہ آیت جو حقوقِ عشرہ کی آیت کہلاتی ہے' کا آغاز بھی اللہ نے اپنے (توحید بھرے ان الفاظ سے کیا ہے: ''اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ''۔

الثَّانِيَةَ عَشْرَةَ: التَّنْبِيهُ عَلَى وَصِيَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهِ.

(۱۲) اس میں آنحضرت ﷺ کی اس وصیت کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے جو آپ ﷺ نے وفات کے وقت فرمائی تھی۔

الثَّالِثَةَ عَشْرَةَ: مَعْرِفَةُ حَقِّ اللَّهِ عَلَيْنَا.

(۱۳) ہمارے (یعنی بندوں کے) ذمہ اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے؟ اس کی معرفت۔

الرَّابِعَةَ عَشْرَةَ: مَعْرِفَةُ حَقِّ الْعِبَادِ عَلَيْهِ إِذَا أَدَّوْا حَقَّهُ.	(۱۴) اور بندے جب اللہ تعالیٰ کا حق ادا کریں تو ان کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟
الخَامِسَةَ عَشْرَةَ: أَنَّ هَذِهِ الْمَسْأَلَةَ لَا يَعْرِفُهَا أَكْثَرُ الصَّحَابَةِ.	(۱۵) (حدیث مذکور میں بیان شدہ) مسئلہ کا اکثر صحابہ کو علم نہ تھا۔
السَّادِسَةَ عَشْرَةَ: جَوَازُ كِتْمَانِ الْعِلْمِ لِلْمَصْلَحَةِ.	(۱۶) کسی مصلحت کے پیش نظر علم کو چھپانا جائز ہے۔
السَّابِعَةَ عَشْرَةَ: اِسْتِحْبَابُ بِشَارَةِ الْمُسْلِمِ بِمَا يَسُرُّهُ.	(۱۷) کسی مسلمان کو ایسی خبر دینا مستحب ہے، جس سے وہ خوش ہو۔
الثَّامِنَةَ عَشْرَةَ: الْخَوْفُ مِنْ الِاتِّكَالِ عَلَى سَعَةِ رَحْمَةِ اللَّهِ.	(۱۸) اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت پر بھروسہ کرکے (عمل ترک کرنے سے) ڈرنا چاہیے۔
التَّاسِعَةَ عَشْرَةَ: قَوْلُ الْمَسْئُولِ عَمَّا لَا يَعْلَمُ "اَللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ".	(۱۹) اگر مسئول کو کسی بات کا علم نہ ہو تو اس کے متعلق ''اَللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ'' (یعنی اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں) کہے۔
العِشْرُونَ: جَوَازُ تَخْصِيصِ بَعْضِ النَّاسِ بِالْعِلْمِ دُونَ بَعْضٍ.	(۲۰) کسی کو علم سکھانا اور کسی کو محروم رکھنا بھی جائز ہے۔
الحَادِيَةُ وَالْعِشْرُونَ:	(۲۱) اس حدیث سے آنحضرت ﷺ کی

تَوَاضُعُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرُكُوبِ الْحِمَارِ مَعَ الْإِرْدَافِ عَلَيْهِ.	تواضع اور انکساری کا بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ جلیل القدر ہونے کے باوجود گدھے پر سوار ہوئے اور اپنے پیچھے ایک دوسرے شخص کو بھی سوار کیا۔
الثَّانِيَةُ وَالْعِشْرُونَ: جَوَازُ الْإِرْدَافِ عَلَى الدَّابَّةِ.	(۲۲) سواری پر اپنے پیچھے کسی دوسرے کو بٹھا لینا جائز ہے۔
الثَّالِثَةُ وَالْعِشْرُونَ: فَضِيلَةُ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.	(۲۳) اس حدیث سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی واضح ہوتی ہے۔
الرَّابِعَةُ وَالْعِشْرُونَ: عِظَمُ شَأْنِ هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ.	(۲۴) اس حدیث سے مسئلہ توحید کا بھی پتہ چلتا ہے۔

باب:۲

باب فَضْلُ التَّوْحِيد وَمَا يُكَفِّرُ مِنَ الذُّنوبِ

وَقَوْلُ اللَّه تعالى:

﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَلَمۡ يَلۡبِسُوٓاْ إِيمَٰنَهُم بِظُلۡمٍ أُوْلَٰٓئِكَ لَهُمُ ٱلۡأَمۡنُ وَهُم مُّهۡتَدُونَ﴾ [الانعام:۸۳]

عَنْ عُبَادَةَ بنِ الصَّامِت رضی اللہ عنہ قال: قال رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَروحٌ مِنْهُ، وَالْجَنَّةَ حَقٌّ، وَالنَّارَ حَقٌّ؛ أَدخَلهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنَ

باب:۲

توحید کی فضیلت اور توحید کا تمام گناہوں کو مٹا دینا

ارشاد ربانی ہے:

''اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم (شرک) سے آلودہ نہیں کیا، ان کے لئے امن ہے اور وہی راہِ راست پر ہیں''۔

اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ: ● اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ ● اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ ● اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام (بھی) اللہ تعالیٰ کے بندے، اس کے رسول، اس کا کلمہ جو اس (اللہ) نے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف ڈالا تھا اور اس کی طرف سے (بھیجی ہوئی) روح تھے۔ ● اور (جو شخص اس بات کی بھی گواہی دے کہ) جنت اور جہنم برحق ہیں۔ تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ (بہرحال) جنت میں

الْعَمَلِ" أَخْرَجَاهُ.

داخل کرے گا، خواہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں"۔

وَلَهُمَا فِي حَدِيثِ عِتْبانَ ﷺ: "فَإِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قال: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ؛ يَبْتَغِي بِذلِكَ وَجْهَ اللَّهِ".

اور صحیحین ہی میں حضرت عتبان ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو- جو محض رضائے الٰہی کے لئے "لا الہ الا اللہ" کا اقرار کرے- دوزخ پر حرام کر دیتا ہے"۔

وَعَن أَبِي سَعِيدٍ ؓ مَرْفُوعًا: "قال: مُوسَى يَا رَبِّ! عَلِّمْنِي شَيْئاً أَذْكُرُكَ وَأَدْعُوكَ بِهِ؟ قال: قُلْ يا مُوسَى: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. قال: يَا رَبِّ! كُلُّ عِبَادِكَ يَقُولُونَ هَذَا. قال: يا مُوسَى! لَوْ أَنَّ السَّمَواتِ السَّبْعَ وَعَامِرُهُنَّ غَيْرِي والْأَرَضِينَ السَّبْعَ فِي كِفَّةٍ، ولَا إِلَهَ إِلَّا اللَّه فِي كِفَّةٍ، مَالَتْ بِهِنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" رَوَاهُ ابْنُ حِبَّان، وَالْحاكِمُ وَصَحَّحَهُ.

حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی، اے میرے پروردگار! مجھے کوئی ایسا ذکر بتائیں جس سے میں تجھے یاد کروں اور اس کے ذریعے سے تجھے پکارتا رہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! "لا الہ الا اللہ" پڑھا کرو۔ حضرت موسیٰ نے کہا: اے میرے رب! یہ کلمہ تو تیرے سب بندے پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور ان کی مخلوق بجز میرے اور ساتوں زمینیں ترازو کے ایک پلڑے میں ہوں اور "لا الہ الا اللہ" دوسرے پلڑے میں ہو تو "لا الہ الا اللہ" ان سب سے وزنی ہوگا"۔

(اسے ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)

وَلِلتِّرْمِذِيِّ وَحَسَّنَهُ: عَنْ

اور سنن ترمذی میں حسن سند کے ساتھ حضرت

أَنَسٍ ﷛ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّه ﷺ يَقُول: "قال اللَّهُ تعالى: يا ابْنَ آدَمَ! إنك لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا، ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئاً؛ لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِها مَغْفِرَةً".	انس ﷛ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابن آدم! اگر تو میرے پاس زمین بھر کر گناہ لائے، پھر اس حال میں تو مجھ سے ملاقات کرے کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو میں اسی قدر تیری طرف مغفرت و بخشش لے کر آؤں''۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الْأُولَى: سَعَةُ فَضْلِ اللَّهِ.

(۱) اللہ تعالیٰ کا فضل بہت وسیع ہے۔

الثَّانِيَةُ: كَثْرَةُ ثَوَابِ التَّوْحِيدِ عِنْدَ اللَّهِ.

(۲) اللہ تعالیٰ کے ہاں توحید کا بہت زیادہ ثواب ہے۔

الثَّالِثَةُ: تَكْفِيرُهُ مَعَ ذَلِكَ لِلذُّنُوبِ.

(۳) ثواب کے ساتھ ساتھ عقیدہ توحید گناہوں کا کفارہ بھی ہے۔

الرَّابِعَةُ: تَفْسِيرُ الْآيَةِ الَّتِي فِي "سُورَةِ الْأَنْعَامِ".

(۴) اس تفصیل سے سورۃ انعام کی آیت (۸۲) کی تفسیر بھی واضح ہوجاتی ہے۔(کہ اس آیت میں ''ظلم'' سے مراد ''شرک'' ہے)۔

الْخَامِسَةُ: تَأَمَّلِ الْخَمْسَ اللَّوَاتِي فِي حَدِيثِ عُبَادَةَ.

(۵) حضرت عبادة رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو پانچ امور مذکور ہیں، ان پر غور وتدبر کرنا چاہیے۔

السَّادِسَةُ: أَنَّكَ إِذَا جَمَعْتَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ حَدِيثِ عِتْبَانَ وَمَا بَعْدَهُ تَبَيَّنَ لَكَ مَعْنَى قَوْلِ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" وَتَبَيَّنَ لَكَ خَطَأُ الْمَغْرُورِينَ.

(۶) حدیث عبادہ اور حدیث عتبان رضی اللہ عنہما دونوں کو جمع کریں تو ان سے ''لا الہ الا اللہ'' کا معنی مزید واضح ہوجاتا ہے اور جو لوگ اس دھوکے میں مبتلا ہیں (کہ محض زبان سے کلمہ توحید کا اقرار نجات کے لئے کافی ہے) ان کی غلطی بھی واضح ہوتی ہے۔

السَّابِعَةُ: التَّنْبِيهُ لِلشَّرْطِ الَّذِي فِي حَدِيثِ عِتْبَانَ.

(۷) حضرت عتبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور شرط بھی قابل توجہ ہے۔

الثَّامِنَةُ: كَوْنُ الْأَنْبِيَاءِ

(۸) انبیاء کرام بھی اس کلمہ کی فضیلت جاننے

يَحْتَاجُونَ لِلتَّنْبِيهِ عَلَى فَضْلِ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ".

کے محتاج تھے۔

التَّاسِعَةُ: التَّنْبِيهُ لِرُجْحَانِهَا بِجَمِيعِ الْمَخْلُوقَاتِ، مَعَ أَنَّ كَثِيرًا مِمَّنْ يَقُولُهَا يَخِفُّ مِيزَانُهُ.

(۹) یہ امر بھی قابل غور ہے کہ کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' تمام آسمانوں اور زمینوں سے وزنی اور بھاری ہونے کے باوجود بہت سے کلمہ گو لوگوں کے ترازو ہلکے ہوں گے۔

الْعَاشِرَةُ: النَّصُّ عَلَى أَنَّ الْأَرَضِينَ سَبْعٌ كَالسَّمَوَاتِ.

(۱۰) اس میں یہ صراحت بھی ہے کہ آسمانوں کی طرف زمینیں بھی سات ہیں۔

الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ: أَنَّ لَهُنَّ عُمَّارًا.

(۱۱) آسمانوں اور زمینوں میں مخلوق آباد ہے۔

الثَّانِيَةَ عَشْرَةَ: إِثْبَاتُ الصِّفَاتِ، خِلَافًا لِلْأَشْعَرِيَّةِ.

(۱۲) اللہ تعالیٰ کے بھی اوصاف (صفات) ہیں، جبکہ اشاعرہ کا عقیدہ اس کے برعکس ہے (کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کا انکار کرتے ہیں)۔

الثَّالِثَةُ عَشْرَةَ: أَنَّكَ إِذَا عَرَفْتَ حَدِيثَ أَنَسٍ، عَرَفْتَ أَنَّ قَوْلَهُ فِي حَدِيثِ عِتْبَانَ: "فَإِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ" أَنَّ

(۱۳) جب آپ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کو اچھی طرح سمجھ لیں گے، تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت عتبان رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے ان الفاظ:

''کہ جو شخص محض رضائے الٰہی کی خاطر کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کا اقرار کرلے، تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ پر

تَرْكَ الشِّرْكِ، لَيْسَ قَوْلًا بِاللِّسَانِ.

حرام کردیتا ہے“۔

الرَّابِعَةَ عَشْرَةَ: تَأَمَّلِ الْجَمْعَ بَيْنَ كَوْنِ عِيسَى وَمُحَمَّدٍ عَبْدَا اللهِ وَرَسُولَاهُ.

(۱۴) یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس حدیث میں حضرت محمد ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں کو اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول کہا گیا ہے۔

الْخَامِسَةَ عَشْرَةَ: مَعْرِفَةُ اخْتِصَاصِ عِيسَى بِكَوْنِهِ كَلِمَةَ اللّٰهِ.

(۱۵) یہ بات بھی قابل پہچان ہے کہ (ہر چیز اللہ تعالیٰ کے حکم سے پیدا ہونے کی وجہ سے اس کا کلمہ ہے) تاہم یہاں خصوصی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ”اللہ تعالیٰ کا کلمہ“ کہا گیا ہے۔

السَّادِسَةَ عَشْرَةَ: مَعْرِفَةُ كَوْنِهِ رُوحًا مِنْهُ.

(۱۶) (اگرچہ روح، اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے، تاہم) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق خصوصی طور پر معلوم ہوا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی روح قرار دیا گیا ہے۔

السَّابِعَةَ عَشْرَةَ: مَعْرِفَةُ فَضْلِ الْإِيمَانِ بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ.

(۱۷) جنت اور جہنم پر ایمان لانے کی (اہمیت اور) فضیلت بھی معلوم ہوتی ہے۔

الثَّامِنَةَ عَشْرَةَ: مَعْرِفَةُ قَوْلِهِ: "عَلَى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ".

(۱۸) اس تفصیل سے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ”عَلَى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ“ کا معنی بھی متعین ہوجاتا ہے کہ (انسان کے جنت میں جانے کے لئے اس کا ”صاحب توحید“ ہونا شرط ہے)۔

التَّاسِعَةَ عَشْرَةَ: مَعْرِفَةُ أَنَّ

(۱۹) قیامت کے روز اعمال تولنے کے لئے جو

الْمِيزَانَ لَهُ كِفَّتَانِ.	میزان قائم کی جائے گی' اس کے بھی دو پلڑے ہیں۔
الْعِشْرُونَ: مَعْرِفَةُ ذِكْرِ الْوَجْهِ.	(۲۰) اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے "الوجہ" کا لفظ استعمال ہوا ہے' کہ جس کا معنیٰ "چہرہ" ہے۔ (یعنی یہ ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے، البتہ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ کی رو سے ہم اس کی کیفیت سمجھنے سے قاصر ہیں)۔

باب:۳

بَابُ مَنْ حَقَّقَ التَّوْحِيدَ دَخَل الْجَنَّة بِغَيْر حِسَابٍ

باب:۳

حقیقی موحد بلا حساب جنت میں جائے گا

وَقَوْلُ اللَّهِ تعالى:

﴿إِنَّ إِبۡرَٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا وَلَمۡ يَكُ مِنَ ٱلۡمُشۡرِكِينَ﴾ [النحل:۱۲۰].

ارشاد الٰہی ہے:

''بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام (لوگوں کے لئے) پیشوا، اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور یک سو تھے، وہ مشرکین میں سے نہیں تھے''۔

وقال:

﴿وَٱلَّذِينَ هُم بِرَبِّهِمۡ لَا يُشۡرِكُونَ﴾ [المؤمنون:۵۹]

نیز ارشاد ہے:

''اور (اہل ایمان وہ ہیں) جو اپنے رب کے ساتھ (کسی کو) شریک نہیں ٹھہراتے''۔

عَنْ حُصَيْنِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قال: "كُنْتُ عِنْدَ سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، فَقال: أَيُّكُمْ رَأَى الْكَوْكَبَ الَّذي انْقَضَّ الْبارِحَةَ؟ قُلْتُ: أَنا. ثُمَّ قُلْتُ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَكُنْ فِي صَلاةٍ، وَلَكِنِّي لُدِغْتُ. قال: فَمَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ: ارْتَقَيْتُ،

حصین بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں (ایک دفعہ) سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر تھا کہ انہوں نے کہا ''گزشتہ رات ٹوٹنے والا ستارہ تم میں سے کس نے دیکھا؟'' تو میں نے کہا: ''میں نے، پھر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ میں اس وقت نماز میں مشغول نہیں تھا، بلکہ مجھے کسی چیز نے ڈس لیا تھا''، سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا تو پھر تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا: ''میں نے دم کیا تھا''۔ انہوں نے مجھ سے پھر پوچھا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ تو میں نے جواب

قال: فَمَا حَمَلَكَ عَلَى
ذَلِكَ؟ قُلْتُ: حَدِيثٌ
حَدَّثَنَاهُ الشَّعْبِيُّ، قال: وَمَا
حَدَّثَكُمْ؟ قُلْتُ: حَدَّثَنَا عَنْ
بُرَيْدَةَ بنِ الْحُصَيبِ أَنَّهُ قال:
''لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ
حُمَةٍ''، فقال: قَدْ أَحْسَنَ
مَنْ انْتَهَى إِلَى مَا سَمِعَ.
وَلكِنْ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قال: ''عُرِضَتْ عَلَيَّ
الْأُمَمُ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ وَمَعَهُ
الرَّهْطُ، وَالنَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ
وَالرَّجُلانِ، وَالنَّبِيَّ لَيْسَ مَعَهُ
أَحَدٌ. إِذْ رُفِعَ لِيَ سَوادٌ
عَظِيمٌ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُم أُمَّتِي،
فَقِيلَ لِي: هَذَا مُوسَى
وَقَوْمُهُ. فَنظَرْتُ فَإِذا سَوادٌ
عَظِيمٌ، فَقِيلَ لِيَ: هَذِهِ

میں کہا: ''کہ ہمیں شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث بیان کی ہے،
اس کی بناء پر میں نے دم کیا تھا''۔ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے پھر
سوال کر دیا: ''شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے تمہیں کیا بیان کیا تھا؟''
میں نے جواب دیا کہ انہوں نے ہمیں بریدہ بن حصیب
رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث بیان کی کہ ''لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ
عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ'' نظر بد اور کسی زہریلی چیز کے کاٹنے کے سوا
کسی اور صورت میں دم نہیں''۔ یہ سن کر سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ
نے کہا: ''جس نے جو سنا، پھر اس پر عمل کیا، اس نے بہت
ہی اچھا کیا۔ البتہ ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث سنائی: ''میرے سامنے بہت سی امتیں
پیش کی گئیں، میں نے دیکھا کہ کسی نبی کے ساتھ تو بہت
بڑی جماعت ہے اور کسی کے ساتھ ایک دو آدمی ہیں۔ اور
میں نے ایک نبی ایسا بھی دیکھا، جس کے ساتھ کوئی ایک بھی
(امتی) نہیں تھا۔ اسی اثناء میں میرے سامنے ایک بہت
بڑی جماعت نمودار ہوئی، میں نے سمجھا کہ یہ میری امت
ہے، لیکن مجھ سے کہا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان
کی امت ہے۔ پھر میں نے ایک اور بہت بڑی جماعت
دیکھی، مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے۔ اور
ان میں ستر ہزار افراد ایسے ہیں جو بغیر حساب اور بغیر عذاب

أُمَّتُكَ، وَمَعَهُم سَبْعونَ ألفاً يَدْخُلونَ الْجَنَّةَ بِغَيْر حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ''. ثُمَّ نَهَضَ، فَدَخَل مَنزِلَهُ. فَخاضَ النَّاسُ فِي أُولَئِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُم: فَلَعَلَّهُم الَّذِينَ صَحِبُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وقَالَ بَعْضُهُم: فَلَعَلَّهُم الَّذِينَ وُلِدُوا فِي الْإِسْلَامِ وَلَمْ يُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئاً -وَذَكَرُوا أَشْياءَ- فَخَرَجَ عَلَيْهِم رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ، فقال: "هُم الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقونَ، وَلَا يَكْتَوونَ، وَلَا يَتَطَيَّرونَ، وَعَلَى رَبِّهِم يَتَوَكَّلُونَ". فَقَامَ عُكَّاشَةُ بنُ مِحْصَنٍ، فقال: أُدْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُم، فقال: أَنْتَ مِنْهُم. ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ آخَرُ،

کے جنت میں داخل ہوں گے''۔اتنی بات فرمانے کے بعد آنحضرت ﷺ اٹھے اور گھر تشریف لے گئے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان (خوش نصیب ستر ہزار) افراد کے بارے میں قیاس آرائیاں کرنے لگے۔بعض نے کہا: ''شاید یہ وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے ہیں'' اور بعض نے کہا: ''شاید یہ وہ لوگ ہیں جو (عہد) اسلام میں پیدا ہوئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا''۔ اس کے علاوہ انہوں نے کچھ اور باتیں بھی ذکر کیں۔اتنے میں آنحضرت ﷺ تشریف لے آئے، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو اپنی آراء سے آگاہ کیا' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہیں جو نہ دم کرواتے ہیں، نہ (علاج کی غرض سے) اپنے جسم داغتے ہیں، نہ بدفالی لیتے ہیں اور وہ صرف اپنے پروردگار پر ہی توکل کرتے ہیں''۔ یہ سن کر عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی (اے اللہ کے رسول ﷺ!) یہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کر دے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ان میں سے ہے''۔ اس کے بعد ایک دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کی'' (اے اللہ کے رسول ﷺ!) میرے لئے بھی دعا

فَقال: اُدْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُم، فَقال: "سَبَقَكَ بِها عُكَّاشَةُ".	فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کردے"۔آپ ﷺ نے فرمایا: اس (دعا) میں عکاشہ (رضی اللہ عنہ) تم پر سبقت لے گیا ہے"۔

(اس کو روایت کیا ہے بخاری و مسلم نے، یہ الفاظ مسلم کے ہیں البتہ بخاری کے الفاظ مختصر بھی ہیں اور مفصل بھی) ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے)۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: مَعْرِفَةُ مَرَاتِبِ النَّاسِ فِي التَّوْحِيدِ.

(۱) یہ کہ توحید کے بارے میں لوگوں کے درجات ومراتب مختلف ہیں۔

الثَّانِيَةُ: مَا مَعْنَى تَحْقِيقِهِ.

(۲) 'تحقق توحید' کے مطلب کی وضاحت ہے۔

الثَّالِثَةُ: ثَنَاؤُهُ سُبْحَانَهُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ بِكَوْنِهِ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ.

(۳) اللہ تعالیٰ نے اس بات پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدح وستائش فرمائی ہے کہ ''وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے اوران کا دامن شرک کی آلودگی سے پاک تھا''۔

الرَّابِعَةُ: ثَنَاؤُهُ عَلَى سَادَاتِ الْأَوْلِيَاءِ بِسَلَامَتِهِمْ مِنَ الشِّرْكِ.

(۴) اللہ تعالیٰ نے اس بات پر حضرات اولیاء کرام کی بھی مدح فرمائی ہے کہ وہ شرک سے بیزار تھے۔

الْخَامِسَةُ: كَوْنُ تَرْكِ الرُّقْيَةِ وَالْكَيِّ مِنْ تَحْقِيقِ التَّوْحِيدِ.

(۵) ''دم'' اور جسم داغنے کے طریق علاج کو ترک کرنا توحید کا اعلیٰ درجہ ہے۔

السَّادِسَةُ: كَوْنُ الْجَامِعِ لِتِلْكَ الْخِصَالِ هُوَ التَّوَكُّلَ.

(٦) ان اوصاف کا احاطہ کرنا ہی درحقیقت توکل ہے۔

السَّابِعَةُ: عُمْقُ عِلْمِ الصَّحَابَةِ بِمَعْرِفَتِهِمْ أَنَّهُمْ لَمْ يَنَالُوا ذَلِكَ إِلَّا بِعَمَلٍ.

(۷) اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علم کی گہرائی کا بھی پتہ چلتا ہے، کہ یہ بلند پایہ مراتب ومناصب انہیں محض عمل کی بدولت حاصل ہوئے ہیں۔

الثَّامِنَةُ: حِرْصُهُمْ عَلَى الْخَيْرِ.

(۸) اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خیر اور نیکی کے کاموں پر کس قدر حریص تھے۔

التَّاسِعَةُ: فَضِيلَةُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بِالْكَمِّيَّةِ وَالْكَيْفِيَّةِ.	(۹) اس سے امت محمدیہ کی فضیلت بھی واضح ہوتی ہے کہ یہ امت بلندیٔ درجات اور کثرت تعداد کے لحاظ سے تمام امتوں سے برتر اور افضل ہے۔
العَاشِرَةُ: فَضِيلَةُ أَصْحَابِ مُوسَى.	(۱۰) اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام (اور ان) کی امت کی فضیلت بھی عیاں ہوتی ہے۔
الحَادِيَةَ عَشْرَةَ: عَرْضُ الْأُمَمِ عَلَيْهِ ﷺ.	(۱۱) آنحضرت ﷺ کے سامنے تمام امتیں پیش کی گئیں۔
الثَّانِيَةَ عَشْرَةَ: أَنَّ كُلَّ أُمَّةٍ تُحْشَرُ وَحْدَهَا مَعَ نَبِيِّهَا.	(۱۲) ہر امت کو اپنے اپنے نبی کے ساتھ علیحدہ علیحدہ اٹھایا جائے گا۔
الثَّالِثَةَ عَشْرَةَ: قِلَّةُ مَنِ اسْتَجَابَ لِلْأَنْبِيَاءِ.	(۱۳) دعوت انبیاء کو بالعموم تھوڑے لوگوں نے قبول کیا۔
الرَّابِعَةَ عَشْرَةَ: أَنَّ مَنْ لَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ يَأْتِي وَحْدَهُ.	(۱۴) جس نبی کی دعوت پر ایک شخص بھی ایمان نہ لایا، وہ اکیلا ہی آئے گا۔
الخَامِسَةَ عَشْرَةَ: ثَمَرَةُ هَذَا الْعِلْمِ، وَهُوَ عَدَمُ الِاغْتِرَارِ بِالْكَثْرَةِ، وَعَدَمُ الزُّهْدِ فِي الْقِلَّةِ.	(۱۵) اس علم کا فائدہ یہ ہے کہ کثرت تعداد پر مغرور اور قلت تعداد پر پریشان نہیں ہونا چاہیے۔
السَّادِسَةَ عَشْرَةَ: الرُّخْصَةُ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ وَالْحُمَةِ.	(۱۶) نظر بد اور زہریلے جانور کے کاٹنے کا دم کرنا جائز ہے۔

السَّابِعَةَ عَشْرَةَ: عُمْقُ عِلْمِ السَّلَفِ؛ لِقَوْلِهِ: "قَدْ أَحْسَنَ مَنِ انْتَهَى إِلَى مَا سَمِعَ، وَلَكِنْ كَذَا وَكَذَا"؛ فَعُلِمَ أَنَّ الْحَدِيثَ الْأَوَّلَ لَايُخَالِفُ الثَّانِي.

(۱۷) سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے قول ''قَدْ أَحْسَنَ مَنِ انْتَهَى إِلَى مَا سَمِعَ'' (یعنی جس نے اپنی شنید کے مطابق عمل کیا، اس نے اچھا کیا) سے سلف صالحین کی علمی گہرائی کا پتہ چلتا ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلی حدیث دوسرے حدیث کے خلاف نہیں۔

الثَّامِنَةَ عَشْرَةَ: بُعْدُ السَّلَفِ عَنْ مَدْحِ الْإِنْسَانِ بِمَا لَيْسَ فِيهِ.

(۱۸) سلف صالحین ایک دوسرے کی بے جا تعریف وستائش سے پرہیز کیا کرتے تھے۔

التَّاسِعَةَ عَشْرَةَ: قَوْلُهُ: "أَنْتَ مِنْهُمْ" عَلَمٌ مِنْ أَعْلَامِ النُّبُوَّةِ.

(۱۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ سے یہ فرمانا کہ ''أَنْتَ مِنْهُمْ'' (کہ تو ان میں سے ہے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے کے دلائل اور نشانیوں میں سے ایک دلیل اور نشانی ہے۔

العِشْرُونَ: فَضِيلَةُ عُكَّاشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ.

(۲۰) اس حدیث سے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی معلوم ہوئی۔

الحَادِيَةُ وَالْعِشْرُونَ: اِسْتِعْمَالُ الْمَعَارِيضِ.

(۲۱) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اشارہ وکنایہ میں گفتگو کرنا جائز ہے۔

الثَّانِيَةُ وَالْعِشْرُونَ: حُسْنُ خُلُقِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۲۲) (حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کے بعد دعا کی درخواست کرنے والے شخص کو احسن انداز میں بٹھا دینے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلیٰ واحسن اخلاق کے مالک تھے۔

باب:۴

بَابُ الْخَوْفِ مِنَ الشِّرْكِ

وَقَوْلُ اللَّهِ تعالى:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ﴾ [النساء:۴۸]

وقال الْخَلِيلُ عليه السلام:

﴿وَٱجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ ٱلْأَصْنَامَ﴾ [ابراہیم:۳۵]

وَفِي الحَدِيثِ:

"أَخْوَفُ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ: الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ، فَسُئِلَ عَنْهُ؟ فَقَال: الرِّيَاءُ."

وَعَن ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قال:

"مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُو لِلَّهِ نِداً؛ دَخَلَ النَّارَ". رَوَاهُ البُخَارِيّ.

باب:۴

شرک سے ڈرنے کا بیان

ارشاد ربانی ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ اس (گناہ) کو نہیں بخشے گا کہ (کسی کو) اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا اور جس گناہ کو چاہے معاف کر دے گا''۔

اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے دعا کی:

''اور (اے میرے رب!) مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے بچانا''۔

اور حدیث شریف میں ہے:

مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ ڈر ''شرک اصغر'' کا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا ''شرک اصغر'' کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ریاکاری''۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص کو اس حال میں موت آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے (شریک) کو پکارتا ہو تو وہ جہنم رسید ہوگا''۔

وَلِمُسْلِمٍ: عَنْ جابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قال: "مَنْ لَقِيَ اللَّهَ لَا يُشْرِكُ به شَيْئاً دَخَل الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَقِيَهُ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً دَخَلَ النَّارَ".

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو کوئی اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے کہ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ اور جو اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملے کہ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہو تو وہ جہنم رسید ہوگا''۔

فِيهِ مَسَائِلُ: مسائل:

الأُولَى: الْخَوْفُ مِنْ الشِّرْكِ.
(۱) شرک سے ڈرنا چاہیے۔

الثَّانِيَةُ: أَنَّ الرِّيَاءَ مِنْ الشِّرْكِ.
(۲) ''ریا کاری'' بھی شرک کی ایک قسم ہے۔

الثَّالِثَةُ: أَنَّهُ مِنَ الشِّرْكِ الْأَصْغَرِ.
(۳) ''ریا کاری'' ''شرک اصغر'' ہے۔

الرَّابِعَةُ: أَنَّهُ أَخْوَفُ مَا يُخَافُ مِنْهُ عَلَى الصَّالِحِينَ.
(۴) نیک لوگوں پر باقی گناہوں کی نسبت ''ریا کاری'' کا زیادہ خطرہ ہے۔

الخَامِسَةُ: قُرْبُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ.
(۵) جنت اور جہنم (انسان کے) قریب ہیں۔

السَّادِسَةُ: الجَمْعُ بَيْنَ قُرْبِهِمَا فِي حَدِيثٍ وَاحِدٍ.
(٦) ایک ہی حدیث میں جنت اور جہنم کے قریب ہونے کو اکٹھا ذکر کیا گیا ہے۔

السَّابِعَةُ: أَنَّهُ مَنْ لَقِيَهُ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَلَوْ كَانَ مِنْ أَعْبَدِ النَّاسِ.
(۷) مرتے وقت شرک نہ کرنے والا شخص جنت میں جائے گا اور جسے شرک کرتے ہوئے موت آئی وہ جہنم رسید ہوگا، اگر چہ وہ بہت بڑا عابد و زاہد کیوں نہ ہو۔

الثَّامِنَةُ: المَسْأَلَةُ الْعَظِيمَةُ؛ سُؤَالُ الْخَلِيلِ لَهُ وَلِبَنِيهِ وِقَايَةَ عِبَادَةِ الْأَصْنَامِ.
(۸) حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے اپنے اور اپنی اولاد کے لئے بتوں کی عبادت سے محفوظ رہنے کی دعا کرنا' ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔

التَّاسِعَةُ: اِعْتِبَارُهُ بِحَالِ الْأَكْثَرِ لِقَوْلِهِ: ﴿رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ ٱلنَّاسِ﴾ [ابراھیم:٣٦]

(۹) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے: ﴿رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ ٱلنَّاسِ﴾ (یعنی اے میرے پروردگار! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیا ہے) کہہ کر اکثریت کی حالت سے عبرت حاصل کی ہے (کہ اے میرے پروردگار! مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچانا)۔

العَاشِرَةُ: فِيهِ تَفْسِيرُ: "لَا إِلَهَ إِلَّا اَللَّهُ" كَمَا ذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۰) امام بخاری رحمہ اللہ کے بیان کے مطابق ان آیات واحادیث میں کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کی تفسیر ہے۔

الحَادِيَةَ عَشْرَةَ: فَضِيلَةُ مَنْ سَلِمَ مِنْ الشِّرْكِ.

(۱۱) اس باب میں شرک سے محفوظ رہنے والوں کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔

باب:۵

بَابُ الدُّعَاءِ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلا اللَّهُ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿قُلۡ هَٰذِهِۦ سَبِيلِيٓ أَدۡعُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا۠ وَمَنِ ٱتَّبَعَنِيۖ وَسُبۡحَٰنَ ٱللَّهِ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلۡمُشۡرِكِينَ﴾ [یوسف:۱۰۸]

وعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذاً إِلَى الْيَمَنِ قَالَ لَهُ:

"إِنَّك تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ؛ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُم إِلَيْهِ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - وفِي رِوَايَةٍ: إِلَى أَنْ يُوَحِّدُوا اللَّهَ -

فَإِنْ هُم أَطَاعُوكَ لِذَلِكَ؛ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ

باب:۵

''لا الہ الا اللہ'' کی گواہی کے لئے لوگوں کو دعوت دینا

ارشادِ ربانی ہے:

''(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) آپ کہہ دیں کہ میرا اور میرے پیروکاروں کا راستہ تو یہ ہے کہ ہم سب سمجھ بوجھ کر اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرتے وقت فرمایا:

''تم اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جارہے ہو، تم انہیں سب سے پہلے کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کی گواہی کی دعوت دینا، ایک اور روایت میں ہے کہ ''تم انہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت (توحید) کی دعوت دینا''۔

پس اگر وہ آپ کی یہ بات مان جائیں تو انہیں بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن اور رات میں پانچ

عَلَيْهِم خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ. فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذَلِكَ؛ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِم. فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذَلِكَ؛فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ؛ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَها وبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ". أَخْرَجَاهُ.

نمازیں فرض کی ہیں۔

پس اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان جائیں تو پھر انہیں بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے، جوان کے اصحاب ثروت سے وصول کر کے ان کے فقراء وغرباء میں تقسیم کر دی جائے گی۔

پس اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان جائیں تو ان کے عمدہ اور قیمتی مال لینے سے احتیاط کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا، کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں"۔

وَلَهُمَا: عَنْ سَهْلِ بنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال يَوْمَ خَيْبَرٍ: "لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَداً رَجُلاً يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ؛ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ. فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ؛ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا. فَلَمَّا أَصْبَحُوا؛ غَدَوا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور حدیث میں ہے کہ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"کل میں ایک ایسے شخص کو پرچم دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔

چنانچہ صحابہ رات بھر قیاس آرائیاں کرتے رہے کہ پرچم کسے دیا جاسکتا ہے؟ صبح ہوئی تو تمام صحابہ کرام

عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا، فَقال: أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ؟ فَقِيلَ هُوَ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ. فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ، فَأُتِيَ به، فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ، وَدَعَا لَهُ، فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ به وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ، وقال: انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تنزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُم إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِم مِنْ حَقِّ اللَّهِ تعالى فِيهِ، فَوَاللَّهِ! لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلاً وَاحِداً خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ". قَوْلُهُ: "يَدُوكُونَ" أَيْ: يَخُوضُونَ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے۔ ہر ایک کی یہی خواہش اور امید تھی کہ پرچم اسے ہی ملے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟'' بتایا گیا کہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ صحابہ کرام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب مبارک ڈالا اور دعا فرمائی۔ چنانچہ حضرت علی (مکمل طور پر) یوں تندرست ہو گئے کہ گویا انہیں کچھ بھی تکلیف نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پرچم حضرت علی کو تھما دیا اور ارشاد فرمایا:

''اطمینان سے (ابھی) روانہ ہو جاؤ اور خیبر کے میدان میں پہنچ جاؤ، پھر سب سے پہلے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دینا اور اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ان پر عائد ہوتے ہیں، انہیں بتانا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تمہاری بدولت ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دے تو تمہارے لئے یہ (سعادت انتہائی قیمتی) سرخ اونٹوں سے کہیں بہتر ہے''۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

الأُولَى: أَنَّ الدَّعْوَةَ إِلَى اللَّهِ؛ طَرِيقُ مَنِ اتَّبَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

الثَّانِيَةُ: التَّنْبِيهُ عَلَى الْإِخْلَاصِ، لِأَنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ لَوْ دَعَا إِلَى الْحَقِّ، فَهُوَ يَدْعُو إِلَى نَفْسِهِ.

الثَّالِثَةُ: أَنَّ الْبَصِيرَةَ مِنَ الْفَرَائِضِ.

الرَّابِعَةُ: مِنْ دَلَائِلِ حُسْنِ التَّوْحِيدِ كَوْنُهُ تَنْزِيهًا لِلَّهِ تَعَالَى عَنِ الْمَسَبَّةِ.

الْخَامِسَةُ: أَنَّ مِنْ قُبْحِ الشِّرْكِ كَوْنَهُ مَسَبَّةً لِلَّهِ.

السَّادِسَةُ: وَهِيَ مِنْ أَهَمِّهَا إِبْعَادُ الْمُسْلِمِ عَنِ الْمُشْرِكِينَ، لِئَلَّا يَصِيرَ مِنْهُمْ وَلَوْ لَمْ يُشْرِكْ.

مسائل:

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین کا طریق کار یہ ہے کہ (وہ خود ہدایت پر آجانے کے بعد) دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں۔

(۲) اس باب میں اخلاص نیت کی ترغیب ہے، کیونکہ اکثر لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ ''دعوت الی الحق'' لے کر اٹھیں بھی تو (وہ اس میں مخلص نہیں ہوتے بلکہ) وہ لوگوں کو بالعموم اپنی ذات کی طرف بلاتے ہیں۔

(۳) دعوت کے کاموں میں بصیرت سے کام لینا فرض ہے۔

(۴) حسن توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر عیب سے پاک مانا جائے۔

(۵) شرک کی ایک خرابی یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لئے گالی اور اس کی ذات میں عیب اور نقص ہے۔

(٦) اس باب کا ایک اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان کو اہل شرک سے دور کر دینا چاہیے، تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ شرک نہ کرنے کے باوجود ان کا ساتھی بن جائے۔

السَّابِعَةُ: كَوْنُ التَّوْحِيدِ أَوَّلَ وَاجِبٍ.

(۷) جملہ واجبات دین میں سے سب سے پہلا واجب مسئلہ توحید ہے۔

الثَّامِنَةُ: أَنَّهُ يُبْدَأُ بِهِ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ، حَتَّى اَلصَّلَاةِ.

(۸) بشمول نماز تمام امور دین سے قبل توحید سے تبلیغ کا آغاز کرنا چاہیے۔

التَّاسِعَةُ: أَنَّ مَعْنَى: "أَنْ يُوَحِّدُوا اللَّهَ" مَعْنَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.

(۹) ''رسول اللہ ﷺ کے فرمان: ''أَنْ يُوَحِّدُوا اللَّهَ'' اور کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کی شہادت و گواہی کا معنی و مفہوم ایک ہی ہے۔

العَاشِرَةُ: أَنَّ الْإِنْسَانَ قَدْ يَكُونُ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَهُوَ لَا يَعْرِفُهَا أَوْ يَعْرِفُهَا وَلَا يَعْمَلُ بِهَا.

(۱۰) کچھ لوگ اہل کتاب ہونے کے باوجود کتاب (یعنی توحید) سے کما حقہ باخبر نہیں ہوتے، یا جاننے کے باوجود اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔

الحَادِيَةَ عَشْرَةَ: اَلتَّنْبِيهُ عَلَى التَّعْلِيمِ بِالتَّدْرِيجِ.

(۱۱) دین کی تعلیم تدریجاً دینی چاہیے۔

الثَّانِيَةَ عَشْرَةَ: الْبُدَاءَةُ بِالْأَهَمِّ فَالْأَهَمِّ.

(۱۲) سب سے پہلے اہم ترین اور بعد ازاں بتدریج اہمیت والے مسائل بیان کرنے چاہئیں۔

الثَّالِثَةَ عَشْرَةَ: مَصْرِفُ الزَّكَاةِ.

(۱۳) اس میں زکوٰۃ کے مصرف کا بھی بیان ہے۔

الرَّابِعَةَ عَشْرَةَ: كَشْفُ الْعَالِمِ الشُّبْهَةَ عَنْ الْمُتَعَلِّمِ.

(۱۴) معلم کو چاہئے کہ وہ متعلم کے شبہات کو بھی دور کرے۔

الخَامِسَةَ عَشْرَةَ: اَلنَّهْيُ عَنْ كَرَائِمِ الْأَمْوَالِ.

(۱۵) زکوۃ میں عمدہ اور قیمتی مال لینا منع ہے۔

السَّادِسَةَ عَشْرَةَ: اِتِّقَاءُ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ.

(۱۶) مظلوم کی بددعا سے بچنا چاہئے۔

السَّابِعَةَ عَشْرَةَ: الإِخْبَارُ بِأَنَّهَا لَا تُحْجَبُ.

(۱۷) مظلوم کی آہ و بددعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔

الثَّامِنَةَ عَشْرَةَ: مِنْ أَدِلَّةِ التَّوْحِيدِ مَا جَرَى عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَسَادَاتِ الْأَوْلِيَاءِ مِنَ الْمَشَقَّةِ وَالْجُوعِ وَالْوَبَاءِ.

(۱۸) سید المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرات اولیاء صحابہ کرام کو جن مشقتوں، بھوک اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا، وہ تمام دلائل توحید میں سے ہیں۔

التَّاسِعَةَ عَشْرَةَ: قَوْلُهُ: "لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ" إِلَخْ عَلَمٌ مِنْ أَعْلَامِ النُّبُوَّةِ.

(۱۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد کہ "کل میں یہ پرچم ایسے شخص کو دوں گا جو..."۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علامات نبوت میں سے ہے۔

العِشْرُونَ: تَفْلُهُ فِي عَيْنَيْهِ عَلَمٌ مِنْ أَعْلَامِهَا أَيْضًا.

(۲۰) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں لعاب ڈالنا (اور ان کا فوراً صحت یاب ہوجانا بھی) علامات نبوت میں سے ہے۔

الحَادِيَةُوَالْعِشْرُونَ: فَضِيلَةُ عَلِيٍّ رضي الله عنه.

(۲۱) اس واقعہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی عیاں ہوتی ہے۔

الثَّانِيَةُ وَالْعِشْرُونَ: فَضْلُ

(۲۲) اس واقعہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت

الصَّحَابَةِ فِي دَوْكِهِمْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَشُغْلِهِمْ عَنْ بِشَارَةِ الْفَتْحِ.

اور فضیلت بھی واضح ہے کہ وہ ساری رات یہ سوچتے رہے کہ پرچم کس خوش نصیب کو ملنے والا ہے اور اس خیال میں وہ فتح کی بشارت بھی بھول گئے۔

الثَّالِثَةُ وَالْعِشْرُونَ: الإِيمَانُ بِالْقَدَرِ لِحُصُولِهَا لِمَنْ لَمْ يَسْعَ لَهَا وَمَنْعِهَا عَمَّنْ سَعَى.

(۲۳) اس سے ''ایمان بالقدر'' بھی ثابت ہوتا ہے کہ پرچم ایسے شخص کو مل گیا جس نے اس کے لئے کوئی کوشش یا خواہش نہیں کی اور کوشش کرنے والے اس کے حصول سے محروم رہے۔

الرَّابِعَةُ وَالْعِشْرُونَ: الأَدَبُ فِي قَوْلِهِ: "عَلَى رِسْلِكَ".

(۲۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان (عَلَى رِسْلِكَ) (کہ اطمینان سے روانہ ہو جاؤ) میں آداب (جنگ) کی تعلیم ہے۔

الخَامِسَةُ وَالْعِشْرُونَ: الدَّعْوَةُ إِلَى الْإِسْلَامِ قَبْلَ الْقِتَالِ.

(۲۵) اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ جنگ سے پیشتر دعوت اسلام دینی چاہیئے۔

السَّادِسَةُ وَالْعِشْرُونَ: أَنَّهُ مَشْرُوعٌ لِمَنْ دُعُوا قَبْلَ ذَلِكَ وَقُوتِلُوا.

(۲۶) لوگوں سے اولین خطاب ہو، یا قبل ازیں دعوت اور جنگ ہو چکی ہو، ہر دو صورت میں قبل از جنگ دعوت اسلام مشروع ہے۔

السَّابِعَةُ وَالْعِشْرُونَ: الدَّعْوَةُ بِالْحِكْمَةِ لِقَوْلِهِ: 'أَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ'.

(۲۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مندرجہ ذیل ارشاد کہ ''ان پر اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ہیں وہ انہیں بتانا'' سے معلوم ہوا کہ اسلام کی دعوت حکمت و دانائی کے

ساتھ پیش کرنی چاہیئے۔

الثَّامِنَةُ وَالْعِشْرُونَ: المَعْرِفَةُ بِحَقِّ اللَّهِ فِي الْإِسْلَامِ.	**(۲۸)** مسلمان ہوکر اسلام میں (مقرر کردہ) حقوق اللہ سے روشناس ہونا چاہیئے۔
التَّاسِعَةُ وَالْعِشْرُونَ: ثَوَابُ مَنِ اهْتَدَى عَلَى يَدَيْهِ رَجُلٌ وَاحِدٌ.	**(۲۹)** معلوم ہوا کہ جس شخص کے ہاتھوں ایک بھی شخص ہدایت پا جائے، اس کے لئے بڑا ثواب اور بڑی عظمت ہے۔
الثَّلَاثُونَ: الحَلِفُ عَلَى الْفُتْيَا.	**(۳۰)** اس سے فتویٰ پر قسم اٹھانے کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔

باب:٦

بَابُ تَفْسِيرِ التَّوْحِيدِ وَشَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

باب:٦

توحید کی تفسیر اور کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کی گواہی کا مطلب

وَقَوْلُ اللَّهِ تعالى:

﴿أُولَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ ٱلْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُۥ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُۥٓ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا﴾ [الاسراء: ٥٧]

ارشاد ربانی ہے:

''یہ لوگ (اللہ تعالیٰ کے علاوہ) جن کو پکارتے ہیں، وہ خود اپنے رب کا تقرب حاصل کرنے کا وسیلہ (ذریعہ) تلاش کرتے رہتے ہیں کہ کون اس کے قریب تر ہو اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے خائف رہتے ہیں۔ بے شک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے''۔

وَقَوْلُهُ تعالى:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَٰهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِۦٓ إِنَّنِى بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ﴿٢٦﴾ إِلَّا ٱلَّذِى فَطَرَنِى فَإِنَّهُۥ سَيَهْدِينِ ﴿٢٧﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِى عَقِبِهِۦ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ [الزخرف: ٢٦-٢٨]

اور ارشاد ہے:

''اور (اس وقت کو یاد کرو) جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے (صاف صاف) کہہ دیا تھا کہ تم (اللہ تعالیٰ کے سوا) جن کی بندگی کرتے ہو (میرا ان سے کوئی تعلق نہیں) میں ان سے بیزار ہوں۔ ہاں (میں صرف اسے مانتا ہوں) جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی میری راہنمائی کرے گا اور یہی بات اپنی اولاد میں پیچھے چھوڑ گئے، تا کہ وہ (اللہ کی طرف) رجوع کریں''۔

وَقَوْلُهُ تعالى: ﴿ٱتَّخَذُوٓا۟ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَـٰنَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ﴾ [التوبة:٣١]

نیز فرمایا: ”انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور بزرگوں کو اپنا رب بنالیا“۔

وَقَوْلُهُ: ﴿وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ ٱللَّهِ ۖ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ﴾ [البقرة:١٦٥]

اور فرمایا: ”اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو غیر اللہ کو (اس کا) شریک اور ہمسر ٹھہراتے ہیں۔ (اور) وہ ان سے اللہ کی سی محبت کرتے ہیں اور ایمان والے (سب سے) بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں“۔

فِي الصَّحِيحِ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ أَنَّهُ قال: "مَنْ قال: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ، حَرُمَ مَالُهُ وَدَمُهُ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ".

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا: ”جس شخص نے کلمہ ”لا الہ الا اللہ“ کا اقرار کرلیا اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے، ان کا انکار کیا تو اس کا مال اور خون محفوظ ہوگیا اور اس کا حساب (یعنی باقی معاملہ) اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے“۔

وَشَرْحُ هَذِهِ التَّرْجُمَةِ: مَا بَعْدَها مِنَ الْأَبْوابِ.

آئندہ ابواب اسی بات کی تشریح ہیں۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

فِيه: أَكْبَرُ المَسَائِلِ وَأَهَمُّها: وَهِيَ تَفْسِيرُ التَّوْحِيدِ، وَتَفْسِيرُ الشَّهادَةِ وبَيَّنَهَا بِأُمُورٍ واضِحَةٍ.

مِنْهَا: آيَةُ "الإِسْرَاءِ"، بَيَّنَ فِيهَا الرَّدَّ عَلَى المُشْرِكِينَ الَّذِينَ يَدْعونَ الصَّالِحِينَ، فَفِيهَا بَيانٌ أَنَّ هَذَا هوَ الشِّرْكُ الأَكْبَرُ .

ومِنْهَا: آيَةُ "بَرَاءَةَ"، بَيَّنَ فيها أنَّ أهلَ الْكِتابِ: ﴿ٱتَّخَذُوٓاْ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَـٰنَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ﴾، وبَيَّنَ أَنَّهُم لَمْ يُؤْمَرُوا إِلَّا بِأَنْ يَعْبُدُوا إِلَهًا واحِداً، مَعَ أَنَّ تَفْسِيرَهَا الَّذِي لَا إِشكَالَ فيهِ: طَاعَةُ العُلَمَاءِ

مسائل:

(۱) اس میں سب سے اہم مسئلہ توحید اور کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کی تفسیر ہے، جسے متعدد واضح آیات و احادیث سے بیان کردیا گیا ہے۔

(۲) دلائل توحید میں سب سے پہلی آیت سورۃ الاسراء (بنی اسرائیل ۵۷) کی ہے، جس میں ان مشرکین کی تردید ہے جو مصائب ومشکلات میں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر صالحین و بزرگان کو پکارتے ہیں۔ اس آیت میں صاف صاف بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارنا ہی شرک اکبر ہے۔

(۳) ان دلائل توحید میں سے ایک دلیل سورۃ براءۃ (التوبہ ۳۱) کی آیت ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے واضح انداز میں فرمایا ہے کہ: ''اہل کتاب نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور بزرگوں کو رب بنا رکھا تھا، جبکہ انہیں صرف اور صرف ایک الٰہ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا''۔ حالانکہ اس آیت کی واضح تفسیر۔جس میں کوئی اشکال یا ابہام نہیں۔ یہ ہے کہ اہل کتاب اپنے علماء اور بزرگوں کو (مصیبت اور مشکل میں) پکارتے

وَالعُبَّادِ في الْمَعْصِيَةِ، لَا دُعَاؤُهُمْ إِيَّاهُمْ.

نہیں تھے، بلکہ عملِ معصیت میں ان کی اطاعت کرتے تھے۔

وَمِنْهَا: قولُ الْخَلِيلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلْكُفَّارِ: ﴿إِنَّنِي بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ۝٢٦ إِلَّا ٱلَّذِى فَطَرَنِى﴾ فَاسْتَثْنَى مِنَ الْمَعْبُودِينَ رَبَّهُ، وَذَكَرَ سُبحانَهُ أَنَّ هَذِهِ الْبَرَاءَةَ وَهَذِهِ الْمُوالاةَ هِيَ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. فَقَالَ: ﴿وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِى عَقِبِهِۦ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ [الزخرف].

(۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس بات کا تذکرہ ہے، جو انہوں نے کفار سے کہی تھی ''کہ میں تمہارے معبودوں سے بیزار اور لاتعلق ہوں، ہاں (میرا تعلق صرف اسی سے ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے) اور اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کفار کے معبودان باطلہ سے اپنے رب کو مستثنیٰ کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بیان فرمایا کہ کفار سے اس طرح کی براءت و بیزاری اور اللہ تعالیٰ کی موالات ومحبت ہی کلمہ لا الہ الا اللہ کی تفسیر ہے۔ چنانچہ فرمایا: ''اور ابراہیم علیہ السلام یہی پیغام اپنے پیچھے اپنی قوم میں چھوڑ گئے، تاکہ وہ (اس کی طرف) رجوع کریں''۔

وَمِنْهَا: آيةُ "البقرةِ" فِي الْكُفَّارِ الَّذِينَ قَالَ اللهُ فِيهِمْ: ﴿وَمَا هُم بِخَٰرِجِينَ مِنَ ٱلنَّارِ﴾ ذَكَرَ أَنَّهُم يُحِبُّونَ أَنْدَادَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ، فَدَلَّ على أَنَّهُم يُحِبُّونَ اللّهَ حُباً

(۵) ان دلائل میں سے ایک دلیل سورۂ بقرہ (۱۶۷) کی وہ آیت ہے جو اللہ تعالیٰ نے کافروں کے متعلق بیان فرمائی ہے کہ: ''وہ جہنم کی آگ سے نکلنے والے نہیں ہیں''۔ اور ان کے بارے میں فرمایا کہ: ''وہ اپنے شریکوں سے یوں محبت کرتے ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ سے ہونی چاہیے''۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کو اللہ تعالیٰ سے بھی

عَظِيماً، ولَمْ يُدْخِلْهُمْ في الإِسْلَامِ، فكَيْفَ بِمَنْ أَحَبَّ النِّدَّ حُباً أكْبَرَ مِنْ حُبُّ اللَّهِ؟! فكَيْفَ بِمَنْ لَمْ يُحِبَّ إِلَّا النِّدَّ وَحْدَهُ ، وَلَمْ يُحِبُّ اللّهَ؟!

بڑی محبت تھی، مگر ان کی یہ محبت انہیں مشرف بہ اسلام نہ کر سکی۔ ذرا غور کریں! کہ جب اللہ تعالیٰ اور غیر اللہ سے محبت کرنے والوں کو مسلمان شمار نہیں کیا گیا تو اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر شریکوں سے محبت کرنے والوں، یا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف غیر اللہ سے محبت کرنے والوں کا کیا حال ہوگا؟

وَمِنْهَا: قَوْلُهُ: "مَنْ قالَ: لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَرُمَ مَالُهُ وَدَمُهُ..." وهذا مِنْ أَعْظَم مَا يُبَيِّنُ معنى: "لا إله إلا الله"، فإنه لَمْ يَجْعَل التَّلَفُّظَ بِهَا عَاصِمًا لِلدَّمِ والْمالِ، بَلْ وَلَا مَعْرِفَةَ مَعْنَاهَا مَعَ لَفْظِها، بَلْ وَلَا الإِقْرارُ بِذَلِكَ، بَلْ وَلَا كَوْنَهُ لا يَدْعُو إِلَّا اللَّهَ وَحْدَهُ لا شَرِيْكَ لَهُ، بل لا يَحْرُمُ مَالُهُ ودَمُهُ حَتَّى يُضِيْفَ إِلَى

(٦) ان دلائل میں سے ایک دلیل آنحضرت ﷺ کا فرمان ذیشان بھی ہے کہ جس شخص نے کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کا اقرار اور معبودان باطلہ کا انکار کیا' اس کا مال اور خون (جان) محفوظ ہو گیا اور اس کا حساب (یعنی باقی معاملہ) اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے''۔ یہ ارشاد مبارک ان بڑے دلائل میں سے ایک ہے جو کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کے معنی و مفہوم کو (صحیح طور پر) واضح کرتے ہیں کہ اس کلمہ کو محض زبان سے ادا کر لینے سے مال و جان کو امان و تحفظ نہیں مل جاتا، یعنی اس کلمہ کو محض پڑھ لینے سے، یا اس کے معنی اور لفظ کو جان لینے، یا اس کے محض اقرار سے امان نہیں مل جاتی اور نہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کو محض پکارنے سے امان و تحفظ حاصل ہوتا ہے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ جب تک معبودان

ذَلِكَ: الكُفْرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللّهِ، فإنْ شَكَّ أو تَوَقَّفَ؛ لَمْ يَحْرُم مالُهُ وَدَمُه.	باطلہ کا کفر وانکار نہ کیا جائے، امان نہیں مل سکتی۔ یاد رہے کہ اگر کسی نے ان باتوں میں سے کسی میں بھی ذرا سا شک یا توقف کیا تو اس کی جان اور مال کو تحفظ و امان حاصل نہیں ہو سکے گا۔
فَيَا لَهَا مِنْ مَسْأَلَةٍ، ما أَجَلَّها! وبالَهُ مِنْ بَيانِ مَا أَوْضَحَهُ وحجَّةٍ ما أَقْطَعَها للمُنَازِع!	یہ مسئلہ کس قدر اہم اور عظیم ہے اور کس قدر واضح ہے۔ اور مخالفین کے خلاف کتنی بڑی قاطع دلیل ہے۔

باب:۷

بَابُ مِنَ الشِّرْكِ لِبْسُ الْحَلْقَةِ وَالْخَيْطِ وَنَحْوِهِمَا؛ لِرَفْعِ الْبَلاءِ أَوْدَفْعِهِ

باب:۷

رفع بلاء اور دفع مصائب کے لئے چھلے اور دھاگے وغیرہ پہننا شرک ہے

وَقَوْلُ اللَّهِ تعالى:

﴿قُلْ أَفَرَءَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ ٱللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَـٰشِفَـٰتُ ضُرِّهِۦٓ أَوْ أَرَادَنِى بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَـٰتُ رَحْمَتِهِۦ ۚ قُلْ حَسْبِىَ ٱللَّهُ ۖ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ ٱلْمُتَوَكِّلُونَ﴾[الزمر:۳۸]

ارشاد الٰہی ہے:

''(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) ان سے کہہ دیجئے! تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے کوئی ضرر پہنچانا چاہے تو کیا اللہ تعالیٰ کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو، اس ضرر کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا اللہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے، تو کیا یہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں کہ مجھے تو اللہ ہی کافی ہے، بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں''۔

عَنْ عِمْرَانَ بنِ حُصينٍ رضی اللہ عنہ: "أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رَأَى رَجُلاً فِي يَدِهِ حَلْقَةٌ مِنْ صُفْرٍ، فَقَال: مَا هَذِهِ؟! قال: مِنَ الْواهِنَةِ. قال: انْزِعْها؛ فَأَنَّهُا لَا تَزِيدُكَ إِلَّا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ میں پیتل کا چھلہ دیکھا تو فرمایا:

''یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ ''واھنہ''[1] (ایک مرض) کی وجہ سے پہنا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اسے اتاردو۔ یہ (تمہیں کوئی فائدہ

وَهناً، فَإِنَّكَ لَوْ مِتَّ وَهِيَ عَلَيْكَ؛ مَا أَفْلَحْتَ أَبداً". رَوَاهُ أَحْمَدُ بِسَنَدٍ لَا بَأْسَ بِهِ.

نہیں پہنچا سکتا بلکہ) تمہاری کمزوری میں مزید اضافہ کردے گا۔ اس چھلے کو پہنے ہوئے اگر تمہیں موت آ گئی تو تم کبھی نجات نہ پاسکو گے''۔

① (واھنہ: امام ابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ واھنہ ایک ایسی بیماری ہے جس میں کندھے یا پورے بازو کی رگ پھول جاتی ہے۔ تکلیف سے نجات کے لئے دم بھی کرتے ہیں۔ بعض اہل علم کا قول ہے کہ کہنی اور کندھے کے درمیانی حصہ میں بعض اوقات تکلیف ہوجایا کرتی ہے۔ یہ تکلیف مردوں کو ہوتی ہے، عورتوں کو نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو وہ چھلا پہننے سے اس لئے منع کیا تھا کہ اس نے وہ چھلا اس مرض سے نجات کے لئے پہنا تھا کہ وہ چھلا اسے محفوظ رکھے گا۔ حالانکہ چھلے کا بیماری سے کوئی واسطہ یا تعلق نہیں۔ (مترجم)

وَلَهُ عَنْ عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ مَرْفوعاً: "مَنْ تَعَلَّقَ تَميمَةً؛ فَلَا أَتَمَّ اللَّهُ لَهُ، وَمَنْ تَعَلَّقَ وَدْعَةً؛ فَلَا وَدَعَ اللَّهُ لَهُ".

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے (بیماری سے تحفظ کے لئے) کوئی تعویذ لٹکایا، اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری نہ کرے اور جس نے سیپ باندھا، اللہ تعالیٰ اسے بھی آرام نہ دے''①۔

① تمیمہ: مذکورہ بالا احادیث میں ''تمیمہ'' اور ''ودعہ'' کی مذمت وارد ہوئی ہے، کوئی چیز وہ لوہے کی ہو یا پیتل کی، سیپ ہو یا منکا، یا دھاگہ، اسے گلے میں ڈالنا، کلائی یا بازو، انگلی یا پاؤں پر باندھنا، اس نیت سے کہ اس کی وجہ سے آرام آجائے گا' سخت ممنوع ہے، بلکہ شرک ہے۔

وَفِي لَفْظٍ:

ایک اور روایت میں ہے:

"مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ".

''جس نے (بیماری سے تحفظ کی نیت سے) تعویذ لٹکایا، اس نے اس (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ شرک کیا''۔

وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ: "أَنَّهُ رَأَى رَجُلاً فِي يَدِهِ خَيْطٌ مِنَ الْحُمَّى، فَقَطَعَهُ، وَتَلَا قَوْلَهُ تعالى: ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِٱللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ﴾ [يوسف: ١٠٦]". رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ.

ابن ابی حاتم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کے ہاتھ میں بخار کے سبب دھاگا باندھا ہوا دیکھا تو انہوں نے اسے کاٹ ڈالا اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

''اور ان میں سے اکثر لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے باوجود بھی مشرک ہیں''۔

عرب لوگ بچوں کو نظر بد سے محفوظ رکھنے کے لئے ان کے گلے میں کوڑیاں باندھتے تھے، اسلام نے اس عمل کو باطل اور فضول قرار دیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے:

''اور اگر میں تمیمہ ڈال لوں تو پھر مجھے اس کے بعد کسی بھی گناہ کی پرواہ نہیں''۔

مطلب یہ کہ یہ سب سے بڑا گناہ ہے اور باقی اس سے پیچھے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص (نظر بد اور بیماری سے تحفظ کے لئے) کوئی چیز باندھے یا لٹکائے تو اللہ تعالیٰ اسے آرام نہ دے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ شدید انداز تخاطب اس لئے اختیار فرمایا کہ عربوں کا عقیدہ تھا۔ یہ چیزیں دوا اور شفاء ہیں۔ اور وہ لوگ ان چیزوں کو محض باندھ لینا کافی سمجھتے اور اعتقاد رکھتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور فیصلہ کو روک لیں گی اور وہ انہیں دافع البلاء سمجھتے تھے۔ اس لئے آپ

ﷺ نے ان امور سے سختی سے منع فرمایا اور اسے شرک قرار دیا۔

امام عبد العظیم منذری رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ:

تمیمہ: چمڑے کے ٹکڑے کو کہتے ہیں جس پر کوئی چیز لکھی ہو، عرب لوگ اس قسم کی چیزوں کو استعمال کرتے تھے تاکہ ان کے ذریعے آفات و مصائب سے دفاع ہو۔ یہ سراسر جہالت وضلالت کی بات ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہ تو تکلیف کو دور کر سکتا ہے اور نہ روک سکتا ہے۔

ودعہ: مذکورہ بالا احادیث میں سے ایک حدیث میں ''ودعہ'' کا لفظ آیا ہے۔ ابو السعادات ابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ سمندر سے نکلنے والی سفید رنگ کی ایک چیز ہوتی ہے۔ وہ لوگ اسے نظر بد سے بچاؤ کے لئے گلے میں لٹکاتے تھے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے اس پر ناپسندیدگی اور کراہت کا اظہار فرمایا اور اس سے منع فرمایا۔ اردو میں ''ودعہ'' کو سیپ اور گھونگھے کہا جاتا ہے۔

ہمارے ہاں بھی بعض بیماریوں کی صورت میں لوگ ان کا صحیح علاج کرنے کی بجائے دھاگے پر گانٹھ لگا کر باندھ لیتے ہیں۔ یا چھوٹی چھوٹی لکڑیوں کا ہار سا بنا کر گلے میں لٹکا لیتے ہیں۔ بعض صورتوں میں ناک یا کان میں سوراخ کر کے کوئی چیز ڈال لیتے ہیں۔ بس، ٹرک، کار، مکان وغیرہ پر سیاہ کپڑا لہرا دیتے ہیں یا پرانا جوتا لٹکا دیتے ہیں۔ یا سیاہ ہنڈیا الٹا کر رکھ دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب کام مندرجہ بالا احادیث کی روشنی میں منع اور شرک ہیں۔ ان سے بچنا چاہئے۔ (مترجم)

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: التَّغْلِيظُ فِي لُبْسِ الْحَلْقَةِ وَالْخَيْطِ وَنَحْوِهِمَا لِمِثْلِ ذَلِكَ.

(۱) (بیماری سے تحفظ کی نیت سے) چھلا، دھاگہ یا ڈوراوغیرہ باندھنا سخت منع ہے۔

الثَّانِيَةُ: أَنَّ الصَّحَابِيَّ لَوْ مَاتَ وَهِيَ عَلَيْهِ؛ مَا أَفْلَحَ، فِيهِ شَاهِدٌ لِكَلَامِ الصَّحَابَةِ أَنَّ الشِّرْكَ الْأَصْغَرَ أَكْبَرُ مِنَ الْكَبَائِرِ.

(۲) اس حدیث سے معلوم شدہ اس بیان سے کہ اگر صحابی بھی اس نیت سے کوئی چیز باندھے یا لٹکائے اور اسی حال میں مرجائے تو وہ بھی کبھی فلاح نہیں پاسکتا۔ صحابہ کی اس ٹھوس بات کے لئے شاہد موجود ہے اور وہ یہ کہ "شرک اصغر اکبر الکبائر ہے"۔

الثَّالِثَةُ: أَنَّهُ لَمْ يُعْذَرْ بِالْجَهَالَةِ.

(۳) جہالت کے سبب بھی ان چیزوں کے مرتکب کو معذور نہیں سمجھا جائے گا۔

الرَّابِعَةُ: أَنَّهَا لَا تَنْفَعُ فِي الْعَاجِلَةِ؛ بَلْ تَضُرُّ، لِقَوْلِهِ: "لَا تَزِيدُكَ إِلَّا وَهْنًا".

(۴) یہ چیزیں دنیا میں بھی مفید نہیں بلکہ مضر ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ "یہ تیری بیماری کو بڑھانے کے سوا کچھ نہ کرے گا"۔

الْخَامِسَةُ: الإِنْكَارُ بِالتَّغْلِيظِ عَلَى مَنْ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ.

(۵) ایسی چیزوں کو استعمال کرنے والے شخص کو سختی سے روکنا چاہئے۔

السَّادِسَةُ: التَّصْرِيحُ بِأَنَّ مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا؛ وُكِّلَ إِلَيْهِ.

(۶) اس بات کی وضاحت معلوم ہوئی کہ جس نے کوئی چیز لٹکائی، اسے اس کے سپرد کردیا جاتا ہے۔

السَّابِعَةُ: التَّصْرِيحُ بِأَنَّ مَنْ

(۷) جس نے کوئی تعویذ لٹکایا، اس نے

تَعَلَّقَ تَمِيمَةً؛ فَقَدْ أَشْرَكَ.	شرک کیا۔
الثَّامِنَةُ: أَنَّ تَعْلِيقَ الْخَيْطِ مِنَ الْحُمَّى مِنْ ذَلِكَ.	(۸) بخار کی وجہ سے دھاگہ باندھنا شرک ہے۔
التَّاسِعَةُ: تِلَاوَةُ حُذَيْفَةَ الآيَةَ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الصَّحَابَةَ يَسْتَدِلُّونَ بِالآيَاتِ الَّتِي فِي الشِّرْكِ الْأَكْبَرِ عَلَى الْأَصْغَرِ؛	(۹) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا اس موقعہ پر اس آیت کی تلاوت کرنا، اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شرک اکبر کی آیات سے شرک اصغر پر بھی استدلال کیا کرتے تھے؛
كَمَا ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي آيَةِ الْبَقَرَةِ.	جیسا کہ سورۃ البقرۃ کی آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا ہے۔
الْعَاشِرَةُ: أَنَّ تَعْلِيقَ الْوَدَعَ مِنَ الْعَيْنِ مِنْ ذَلِكَ.	(۱۰) نظر بد سے بچاؤ کے لئے سیپ باندھنا شرک ہے۔
الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ: الدُّعَاءُ عَلَى مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً أَنَّ اللهَ لَا يُتِمُّ لَهُ، وَمَنْ تَعَلَّقَ وَدَعَةً فَلَا وَدَعَ اللهُ لَهُ؛ أَيْ تَرَكَ اللهُ لَهُ.	(۱۱) (بیماریوں سے تحفظ کے لئے) تعویذ لٹکانے اور سیپ وغیرہ ڈالنے والے کے لئے بددعا کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری نہ کرے اور اسے آرام نہ دے۔

باب:٨
بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّقَي وَالتَّمَائِمِ

باب:٨
دموں اور تعویذوں کا بیان

في الصحيح: عَنْ أَبِي بشيرٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ: "أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، فَأَرْسَلَ رَسُولاً: أَنْ لَا يَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةً مِنْ وَتَرٍ، أَوْ قِلَادَةٌ؛ إِلَّا قُطِعَتْ".

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک قاصد کو (اعلان کرنے کے لئے) بھیجا کہ ''کسی اونٹ کی گردن میں تانت وغیرہ سے لٹکائی چیز نہ رہنے دی جائے، اگر ہو تو کاٹ دی جائے''[1]۔

[1] دور جاہلیت میں رسم تھی کہ اگر کمان کی تانت پرانی ہوجاتی تو اسے تبدیل کر لیتے اور پرانی تانت کو چوپایوں کے گلے میں ڈال دیتے۔ ان کا خیال تھا کہ اس سے جانور نظر بد سے محفوظ رہتا ہے۔ (مترجم)

وَعَن ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُول: "إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ؛ شِرْكٌ". رَوَاهُ أَحْمَدُ وأَبُو دَاوُدَ.

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: ''جھاڑ پھونک (نظر بد وغیرہ سے تحفظ کے لئے) تعویذ گنڈے (باندھنا اور محبت کے لئے کیے جانے والے اعمال) جادو سب شرک ہیں''[1]۔

[1] ملاحظہ: یہ ایک تفصیلی واقعہ کا بعض حصہ ہے۔ پورا واقعہ امام

ابوداؤد رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ زینب رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میرے شوہر عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے میری گردن میں ایک دھاگہ دیکھا تو پوچھا، یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: ''یہ دم کیا ہوا دھاگہ مجھے دیا گیا ہے، تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے وہ دھاگہ کاٹ ڈالا اور فرمایا: ''اے عبداللہ کے اہل وعیال! تم اس شرک سے بے نیاز ہو، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: یہ جھاڑ پھونک، نظر بد سے تحفظ کے لئے مختلف چیزیں باندھنا یا لٹکانا اور محبت کے تعویذات سب شرک ہیں''۔ میں نے کہا: ''میری آنکھ میں چبھن تھی میں فلاں یہودی کے پاس دم کرانے جاتی تھی۔ اس کے دم سے مجھے آرام آجاتا تھا''۔ تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یہ شیطانی حرکت ہے، وہ اپنے ہاتھ سے چبھوتا تھا جب دم کیا جاتا تو وہ ہاتھ روک لیتا۔ اس تکلیف کے دوران تمہارے لئے اتنا کافی تھا کہ تم وہ دعا پڑھ لیتی، جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

''أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءٌ لَا يُغَادِرُ سَقَمًا''۔

[اس (مذکورہ) حدیث میں درج ذیل تین الفاظ وارد ہوئے ہیں تمائم، رقی اور تولہ]۔

التَّمَائِمُ: شَيْءٌ يُعَلَّقُ عَلَى الْأَوْلَادِ عَنِ الْعَيْنِ، لَكِنْ إِذَا كَانَ مِنَ الْقُرْآنِ؛ فَرَخَّصَ فِيهِ بَعْضُهُم، وَبَعْضُهُمْ لَمْ يُرَخِّصْ فِيهِ، وَيَجْعَلُهُ مِنَ

التمائم: یہ لفظ ''تمیمہ کی جمع ہے۔ اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو نظر بد سے تحفظ کے لئے بچوں کے گلے میں باندھی، لٹکائی یا ڈالی جائے۔ قرآنی تعویذات کو بعض اہل علم نے جائز اور بعض نے ناجائز قرار دیا ہے، ناجائز کہنے والوں میں سے ایک

الْمَنْهِيِّ عَنْهُ، -مِنْهُمُ ابْنُ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ -.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

وَالرُّقَى: هِيَ الَّتِي تُسَمَّى الْعَزَائِمَ، وَخَصَّ مِنْهُ الدَّلِيلُ مَا خَلَا مِنَ الشِّرْكِ؛ فَقَدْ رَخَّصَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَيْنِ وَالْحُمَةِ.

الرقی: یہ ''رقیہ'' کی جمع ہے۔انہیں ''العزائم'' بھی کہا جاتا ہے''رقیہ'' دم اور جھاڑ پھونک کو کہتے ہیں۔ اگرچہ حدیث میں دم کو شرک کہا گیا ہے، لیکن دلائل سے ثابت ہے کہ جو دم شرکیہ کلمات پر مشتمل نہ ہو، اس کی اجازت ہے۔خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظر بد اور زہریلے جانوروں کے کاٹنے پر دم کی اجازت اور رخصت دی ہے۔

وَالتِّوَلَةُ: شَيْءٌ يَصْنَعُونَهُ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ يُحَبِّبُ الْمَرْأَةَ إِلَى زَوْجِهَا، وَالرَّجُلَ إِلَى امْرَأَتِهِ.

التولہ: یہ ایک ایسا عمل ہے، جس کے ذریعے عربوں کے خیال میں خاوند اور بیوی کے مابین الفت پیدا ہوتی ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُكَيْمٍ رضی اللہ عنہ مَرْفُوعاً:

اور حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئاً وُكِّلَ إِلَيْهِ". رَوَاهُ أَحْمَدُ والتِّرْمِذِيّ.

''جس شخص نے کوئی چیز لٹکائی تو اسے اسی کے حوالے کر دیا جاتا ہے''۔

وَرَوَى الإِمَامُ أَحْمَدُ: عَنْ رُوَيْفِعٍ رضی اللہ عنہ قال: قال: لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يا رُوَيْفِعُ!

اور امام احمد حضرت رویفع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ''مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے رویفع! شاید تم مدت تک زندہ رہو، لہٰذا لوگوں

لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُولُ بِكَ، فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ، أَوْ تَقَلَّدَ وَتَراً، أَوْ اسْتَنْجَى بِرَجِيعِ دَابَّةٍ أَوْ عَظْمٍ، فَإِنَّ مُحَمَّداً بَرِيءٌ مِنْهُ".

کو بتادینا کہ جو شخص داڑھی کو گرہ لگائے، یا تانت گلے میں ڈالے، یا چوپائے کے گوبر یا ہڈی سے استنجاء کرے، تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس سے بیزار اور لاتعلق ہیں''۔

وَعَن سَعِيدِ بنِ جُبَيْر رحمۃ اللہ علیہ قال: "مَنْ قَطَعَ تَمِيمَةً مِنْ إِنْسَانٍ؛ كَانَ كَعِدْلِ رَقَبَةٍ". رَوَاهُ وَكِيعُ.

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ: ''جو شخص کسی کے گلے سے تعویذ کو کاٹ ڈالے تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا''۔

وَلَهُ: عَنْ إِبْرَاهِيمَ قال: "كَانُوا يَكْرَهُونَ التَّمَائِمَ كُلَّهَا، مِنَ القُرْآنِ وَغَيْرِ الْقُرْآنِ".

''اور وکیع رحمۃ اللہ علیہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ: ''(لوگ یعنی اصحاب ابن مسعود رضی اللہ عنہ) قرآنی اور غیر قرآنی ہر قسم کے تعویذات کو ناپسند گردانتے تھے''۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: تَفْسِيرُ الرُّقَى وَالتَّمَائِمِ.

(۱) ''رقیہ'' اور ''تمیمہ'' کی تفسیر۔

الثَّانِيَةُ: تَفْسِيرُ التِّوَلَةِ.

(۲) ''تولۃ'' کی تفسیر ہوئی۔

الثَّالِثَةُ: أَنَّ هَذِهِ الثَّلاثَةَ كُلَّهَا مِنَ الشِّرْكِ مِنْ غَيْرِ استثناءٍ.

(۳) ''رقیہ''، ''تمیمہ'' اور ''تولۃ'' بلا استثناء تینوں شرک ہیں۔

الرَّابِعَةُ: أَنَّ الرُّقْيَةَ بِالْكَلَامِ الْحَقِّ مِنَ الْعَيْنِ وَالْحُمَةُ لَيْسَ مِنْ ذَلِكَ.

(۴) نظر بد اور زہریلے جانوروں کے کاٹے کا غیر شرکیہ دم ممنوع نہیں۔

الْخَامِسَةُ: أَنَّ التَّمِيمَةَ إِذَا كَانَتْ مِنَ الْقُرْآنِ؛ فَقَدِ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ؛ هَلْ هِيَ مِنْ ذَلِكَ أَمْ لا؟

(۵) قرآنی آیات کے تمیمہ (تعویذ) کے بارے میں اہل علم کے مابین اختلاف ہے کہ یہ شرک ہے یا نہیں؟

السَّادِسَةُ: أَنَّ تَعْلِيقَ الْأَوْتَارِ عَلَى الدَّوَابِ مِنَ الْعَيْنِ مِنْ ذَلِكَ.

(۶) نظر بد سے تحفظ کی خاطر جانوروں کے گلے میں تانت باندھنا شرک ہے۔

السَّابِعَةُ: الْوَعِيدُ الشَّدِيدُ عَلَى مَنْ تَعَلَّقَ وَتَرًا.

(۷) اس میں تانت باندھنے والوں کے لئے شدید وعید وارد ہوئی ہے۔

الثَّامِنَةُ: فَضْلُ ثَوَابِ مَنْ قَطَعَ تَمِيمَةً مِنْ إِنْسَانٍ.

(۸) اس سے کسی کے گلے میں باندھے ہوئے تعویذ کو کاٹ پھینکنے کا ثواب اور فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

التَّاسِعَةُ: أَنَّ كَلَامَ إِبْرَاهِيمَ لَا يُخَالِفُ مَا تَقَدَّمَ مِنَ الِاخْتِلَافِ؛ لِأَنَّ مُرَادَهُ أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ.	**(۹) ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی بات اہل علم کے مذکورہ بالا اختلاف کے منافی نہیں؛** کیونکہ ان کے کلام سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد مراد ہیں۔

باب:۹

بَابُ مَنْ تبَرَّكَ بِشَجَرَةٍ أَوْ حَجَرٍ وَنَحْوِهِمَا

وَقَوْلُ اللَّه تعالى:

﴿أَفَرَءَيْتُمُ ٱللَّٰتَ وَٱلْعُزَّىٰ ۝ وَمَنَوٰةَ ٱلثَّالِثَةَ ٱلْأُخْرَىٰٓ﴾ [النجم:۱۹-۲۰]

عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ رضی اللہ عنہ قال: "خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى حُنَيْنٍ، وَنَحْنُ حُدَثَاءُ عَهْدٍ بِكُفْرٍ، وَلِلْمُشْرِكِينَ سِدْرَةٌ يَعْكُفُونَ عِنْدَهَا وَيَنُوطُونَ بِهَا أَسْلِحَتَهُمْ، يقال لَهَا: ذَاتُ أَنْوَاطٍ. فَمَرَرْنَا بِسِدْرَةٍ، فَقُلْنَا: يا رَسُولَ اللَّهِ! اِجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ أَنْوَاطٍ، فقال رَسُولُ

باب:۹

کسی درخت یا پتھر وغیرہ کو متبرک سمجھنا

ارشادِ الٰہی ہے:

''بھلا تم نے (کبھی) ''لات''، ''عزیٰ'' اور تیسری (دیوی) ''منات'' کے بارے میں بھی غور کیا ہے؟''۔

حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ: غزوہ حنین کے موقع پر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جا رہے تھے اور ہم نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ (راستے میں) مشرکین کی ایک بیری تھی، وہ (عظمت اور برکت کے خیال سے) اس کے پاس آ کر بیٹھے رہتے تھے۔ اور (برکت کے لئے) اپنے ہتھیار بھی اس پر لٹکایا کرتے تھے۔ اس کا نام ''ذات انواط'' تھا۔ چلتے چلتے ایک بیری کے پاس سے ہمارا گزر ہوا تو ہم نے کہا: ''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! جیسے ان مشرکین کا ذات انواط ہے، آپ ہمارے لئے بھی ایک ''ذات انواط'' مقرر فرمادیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ اکبر'' ''یہی تو (گمراہی اور

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اللَّهُ أَكْبَرُ! إِنَّهَا السُّنَنُ، قُلتُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، كَمَا قالتْ: بَنُو إِسْرَائيلَ لِمُوسَى: ﴿ٱجْعَل لَّنَآ إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ ءَالِهَةٌ ۚ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ﴾ [الاعراف:۱۳۸] لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ". رَوَاهُ التِّرْمِذِيّ وَصَحَّحَهُ.

سابقہ قوموں کے) راستے ہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم نے تو وہی بات کی جو بنواسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ اے موسیٰ! جیسے ان کے معبود ہیں آپ ہمارے لئے بھی ایک ایسا معبود مقرر کردیں''۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''تم تو بڑے ناداں ہو''۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم بھی پہلی امتوں کے طریقوں پر چلوگے''۔

(اس حدیث کوامام ترمذی نے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے)

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: تَفْسِيرُ آيَةِ النَّجْمِ.

(۱) سورۃ النجم کی آیت کی تفسیر ہے۔

الثَّانِيَةُ: مَعْرِفَةُ صُورَةِ الْأَمْرِ الَّذِي طَلَبُوا.

(۲) صحابہ کرام کے ذات انواط مقرر کرنے کے مطالبہ کی صحیح توجیہ (کہ وہ ذات انواط صرف تبرک کی خاطر مقرر کرانا چاہتے تھے۔ ان کا اسے معبود بنانا مقصود نہ تھا)۔

الثَّالِثَةُ: كَوْنُهُمْ لَمْ يَفْعَلُوا.

(۳) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی اس خواہش کا صرف اظہار ہی کیا تھا۔ اسے عملی جامہ نہیں پہنایا تھا۔

الرَّابِعَةُ: كَوْنُهُمْ قَصَدُوا التَّقَرُّبَ إِلَى اللَّهِ بِذَلِكَ؛ لِظَنِّهِمْ أَنَّهُ يُحِبُّهُ.

(۴) اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقصد و ارادہ محض تقرب الٰہی کا حصول تھا، کیونکہ ان کا گمان تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے پسند فرماتا ہے۔

الْخَامِسَةُ: أَنَّهُمْ إِذَا جَهِلُوا هَذَا؛ فَغَيْرُهُمْ أَوْلَى بِالْجَهْلِ.

(۵) جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر شرک کی یہ قسم مخفی رہی تو دوسرے عام لوگوں کا اس سے نابلد رہنا زیادہ قرین قیاس ہے۔

السَّادِسَةُ: أَنَّ لَهُمْ مِنَ الْحَسَنَاتِ وَالْوَعْدِ بِالْمَغْفِرَةِ مَا لَيْسَ لِغَيْرِهِمْ.

(۶) (اعمال صالحہ کے بدلے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو نیکیاں اور بخشش کے وعدے عطا کیے گئے ہیں، وہ دوسروں کو حاصل نہیں ہو سکتے۔

السَّابِعَةُ: أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَمْ يَعْذِرْهُمْ بَلْ رَدَّ عَلَيْهِمْ بِقَوْلِهِ: "اَللَّهُ أَكْبَرُ!

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معذور اور بے قصور نہیں سمجھا، بلکہ آپ نے ان کی بایں الفاظ تردید فرمائی کہ: ”یہی تو

إِنَّهَا السُّنَنُ! لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ"؛ فَغَلَّظَ الْأَمْرَ بِهَذِهِ الثَّلَاثِ.

گمراہی (پہلی قوموں) کے راستے ہیں تم بھی پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلو گے'' اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین طرح سے اس کی مذمت فرمائی۔

الثَّامِنَةُ: الأَمْرُ الْكَبِيرُ -وَهُوَ الْمَقْصُودُ- أَنَّهُ أَخْبَرَ أَنَّ طَلَبَهُمْ كَطَلَبِ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَمَّا قَالُوا لِمُوسَى عليه السلام اِجْعَلْ لَنَا إِلَهًا.

(۸) سب سے اہم بات جو اصل مقصود ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے یہ فرمانا ہے کہ ''تمہارا مطالبہ اور فرمائش بھی بنی اسرائیل کے مطالبہ وفرمائش جیسی ہے'' انہوں نے کہا تھا کہ: ''اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی ایک معبود بنا''۔ سو تم نے بھی ایسا ہی مطالبہ کیا۔

التَّاسِعَةُ: أَنَّ نَفْيَ هَذَا مِنْ مَعْنَى "لَا إِلَهَ إِلَّا اَللَّهُ" مَعَ دِقَّتِهِ وَخَفَائِهِ عَلَى أُولَئِكَ.

(۹) اس قسم کے مقامات کو مقدس اور متبرک نہ سمجھنا، توحید اور لا الہ الا اللہ کی مراد ہے۔ یہ ایک انتہائی دقیق اور پوشیدہ بات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس کا ادراک نہ کر سکے۔

العَاشِرَةُ: أَنَّهُ حَلَفَ عَلَى الْفُتْيَا، وَهُوَ لَا يَحْلِفُ إِلَّا لِمَصْلَحَةٍ.

(۱۰) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتوے پر قسم اٹھائی، جبکہ بلا مصلحت ومقصد قسم اٹھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ نہ تھی۔

الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ: أَنَّ الشِّرْكَ فِيهِ أَكْبَرُ وَأَصْغَرُ؛ لِأَنَّهُمْ لَمْ يَرْتَدُّوا بِهَذَا.

(۱۱) چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس مطالبہ وفرمائش کی وجہ سے مرتد نہیں سمجھا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ شرک بڑا بھی ہوتا ہے اور چھوٹا بھی۔

الثَّانِيَةَ عَشْرَةَ: قَوْلُهُمْ:

(۱۲) ابو واقد رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ ہم ابھی نئے نئے

"وَنَحْنُ حُدَثَاءُ عَهْدٍ بِكُفْرٍ"؛ فِيهِ أَنَّ غَيْرَهُمْ لَا يَجْهَلُ ذٰلِكَ.

مسلمان ہوئے تھے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس بات کا علم تھا کہ ایسا کرنا درست نہیں۔

الثَّالِثَةَ عَشْرَةَ: التَّكْبِيرُ عِنْدَ التَّعَجُّبِ؛ خِلَافًا لِمَنْ كَرِهَهُ.

(۱۳) اس سے اظہار تعجب کے موقع پر "اللہ اکبر" کہنے کا جواز بھی ملتا ہے نیز اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جو اسے مکروہ سمجھتے ہیں۔

الرَّابِعَةَ عَشْرَةَ: سَدُّ الذَّرَائِعِ.

(۱۴) شرک و بدعت کے تمام ذرائع کا سدباب کرنا چاہئے۔

الْخَامِسَةَ عَشْرَةَ: اَلنَّهْيُ عَنِ التَّشَبُّهِ بِأَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ.

(۱۵) اس میں اہل جاہلیت کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔

السَّادِسَةَ عَشْرَةَ: الْغَضَبُ عِنْدَ التَّعْلِيمِ.

(۱۶) اس میں دوران تعلیم (کسی مصلحت کی بنیاد پر استاد کا شاگرد پر) ناراض ہونا ثابت ہے۔

السَّابِعَةَ عَشْرَةَ: الْقَاعِدَةُ الْكُلِّيَّةُ لِقَوْلِهِ: "إِنَّهَا اَلسُّنَنُ".

(۱۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "إِنَّهَا اَلسُّنَنُ" فرما کر عمومی اصول بیان کر دیا۔

الثَّامِنَةَ عَشْرَةَ: أَنَّ هٰذَا عَلَمٌ مِنْ أَعْلَامِ النُّبُوَّةِ لِكَوْنِهِ وَقَعَ كَمَا أَخْبَرَ.

(۱۸) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خبر بھی علامات نبوت میں سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق اب اسی طرح ہو رہا ہے۔

التَّاسِعَةَ عَشْرَةَ: أَنَّ كُلَّ مَا ذَمَّ اللّٰهُ بِهِ الْيَهُودَ

(۱۹) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جن باتوں پر یہود و نصاریٰ کی مذمت فرمائی، وہ دراصل ہمیں تنبیہ

وَالنَّصَارَى فِي الْقُرْآنِ؛ أَنَّهُ لَنَا.

ہے (تاکہ ہم ان سے بچیں)۔

الْعِشْرُونَ: أَنَّهُ مُتَقَرِّرٌ عِنْدَهُمْ أَنَّ الْعِبَادَاتِ مَبْنَاهَا عَلَى الأَمْرِ، فَصَارَ فِيهِ التَّنْبِيهُ عَلَى مَسَائِلِ القَبْرِ أَمَّا "مَنْ رَبُّكَ؟" فَوَاضِحٌ، وَأَمَّا "مَنْ نَبِيُّكَ؟"؛ فَمِنْ إِخْبَارِهِ بِأَنْبَاءِ الْغَيْبِ، وَأَمَّا "مَا دِينُكَ" فَمِنْ قَوْلِهِمْ "اِجْعَلْ لَنَا إِلَهًا الْخَ". إِلَى آخِرِهِ.

(۲۰) اہل علم کے ہاں یہ اصول طے ہے کہ عبادات کی بنیاد حکم اور امر پر ہے (اپنی مرضی یا خواہش سے عبادت مقرر نہیں کی جاسکتی) اس سے قبر کے سوالوں پر تنبیہ ہوتی ہے کہ قبر میں پہلا سوال یہ ہوگا ''تیرا رب کون ہے؟'' یہ تو واضح ہے، البتہ دوسرا سوال ''تیرا نبی کون ہے؟'' اس کا تعلق امور غیبیہ سے ہے۔ اور تیسرا سوال ''تیرا دین کیا ہے؟'' اس پر آیت (اِجْعَلْ لَنَا إِلَهًا) دلالت کرتی ہے۔

الحَادِيَةُ وَالْعِشْرُونَ: أَنَّ سُنَّةَ أَهْلِ الكِتَابِ مَذْمُومَةٌ كَسُنَّةِ المُشْرِكِينَ.

(۲۱) اہل کتاب کے طور طریقے بھی اسی طرح مذموم ہیں، جیسے مشرکین کا مذہب اور ان کے طور اطوار ہیں۔

الثَّانِيَةُ وَالْعِشْرُونَ: أَنَّ المُنْتَقِلَ مِنَ الْبَاطِلِ الَّذِي اِعْتَادَهُ قَلْبُهُ لَا يُؤْمَنُ أَنْ يَكُونَ فِي قَلْبِهِ بَقِيَّةٌ مِنْ تِلْكَ الْعَادَةِ؛ لِقَوْلِهِ: "وَنَحْنُ حُدَثَاءُ عَهْدٍ بِكُفْرٍ".

(۲۲) جو شخص باطل سے حق کی طرف آتا ہے، اس کے دل میں قدیم عبادات، عقائد اور تصورات کا کچھ نہ کچھ اثر باقی رہ جاتا ہے، جیسا کہ ابو واقد رضی اللہ عنہ نے کہا: (وَنَحْنُ حُدَثَاءُ عَهْدٍ بِكُفْرٍ) یعنی ابھی ماضی قریب میں ہمارا کفر سے تعلق رہا ہے اور ہم نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں۔

باب:١٠

بَابُ مَا جاءَ فِي الذَّبحِ لِغَيْر اللَّهِ

باب:١٠

غیر اللہ کے لئے ذبح کرنے کا حکم

وَقَوْلُ اللَّهِ تعالى: ﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَالَمِينَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيكَ لَهُۥ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا۠ أَوَّلُ ٱلْمُسْلِمِينَ﴾ [الانعام:١٦٢-١٦٣]

ارشاد الٰہی ہے: ''کہہ دیجئے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب رب العالمین کے لئے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے اول فرمانبردار ہوں''۔

وقولُهُ: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ﴾ [الكوثر:٢]

نیز فرمایا: ''پس تم اپنے رب ہی کے لئے نماز پڑھو اور قربانی دو''۔

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قال: حَدَّثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ: "لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ، لَعَنَ اللَّهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ، لَعَنَ اللَّهُ مَنْ آوى مُحْدِثاً، لَعَنَ اللَّهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ". رَوَاهُ مُسْلِمُ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے چار باتیں بتلائیں: ''جو شخص غیر اللہ کے لئے جانور ذبح کرے' اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ جو شخص اپنے والدین پر لعنت کرے' اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے، جو شخص کسی بدعتی (مجرم) کو پناہ دے' اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ جو شخص حدودِ زمین کے نشانات کو بدلے' اس پر (بھی) اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے''۔

وَعَنْ طَارِقَ بنِ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایک شخص مکھی کی وجہ سے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "دَخَلَ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فِي ذُبَابٍ، ودَخَلَ النَّارَ رَجُلٌ فِي ذُبَابٍ، قَالُوا: وَكَيْفَ ذَلِكَ يا رَسُولَ اللَّهِ؟ قال: مَرَّ رَجُلَانِ عَلَى قَوْمٍ لَهُمْ صَنَمٌ لَا يَجُوزُهُ أَحَدٌ حَتَّى يُقَرِّبَ لَهُ شَيْئاً. فقَالُوا لِأَحَدِهِمَا قَرِّبْ، قال: لَيْسَ عِنْدِي شَيْءٌ أُقَرِّبُ، قَالُوا لَهُ: قَرِّبْ وَلَوْ ذُبَاباً، فَقَرَّبَ ذُبَاباً، فَخَلُّوا سَبِيلَهُ؛ فَدَخَلَ النَّارَ. وَقالوا لِلآخَرِ: قَرِّبْ، فقَالَ: مَا كُنْتُ لِأُقَرِّبَ لِأَحَدٍ شَيْئاً دُونَ اللَّهِ، فَضَرَبُوا عُنُقَهُ؛ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ". رَوَاهُ أَحْمَدُ.

جنت چلا گیا اور ایک شخص مکھی ہی کی وجہ سے جہنم جا پہنچا''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! وہ کیسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''دو آدمیوں کا گزر ایک قوم پر ہوا، جس کا ایک بت تھا۔ کسی کو وہاں سے چڑھاوا چڑھائے بغیر گزرنے کی اجازت نہ تھی۔ (اس) قوم کے لوگوں نے ان میں سے ایک کو کہا: چڑھاوا چڑھاؤ۔ اس نے کہا: چڑھاوے کے لئے میرے پاس کوئی چیز نہیں۔ انہوں نے کہا: تمہیں یہ کام ضرور کرنا ہوگا، خواہ ایک مکھی ہی چڑھاؤ۔ اس شخص نے ایک مکھی کا چڑھاوا چڑھا دیا۔ چنانچہ انہوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ اور وہ اس مکھی کے سبب جہنم میں جا پہنچا۔ ان لوگوں نے دوسرے سے کہا، تم بھی کوئی چڑھاوا چڑھاؤ، تو اس نے کہا: میں تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے واسطے کوئی چڑھاوا نہیں چڑھا سکتا۔ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور وہ ''سیدھا'' جنت میں جا پہنچا''۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: تَفْسِيرُ قَوْلِهِ: ﴿إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي﴾

(۱) آیہ مبارکہ ﴿إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي﴾ کی تفسیر۔

الثَّانِيَةُ: تَفْسِيرُ قَوْلِهِ: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ﴾

(۲) آیہ مبارکہ ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ﴾ کی تفسیر۔

الثَّالِثَةُ: الْبَدَاءَةُ بِلَعْنَةِ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ.

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے والے شخص پر لعنت فرمائی ہے۔

الرَّابِعَةُ: لَعْنُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ، وَمِنْهُ أَنْ تَلْعَنَ وَالِدَي الرَّجُلِ فَيَلْعَنَ وَالِدَيْكَ.

(۴) اپنے والدین پر لعنت کرنے والا خود لعنتی ہے، اس سے یہ بات ماخوذ ہے کہ اگر تم کسی کے والدین کو لعنت کرو گے تو وہ تمہارے والدین پر لعنت کرے گا، اسی طرح تم خود اپنے والدین پر لعنت کا سبب بنو گے۔

الخَامِسَةُ: لَعْنُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا، وَهُوَ الرَّجُلُ يُحْدِثُ شَيْئًا يَجِبُ فِيهِ حَقُّ اللَّهِ؛ فَيَلْتَجِئُ إِلَى مَنْ يُجِيرُهُ مِنْ ذَلِكَ.

(۵) جو شخص کسی بدعتی (مجرم) کو پناہ دے، وہ ملعون ہے۔ بدعتی سے مراد وہ شخص ہے جو کسی ایسے جرم کا مرتکب ہو جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا واجب ہو۔ اور وہ اس سے بچنے کے لئے کسی کی پناہ ڈھونڈے۔

السَّادِسَةُ: لَعْنُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ، وَهِيَ الْمَرَاسِيمُ الَّتِي تُفَرِّقُ بَيْنَ حَقِّكَ وَحَقِّ

(۶) جو شخص حدود زمین کی علامات بدل ڈالے وہ لعنتی ہے۔ اس سے ایسے نشانات مراد ہیں جو آپ اور آپ کے پڑوسی کی حدود ملکیت کو متعین کرتے ہیں

جَارِكَ مِنَ الْأَرْضِ، فَتُغَيِّرُهَا بِتَقْدِيمٍ أَوْ تَأْخِيرٍ.

اور ان نشانات کو بدلنے سے پڑوسیوں کا حق مارنا مقصود ہو۔

السَّابِعَةُ: اَلْفَرَقُ بَيْنَ لَعْنِ الْمُعَيَّنِ وَلَعْنِ أَهْلِ الْمَعَاصِي عَلَى سَبِيلِ الْعُمُومِ.

(۷) کسی متعین شخص پر یا عمومی طور پر گناہگار لوگوں پر لعنت کرنے میں فرق ہے۔

الثَّامِنَةُ: هَذِهِ الْقِصَّةُ الْعَظِيمَةُ، وَهِيَ قِصَّةُ الذُّبَابِ.

(۸) ایک مکھی کی وجہ سے جہنم میں جانے کا قصہ بہت عظیم ہے۔

التَّاسِعَةُ: كَوْنُهُ دَخَلَ النَّارَ بِسَبَبِ ذَلِكَ الذُّبَابِ الَّذِي لَمْ يَقْصِدْهُ، بَلْ فَعَلَهُ تَخَلُّصًا مِنْ شَرِّهِمْ.

(۹) مکھی کا چڑھاوا چڑھانے والا جہنم رسید ہوا حالانکہ ایسا کرنے میں اس کا مقصد قطعاً شرک نہیں تھا، بلکہ اس نے اپنی جان بچانے کے لئے ایسا کیا تھا۔

العَاشِرَةُ: مَعْرِفَةُ قَدْرِ الشِّرْكِ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ؛ كَيْفَ صَبَرَ ذَلِكَ عَلَى الْقَتْلِ وَلَمْ يُوَافِقْهُمْ عَلَى طَلَبِهِمْ، مَعَ كَوْنِهِمْ لَمْ يَطْلُبُوا إِلَّا الْعَمَلَ اَلظَّاهِرَ؟!.

(۱۰) اہل ایمان کے ہاں شرک کس قدر سنگین جرم ہے کہ اس مومن نے قتل ہونا گوارا کرلیا، لیکن اہل صنم کا مطالبہ پورا نہ کیا، حالانکہ انہوں نے اس سے صرف ظاہری عمل کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔

الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ: أَنَّ الَّذِي دَخَلَ النَّارَ مُسْلِمٌ؛ لِأَنَّهُ لَوْ

(۱۱) ان دونوں میں سے شرک کا ارتکاب کرکے جہنم میں جانے والا شخص مسلمان تھا۔ اگر وہ

كَانَ كَافِرًا؛ لَمْ يَقُلْ: ''دَخَلَ النَّارَ فِي ذُبَابٍ''.

کافر ہوتا تو آپ ﷺ یوں نہ فرماتے کہ ''وہ ایک مکھی کے سبب جہنم میں گیا''۔

الثَّانِيَةَ عَشْرَةَ: فِيهِ شَاهِدٌ لِلْحَدِيثِ الصَّحِيحِ: "الْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ".

(۱۲) اس حدیث میں ایک دوسری صحیح حدیث کی تائید ہے کہ ''جنت اور جہنم تمہارے ایک کے اس کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے''۔

الثَّالِثَةَ عَشْرَةَ: مَعْرِفَةُ أَنَّ عَمَلَ الْقَلْبِ هُوَ الْمَقْصُودُ الْأَعْظَمُ، حَتَّى عِنْدَ عَبَدَةِ الْأَصْنَامِ.

(۱۳) بشمول بت پرست ہر ایک کے نزدیک قلبی عمل سب سے زیادہ اہم اور مقصود اعظم ہوتا ہے۔

باب:۱۱

بَابُ لا يُذْبَحُ لِلهِ بِمَكَانَ يُذْبَحُ فِيهِ لِغَيْرِ اللَّهِ

باب:۱۱

جہاں غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کئے جائیں وہاں (اللہ تعالیٰ کے نام پر بھی) ذبح کرنا جائز نہیں

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَّمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى ٱلتَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُطَّهِّرِينَ﴾ [التوبۃ:۱۰۸]

ارشاد الٰہی ہے:

''آپ کبھی اس (مسجد ضرار) میں (عبادت کے لئے) کھڑے نہ ہونا، البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد شروع دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی ہے، وہ زیادہ موزوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں (عبادت کے لئے) کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک صاف رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بھی صفائی اور پاکیزگی اختیار کرنے والے لوگ ہی پسند ہیں''۔

عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رضی اللہ عنہ قال: "نَذَرَ رَجُلٌ أَنْ يَنْحَرَ إِبِلاً بِبُوَانَةَ، فَسَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فقال: هَلْ كَانَ فِيها وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟ قالوا: لَا. قال: هَلْ كَانَ

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک شخص نے بوانہ مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی، چنانچہ اس نے (اس کے متعلق) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا وہاں جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی ایسا بت تھا جس کی پوجا کی جاتی رہی ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید پوچھا: ''کیا وہاں کوئی

فِيها عِيدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ؟ قالوا: لَا. فَقَالَ رَسُولُ اللّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْفِ بِنَذْرِكَ؛ فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعَصيةِ اللَّهِ، وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ".

رَوَاهُ أَبُو دَاوُد، وَإِسْنَادُهُ عَلَى شَرْطِهِمَا.

مشرکین کا میلہ لگتا تھا؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم اپنی نذر پوری کرلو۔ یاد رکھو! جو نذر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہو، اسے پورا کرنا درست نہیں اور اسی طرح جس نذر کو پورا کرنا انسان کی وسعت میں نہ ہو، اسے بھی پورا کرنا ضروری نہیں''۔

(سنن ابی داؤد اور اس کی سند بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق ہے)

فِيهِ مَسَائِلُ:

الأُولَى: تَفْسِيرُ قَوْلِهِ: ﴿لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا﴾

الثَّانِيَةُ: أَنَّ الْمَعْصِيَةِ قَدْ تُؤَثِّرُ فِي الْأَرْضِ، وَكَذَلِكَ الطَّاعَةُ.

الثَّالِثَةُ: رَدُّ الْمَسْأَلَةِ الْمُشْكِلَةِ إِلَى الْمَسْأَلَةِ الْبَيِّنَةِ؛ لِيَزُولَ الْإِشْكَالُ.

الرَّابِعَةُ: اسْتِفْصَالُ الْمُفْتِي إِذَا احْتَاجَ إِلَى ذَلِكَ.

الخَامِسَةُ: أَنَّ تَخْصِيصَ الْبُقْعَةِ بِالنَّذْرِ لَا بَأْسَ بِهِ إِذَا خَلَا مِنَ الْمَوَانِعِ.

السَّادِسَةُ: الْمَنْعُ مِنْهُ إِذَا كَانَ فِيهِ وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَلَوْ بَعْدَ زَوَالِهِ.

السَّابِعَةُ: اَلْمَنْعُ مِنْهُ إِذَا كَانَ فِيهِ عِيدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ، وَلَوْ بَعْدَ زَوَالِهِ.

مسائل:

(۱) آیہ مبارکہ ﴿لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا﴾ کی تفسیر ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی اطاعت و معصیت بعض اوقات زمین پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔

(۳) کسی مشکل مسئلہ کو سمجھانے کے لئے واضح مسئلہ پیش کرنا چاہیئے، تاکہ کوئی اشکال باقی نہ رہے۔

(۴) بوقت ضرورت مفتی سائل سے تفصیلات اور وضاحتیں طلب کر سکتا ہے۔

(۵) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی خاص مقام کو منت اور نذر ماننے کے لئے مخصوص کرنے میں کوئی قباحت نہیں، بشرطیکہ اس میں کوئی شرعی رکاوٹ نہ ہو۔

(٦) جس مقام پر دور جاہلیت میں کوئی ''وثن'' (بت) رہا ہو، وہاں نذر پوری کرنا منع ہے، خواہ اب اسے وہاں سے ختم کر دیا گیا ہو۔

(۷) کسی ایسی جگہ پر بھی نذر پوری نہیں کی جا سکتی جہاں مشرکین کا کوئی میلہ یا تہوار منایا جاتا رہا ہو۔ اگرچہ اب وہ سلسلہ بند ہی ہو چکا ہو۔

الثَّامِنَةُ: أَنَّهُ لَا يَجُوزُ الْوَفَاءُ بِمَا نَذَرَ فِي تِلْكَ الْبُقْعَةِ لِأَنَّهُ نَذْرُ مَعْصِيَةٍ.	(۸) اگر کسی نے مشرکین کے بت یا تہوار والے مقام کی نذر مانی ہو تو اسے پورا کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ نافرمانی کی نذر ہے، جو ناجائز ہے۔
التَّاسِعَةُ: اَلْحَذَرُ مِنْ مُشَابَهَةِ الْمُشْرِكِينَ فِي أَعْيَادِهِمْ، وَلَوْ لَمْ يَقْصِدْهُ.	(۹) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تہوار میں بھی مشرکین کی مشابہت سے بچنا چاہیے۔ اگرچہ مشرکین کی مشابہت کرنا مسلمان کا مقصود نہ بھی ہو۔
العَاشِرَةُ: لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ.	(۱۰) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والی نذر باطل ہے۔
الحَادِيَةَ عَشْرَةَ: لَا نَذْرَ لِابْنِ آدَمَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ.	(۱۱) جو امر انسان کی وسعت طاقت میں نہ ہو اس کی نذر بھی ناجائز اور غلط ہے۔

باب:۱۲

بَابُ مِنَ الشِّرْكِ النَّذْرُ لِغَيْرِ اللَّهِ

باب:۱۲

غیر اللہ کی نذر و نیاز ماننا شرک ہے

لِقَوْلِهِ:

﴿يُوفُونَ بِٱلنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُۥ مُسْتَطِيرًا﴾ [الدھر:۷]

ارشاد الٰہی ہے:

''یہ لوگ نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے کہ جس کی سختی پھیل رہی ہو گی خوف رکھتے ہیں''۔

وَقَوْلِهِ:

﴿وَمَآ أَنفَقْتُم مِّن نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ فَإِنَّ ٱللَّهَ يَعْلَمُهُۥ﴾ [البقرۃ:۲۷۰]

نیز ارشاد ہے:

''اور تم (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) جو کچھ بھی خرچ کرو یا جو بھی نذر مانو اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے''۔

وَفِي الصَّحِيحِ: عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُول اللَّهِ ﷺ قال: "مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللَّهَ فَلَا يَعْصِهِ".

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی و معصیت کی نذر مانے تو وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے''۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: وُجُوبُ الْوَفَاءِ بِالنَّذْرِ.

(۱) نذر کو پورا کرنا واجب ہے۔

الثَّانِيَةُ: إِذَا ثَبَتَ كَوْنُهُ عِبَادَةً لِلَّهِ، فَصَرْفُهُ إِلَى غَيْرِهِ شِرْكٌ.

(۲) جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ نذر اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے، تو پھر اسے غیر اللہ کے لئے ماننا اور سرانجام دینا شرک ہے۔

الثَّالِثَةُ: أَنَّ نَذْرَ الْمَعْصِيَةِ لَا يَجُوزُ الْوَفَاءُ بِهِ.

(۳) اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو نذر معصیت پر مبنی ہو اسے پورا کرنا جائز نہیں۔

باب:۱۳

بَابُ مِنَ الشِّرْكِ الْاسْتِعَاذَةُ بِغَيْرِ اللّٰهِ

باب:۱۳

غیر اللہ کی پناہ لینا شرک ہے

وَقَوْلُهُ تَعَالَى:

﴿وَأَنَّهُۥ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ ٱلۡإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ ٱلۡجِنِّ فَزَادُوهُمۡ رَهَقًا﴾ [الجن:٦]

ارشاد الٰہی ہے:

''اور یہ کہ بعض لوگ جنات کی پناہ پکڑا کرتے تھے، تو (اس طرح) ان کی سرکشی اور بڑھ گئی تھی''۔

وَعَن خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ رضی اللہ عنہا قالتْ: سَمِعْتُ رَسُول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم يَقُول: "مَنْ نَزَلَ مَنْزِلاً فَقال: أَعوذُ بِكُلِّمَاتِ اللّٰهِ التَّامَاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ؛ لَمْ يَضُرُّهُ شَيْءٌ حَتّى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنزِلِهِ ذَلِكَ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: ''جو شخص کسی جگہ ٹھہرے اور یہ دعا پڑھ لے'': ''أَعوذُ بِكُلِّمَاتِ اللّٰهِ التَّامَاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ''۔

''میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے شر سے اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں''۔ تو اس کے وہاں سے روانہ ہونے تک اسے کوئی چیز ضرر نہ پہنچا سکے گی''۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

الأُولَى: تَفْسِيرُ: ﴿وَأَنَّهُۥ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ ٱلْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ ٱلْجِنِّ﴾ [الجن:٦].

الثَّانِيَةُ: كَوْنُهُ مِنَ الشِّرْكِ.

الثَّالِثَةُ: الِاسْتِدْلَالُ عَلَى ذَلِكَ بِالْحَدِيثِ؛ لِأَنَّ الْعُلَمَاءَ يَسْتَدِلُّونَ بِهِ عَلَى أَنَّ كَلِمَاتِ اللهِ غَيْرُ مَخْلُوقَةٍ، لِأَنَّ الِاسْتِعَاذَةَ بِالْمَخْلُوقِ شِرْكٌ.

الرَّابِعَةُ: فَضِيلَةُ هَذَا الدُّعَاءِ مَعَ اخْتِصَارِهِ.

الْخَامِسَةُ: أَنَّ كَوْنَ الشَّيْءِ يَحْصُلُ بِهِ مَنْفَعَةٌ دُنْيَوِيَّةٌ، مِنْ كَفِّ شَرٍّ أَوْ جَلْبِ نَفْعٍ، لَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ الشِّرْكِ.

مسائل:

(۱) سورہ جن کی آیت (٦) کی تفسیر (جس میں ہے کہ بعض لوگ جنوں کی پناہ پکڑتے تھے)۔

(۲) اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ غیر اللہ کی پناہ لینا شرک ہے۔

(۳) اس مسئلہ پر مذکورہ بالا حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے، کیونکہ اس سے علماء نے یہ دلیل اخذ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلمات مخلوق نہیں، اگر یہ کلمات اللہ کی مخلوق ہوتے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے پناہ طلب نہ کرتے، کیونکہ مخلوق سے پناہ مانگنا شرک ہے۔

(۴) اس سے اس دعا کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے، اگرچہ یہ ایک مختصر سی دعا ہے۔

(۵) کسی عمل سے کسی دنیاوی فائدہ کا حصول مثلاً کسی کے شر سے تحفظ یا کسی منفعت کا حصول، اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ عمل شرک نہیں (بلکہ عین ممکن ہے کہ جس عمل سے وہ فائدہ حاصل ہوا وہ شرک ہو)۔ (مترجم)

باب:۱۴

بَابُ مِنَ الشِّرْكِ أَنْ يَسْتَغِيثَ بِغَيْرِ اللّٰهِ أَوْ يَدْعُوَ غَيْرَهُ

باب:۱۴

غیر اللہ سے فریاد کرنا یا انہیں پکارنا شرک ہے

وَقَوْلُهُ تعالى:

﴿وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿١٠٦﴾ وَإِن يَمْسَسْكَ ٱللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُۥٓ إِلَّا هُوَ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهِۦ يُصِيبُ بِهِۦ مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ وَهُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ﴾ [یونس:۱۰۶-۱۰۷]

ارشاد الٰہی ہے:

''اور تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی ایسی چیز کو نہ پکارنا' جو نہ کچھ تمہارا بھلا کر سکے اور نہ نقصان۔ اگر تم ایسا کرو گے تو ظالموں میں سے ہو جاؤ گے اور اگر اللہ تمہیں کوئی مصیبت پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں، اگر تم سے بھلائی کرنا چاہے تو کوئی اس کے فضل کو روکنے والا نہیں ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے' اپنے فضل سے نوازتا ہے اور وہ بخشنے والا (اور) رحم فرمانے والا ہے''۔

وَقَوْلُهُ: ﴿إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَوْثَٰنًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا إِنَّ ٱلَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَٱبْتَغُوا۟ عِندَ ٱللَّهِ ٱلرِّزْقَ وَٱعْبُدُوهُ وَٱشْكُرُوا۟ لَهُۥٓ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ [العنکبوت:۱۷]

نیز ارشاد الٰہی ہے:

''تم اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہو' وہ تمہیں رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے، پس اللہ ہی کے ہاں سے رزق طلب کرو اور اسی کی بندگی کرو اور اسی کا شکر کرو۔ اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے''۔

وَقَوْلُهُ: ﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا۟ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُۥٓ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ وَهُمْ عَن دُعَآئِهِمْ غَٰفِلُونَ ۝ وَإِذَا حُشِرَ ٱلنَّاسُ كَانُوا۟ لَهُمْ أَعْدَآءً وَكَانُوا۟ بِعِبَادَتِهِمْ كَٰفِرِينَ﴾ [الاحقاف:٥-٦]

اور فرمایا: ''اور اس شخص سے بڑا گمراہ کون ہوسکتا ہے، جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے اور وہ ان کی پکار سے غافل و بے خبر ہیں اور قیامت کو جب تمام انسان جمع کئے جائیں گے تو اس وقت وہ ان (پکارنے والوں) کے دشمن ہوں گے اور ان کی پرستش سے انکار کریں گے''۔

وَقَوْلُهُ: ﴿أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ ٱلْأَرْضِ ۗ أَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ﴾ [النمل:٦٢]

نیز فرمایا: ''جب کوئی بے قرار فریاد کرے تو کون ہے جو اس کی پکار اور فریاد کو سنے؟ (کون اس کی) تکلیف دور کرتا ہے؟ اور (کون ہے جو) تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ (یہ سب کچھ اللہ کرتا ہے) تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ تم لوگ کم ہی سوچتے ہو''۔

رَوَى الطَّبَرانِيُّ: "أَنَّهُ كَانَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُنافِقٌ يُؤْذِي الْمُؤْمِنِينَ، فقال بَعْضُهُم: قُومُوا بِنا نَسْتَغِيثُ بِرَسُول اللّٰه ﷺ مِنْ هٰذَا الْمُنافِقِ؛ فَقال النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّهُ لَا يُسْتَغاثُ بِي، وَإِنَّمَا يُسْتَغاثُ بِاللّٰهِ".

اور طبرانی نے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ: ''نبی ﷺ کے زمانہ میں ایک منافق مومنین کو (بہت) ایذائیں دیا کرتا تھا، چنانچہ چند صحابہ نے مشورہ کیا کہ چلو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس سے گلو خلاصی کے لئے استغاثہ کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دیکھو! مجھ سے استغاثہ (فریاد) نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ فریاد (و پکار) صرف اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہئے''۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

الأُولَى: أَنَّ عَطْفَ الدُّعَاءِ عَلَى الِاسْتِغَاثَةِ مِنْ عَطْفِ الْعَامِّ عَلَى الْخَاصِّ.

الثَّانِيَةُ: تَفْسِيرُ قَوْلِهِ: ﴿وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ﴾.

الثَّالِثَةُ: أَنَّ هَذَا هُوَ الشِّرْكُ الْأَكْبَرُ.

الرَّابِعَةُ: أَنَّ أَصْلَحَ النَّاسِ لَوْ يَفْعَلُهُ إِرْضَاءً لِغَيْرِهِ، صَارَ مِنْ الظَّالِمِينَ.

الخَامِسَةُ: تَفْسِيرُ الْآيَةِ الَّتِي بَعْدَهَا.

السَّادِسَةُ: كَوْنُ ذَلِكَ لَا يَنْفَعُ فِي الدُّنْيَا مَعَ كَوْنِهِ كُفْرًا.

السَّابِعَةُ: تَفْسِيرُ الْآيَةِ الثَّالِثَةِ.

مسائل:

(۱) اس سے ثابت ہوا کہ دعا عام ہے اور استغاثہ خاص، پس استغاثہ کے بعد دعا کا ذکر کرنا ”عطف العام علی الخاص“ کے قبیل سے ہے۔

(۲) اس سے آیہ مبارکہ ﴿وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ﴾ کی تفسیر بھی معلوم ہوئی۔

(۳) غیر اللہ کو پکارنا اور اس سے فریاد کرنا شرک اکبر ہے۔

(۴) کوئی انتہائی نیک و برگزیدہ شخص بھی اگر غیر اللہ کو اس کی رضا و خوشنودی کے حصول کی غرض سے پکارے، تو وہ بھی ظالموں میں سے ہوگا۔

(۵) اس سے ﴿وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ ٱللَّهِ﴾ کے بعد والی آیت کی تفسیر بھی معلوم ہوئی۔

(٦) معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو پکارنا کفر ہے اور یہ عمل دنیا میں بھی لوگوں کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

(۷) اس تفصیل سے تیسری آیہ مبارکہ ﴿فَٱبْتَغُواْ عِندَ ٱللَّهِ ٱلرِّزْقَ﴾ کی تفسیر بھی واضح ہوتی ہے۔

الثَّامِنَةُ: أَنَّ طَلَبَ الرِّزْقِ لَا يَنْبَغِي إِلَّا مِنَ اللَّهِ، كَمَا أَنَّ الْجَنَّةَ لَا تُطْلَبُ إِلَّا مِنْهُ.

(۸) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے روزی طلب نہیں کرنی چاہئے، جیسا کہ اس کے سوا کسی سے طالب جنت بھی نہیں ہونا چاہئے۔

التَّاسِعَةُ: تَفْسِيرُ الْآيَةِ الرَّابِعَةِ.

(۹) اس سے چوتھی آیہ مبارکہ ﴿وَمَنْ أَضَلُّ﴾ کی تفسیر بھی واضح ہوتی ہے۔

العَاشِرَةُ: ذِكْرُهُ أَنَّهُ لَا أَضَلَّ مِمَّنْ دَعَا غَيْرَ اللَّهِ.

(۱۰) جو شخص غیر اللہ کو پکارے، یا اس سے فریاد کرے، اس سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں۔

الحَادِيَةَ عَشْرَةَ: أَنَّهُ غَافِلٌ عَنْ دُعَاءِ الدَّاعِي لَا يَدْرِي عَنْهُ.

(۱۱) اللہ تعالیٰ کے سوا جنہیں پکارا جاتا ہے وہ پکارنے والے کی پکار سے بے خبر ہیں، وہ نہیں جانتے کہ انہیں کوئی پکار رہا ہے۔

الثَّانِيَةَ عَشْرَةَ: أَنَّ تِلْكَ الدَّعْوَةَ سَبَبٌ لِبُغْضِ الْمَدْعُوِّ لِلدَّاعِي وَعَدَاوَتِهِ لَهُ.

(۱۲) اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کو پکارا جاتا ہے وہ اس پکار کے سبب قیامت کی دن پکارنے والے کا دشمن ہوگا۔

الثَّالِثَةَ عَشْرَةَ: تَسْمِيَةُ تِلْكَ الدَّعْوَةِ عِبَادَةً لِلْمَدْعُوِّ.

(۱۳) غیر اللہ کو پکارنا درحقیقت اس کی عبادت ہے۔

الرَّابِعَةَ عَشْرَةَ: كُفْرُ الْمَدْعُوِّ بِتِلْكَ الْعِبَادَةِ.

(۱۴) جن کو پکارا جاتا ہے وہ قیامت کے دن اس پرستش کا انکار کردیں گے۔

الخَامِسَةَ عَشْرَةَ: أَنَّ هَذِهِ الْأُمُورِ هِيَ سَبَبُ كَوْنِهِ

(۱۵) غیر اللہ کو پکارنے کے سبب ہی وہ شخص سب سے زیادہ گمراہ ہوا۔

أَضَلَّ النَّاسِ.

السَّادِسَةَ عَشْرَةَ: تَفْسِيرُ الْآيَةِ الْخَامِسَةِ.

(۱۶) اس سے پانچویں آیت ﴿أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ﴾ کی تفسیر بھی واضح ہوجاتی ہے۔

السَّابِعَةَ عَشْرَةَ: اَلْأَمْرُ الْعَجِيبُ؛ وَهُوَ إِقْرَارُ عَبْدَةِ الْأَوْثَانِ أَنَّهُ لَا يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِلَّا اللَّهِ، وَلِأَجْلِ هَذَا يَدْعُونَهُ فِي الشَّدَائِدِ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ.

(۱۷) حیران کن بات تو یہ ہے کہ بتوں کے پجاری (اوران کو پکارنے والے) بھی اعتراف کرتے ہیں کہ پریشان و بےقرار آدمی کی پکار کو صرف اللہ ہی سنتا ہے اور وہی نجات دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ مشکلات میں وہ بھی خالص اللہ ہی کو پکارتے ہیں۔

الثَّامِنَةَ عَشْرَةَ: حِمَايَةُ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَى التَّوْحِيدِ وَالتَّأَدُّبُ مَعَ اللَّهِ.

(۱۸) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مکمل طور پر چمن توحید کی حفاظت فرمائی اور (امت کو) اللہ تعالیٰ کے ساتھ انتہائی ادب واحترام کی تعلیم دی۔

باب:۱۵

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تعالى:

﴿أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝١٩١ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَلَآ أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ﴾ [الاعراف:۱۹۱-۱۹۲]

وقوله:

﴿وَٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِۦ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ ۝١٣ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا۟ دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا۟ مَا ٱسْتَجَابُوا۟ لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ﴾ [فاطر:۱۳-۱۴]

وَفِي الصَّحِيحِ: عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قال: "شُجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ، فَقَال: كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا نَبِيَّهُمْ؟! فنزلت: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ ٱلْأَمْرِ

باب:۱۵

بے اختیار مخلوق کو پکارنا

ارشادِ الٰہی ہے: ''کیا وہ ایسوں کو (اللہ تعالیٰ کا) شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے، کیونکہ وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں، اور نہ ان کی مدد کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں''۔

نیز ارشاد ہے:

''اور اللہ کو چھوڑ کر جن کو تم پکارتے ہو، وہ ایک کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی مالک نہیں ہیں۔ تم اگر ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنتے اور اگر سن بھی لیں تو تمہیں کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اور بروز قیامت وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے اور (اللہ) خبیر کی طرح تمہیں کوئی خبر نہیں دے سکتا''۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ احد میں زخمی ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کے دو دانت شہید کر دیئے گئے، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایسی قوم کیسے کامیاب ہو سکتی ہے جس نے اپنے نبی کو زخمی کر دیا ہے''۔ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ: ''(اے

شَيۡءٌ﴾.

پیغمبر!) اس معاملے میں آپ کو کچھ بھی اختیار نہیں''۔

وَفِيهِ: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما: "أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ -إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ- يَقُولُ: اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلَاناً، فُلَاناً، وَفُلَاناً؛ بَعْدَمَا يَقُولُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ؛ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تعالى: ﴿لَيۡسَ لَكَ مِنَ ٱلۡأَمۡرِ شَيۡءٌ﴾ [آل عمران:۱۲۸]

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فجر کی نماز کی آخری رکعت میں جب رکوع سے سر اٹھایا تو ''سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد'' کے بعد فرمایا: ''اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلَاناً، فُلَاناً'' ''یا اللہ! فلاں اور فلاں پر لعنت فرما'' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿لَيۡسَ لَكَ مِنَ ٱلۡأَمۡرِ شَيۡءٌ﴾ ''(کہ اے پیغمبر!) اس معاملے میں آپ کو کچھ بھی اختیار نہیں''۔

وَفِي رُوَايَةٍ: يَدْعُو عَلَى صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، وَسُهَيْلِ بنِ عَمْرٍو، وَالْحَارِثِ بنِ هِشَامٍ، فنَزَلَتْ: ﴿لَيۡسَ لَكَ مِنَ ٱلۡأَمۡرِ شَيۡءٌ﴾

اور ایک روایت میں ہے کہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام پر بددعا کررہے تھے، تب بھی یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ (اے پیغمبر!) اس معاملے میں آپ کو کچھ بھی اختیار نہیں''۔

وَفِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قال: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ أُنْزِلَ عَلَيْهِ ﴿وَأَنذِرۡ

اور ایک جگہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ﴿وَأَنذِرۡ عَشِيرَتَكَ ٱلۡأَقۡرَبِينَ﴾ آیت نازل ہوئی تو آپ

عَشِيرَتَكَ ٱلۡأَقۡرَبِينَ ﴾ [شعراء: ٢١٤]؛ قَالَ: يَا مَعَشرَ قُرَيْشٍ! - أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا - اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ؛ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئاً. يا عَبّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئاً. يا صَفِيَّةُ عَمَّةُ رَسُولِ اللَّه! لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللَّهِ شَيْئاً. وَيا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ! سَلِينِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي؛ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللَّهِ شَيْئاً".

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے:

”اے قریش کی جماعت! (یا اس طرح کا کوئی اور کلمہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) اپنی جانوں کو بیچو (یعنی اپنے آپ کو بچالو) اللہ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا۔

اے عباس بن عبد المطلب! (اپنے آپ کو بچالو) اللہ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا۔

اے میری پھوپھی صفیہ! (اپنے آپ کو بچالو) اللہ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا۔

اے میری بیٹی فاطمہ! میرے مال سے جو چاہو مانگ لو، لیکن اللہ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا“۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: تَفْسِيرُ الْآيَتَيْنِ.

(۱) دونوں آیتوں کی تفسیر ہے۔(جن میں مخلوق کو پکارنے سے منع کیا گیا ہے)

الثَّانِيَةُ: قِصَّةُ أُحُدٍ.

(۲) جنگ احد کا (مختصر سا) تذکرہ ہے۔

الثَّالِثَةُ: قُنُوتُ سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ، وَخَلْفَهُ سَادَاتُ الْأَوْلِيَاءِ يُؤَمِّنُونَ فِي الصَّلَاةِ.

(۳) سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں قنوت نازلہ پڑھنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے صحابہ رضی اللہ عنہم کا آمین کہنا ثابت ہوتا ہے۔

الرَّابِعَةُ: أَنَّ الْمَدْعُوَّ عَلَيْهِمْ كُفَّارٌ.

(۴) جن کے لئے بددعا کی گئی وہ کھلے کافر تھے۔

الخَامِسَةُ: أَنَّهُمْ فَعَلُوا أَشْيَاءَ لَا يَفْعَلُهَا غَالِبُ الْكُفَّارِ، مِنْهَا: شَجُّهُمْ نَبِيَّهِمْ، وَحِرْصُهُمْ عَلَى قَتْلِهِ، وَمِنْهَا: التَّمْثِيلُ بِالْقَتْلَى، مَعَ أَنَّهُمْ بَنُو عَمِّهِمْ.

(۵) ان لوگوں نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بدسلوکی کے) ایسے ایسے کام سرانجام دیئے جن کے کرنے سے دیگر کفار بھی قاصر رہے۔ مثلاً ان کا اپنے نبی کو زخمی کرنا اور ان کے قتل کے درپے ہونا اور مسلمان شہداء کا مثلہ کرنا حالانکہ وہ (شہداء) ان کفار کے عم زاد بھی تھے۔

السَّادِسَةُ: أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾

(۶) ان کفار کی اس بدسلوکی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددعا کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیت: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ نازل فرمائی۔

السَّابِعَةُ: قَوْلُهُ: ﴿أَوْ يَتُوبَ

(۷) اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ''کہ اللہ تعالیٰ ان کفار کو

عَلَيۡهِمۡ أَوۡ يُعَذِّبَهُمۡ﴾ فَتَابَ عَلَيْهِمْ وَآمَنُوا.

معافی دے دے گا یا انہیں عذاب دے گا‘‘ چنانچہ اللہ نے انہیں معافی دی اور وہ ایمان لے آئے۔

الثَّامِنَةُ: اَلْقُنُوتُ فِي النَّوَازِلِ.

(۸) اس سے نزول حوادث کے موقع پر قنوت نازلہ پڑھنے کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

التَّاسِعَةُ: تَسْمِيَةُ الْمَدْعُوِّ عَلَيْهِمْ فِي الصَّلَاةِ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ.

(۹) جن لوگوں پر بددعا کی جائے، ان کے اور ان کے آبا ؤاجداد کے نام نماز میں لینا جائز ہیں۔

العَاشِرَةُ: لَعْنُ الْمُعَيَّنِ فِي الْقُنُوتِ.

(۱۰) قنوت نازلہ میں کسی متعین شخص کا نام لے کر اس پر لعنت کرنا جائز ہے۔

الحَادِيَةَ عَشْرَةَ: قِصَّتُهُ ﷺ لَمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ: ﴿وَأَنذِرۡ عَشِيرَتَكَ ٱلۡأَقۡرَبِينَ﴾

(۱۱) آیت: ﴿وَأَنذِرۡ عَشِيرَتَكَ ٱلۡأَقۡرَبِينَ﴾ کے نزول کے موقع پر آپ ﷺ کا اپنے قریبی رشتہ داروں کو بلا کر ایک ایک کو اللہ کے عذاب سے ڈرانے اور اپنی اپنی نجات کی فکر دلانے کا ذکر بھی ہے۔

الثَّانِيَةَ عَشْرَةَ: جِدُّهُ ﷺ فِي هَذَا الْأَمْرِ، بِحَيْثُ فَعَلَ مَا نُسِبَ بِسَبَبِهِ إِلَى الْجُنُونِ، وَكَذَلِكَ لَوْ يَفْعَلُهُ مُسْلِمٌ اَلْآنَ.

(۱۲) جب آپ ﷺ نے دعوت توحید دی تو آپ ﷺ کو مجنون کہا گیا۔ اسی طرح آج بھی اگر کوئی توحید کی دعوت دے، تو اسے بھی ایسے ہی القاب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

الثَّالِثَةَ عَشْرَةَ: قَوْلُهُ

(۱۳) آنحضرت ﷺ کا اپنے قریبی اور دور

لِلْأَبْعَدِ وَالْأَقْرَبِ: "لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنْ اللَّهِ شَيْئًا" حَتَّى قَالَ: "يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ! لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنْ اَللَّهِ شَيْئًا" فَإِذَا صَرَّحَ -وَهُوَ سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ- بِأَنَّهُ لَا يُغْنِي شَيْئًا عَنْ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ، وَآمَنَ الْإِنْسَانُ بِأَنَّهُ لَا يَقُولُ إِلَّا الْحَقَّ.

ثُمَّ نَظَرَ فِيمَا وَقَعَ فِي قُلُوبِ خَوَاصِّ النَّاسِ الْيَوْمَ، تَبَيَّنَ لَهُ تَرْكُ التَّوْحِيدِ وَغُرْبَةُ الدِّينِ.

کے رشتہ داروں سے یہ فرمانا ثابت ہوا کہ اللہ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا، حتیٰ کہ یہی بات آپ ﷺ نے اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی صراحتاً کہی اور جب آپ سید المرسلین ہونے کے باوجود اپنی لخت جگر سیدۃ نساء العالمین سے فرما رہے ہیں کہ میں تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا جبکہ انسان کا ایمان ہے کہ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے سوائے حق کے کچھ نہیں نکلتا۔

پھر مندرجہ بالا صراحت کی روشنی میں آج کل کے حالات کو بھی دیکھئے کہ اس بیماری میں عوام ہی نہیں بلکہ خواص بھی مبتلا ہیں، غور کرنے والے پر صحیح توحید اور دین کی اجنبیت عیاں ہوجائے گی۔

باب:١٦

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تعالى:

﴿حَتَّىٰٓ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمۡ قَالُواْ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمۡۖ قَالُواْ ٱلۡحَقَّۖ وَهُوَ ٱلۡعَلِيُّ ٱلۡكَبِيرُ﴾ [سباء:٢٣]

وَفِي الصَّحِيحِ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: "إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَاناً لِقَوْلِهِ، كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانَ، يَنْفُذُهُمْ ذَلِكَ: ﴿حَتَّىٰٓ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمۡ قَالُواْ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمۡۖ قَالُواْ ٱلۡحَقَّۖ وَهُوَ ٱلۡعَلِيُّ ٱلۡكَبِيرُ﴾، فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُ السَّمْعِ، وَمُسْتَرِقُ

باب:١٦

فرشتوں پر اللہ کی وحی کا خوف

ارشاد الٰہی ہے: ”جب ان فرشتوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو وہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں: تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ تو (اللہ کے مقرب فرشتے) کہتے ہیں کہ اس نے حق فرمایا ہے اور وہ عالی مقام (اور) بزرگ و برتر ہے“۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ آسمان پر کوئی فیصلہ صادر فرماتے ہیں تو اللہ کے فرشتے اس کی حکم برداری میں یوں اپنے پر مارتے ہیں کہ گویا صاف پتھر پر نرم زنجیر لگنے کی جھنکار ہے اور یہ فرمان ان فرشتوں تک پہنچ جاتا ہے، حتیٰ کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو وہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ تو (اللہ کے مقرب فرشتے) کہتے ہیں کہ اس نے جو کہا وہ برحق ہے اور وہ عالی مقام اور بزرگ و برتر ہے۔ اللہ کی اس بات کو شیاطین چوری چھپے سننے کی کوشش کرتے ہیں، یہ شیاطین ایک دوسرے کے اوپر یوں ہوتے ہیں، یہ

السَّمْعِ هَكَذَا، بَعْضُهُ فَوْقَ بَعْضٍ ـ وَصَفَهُ سُفْيَانُ بِكَفِّهِ، فَحَرَّفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ـ فَيَسْمَعُ الكَلِمَةَ، فِيُلْقِيهَا إِلَى مَنْ تَحْتَهُ، ثُمَّ يُلْقِيهَا الْآخَرُ إِلَى مَنْ تَحْتَهُ، حَتَّى يُلْقِيَهَا عَلَى لِسَانَ السَّاحِرِ أَوْ الْكَاهِنِ. فَرُبَّمَا أَدْرَكَهُ الشِّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا، وَرُبَّمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يُدِرَكَهُ، فَيَكْذِبُ مَعَها مَائة كِذْبَةً فَيُقَال: أَلَيْسَ قَدْ قال لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا: كَذَا وَكَذَا فَيُصَدَّقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِي سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ".

کہتے ہوئے حدیث کے راوی سفیان نے اپنے ہاتھ کو ٹیڑھا کیا اور انگلیوں کو ایک دوسری سے (ذرا) جدا کیا کہ شیاطین اس طرح ایک دوسرے کے اوپر ہوتے ہیں۔ (سب سے اوپر والا شیطان جب کوئی بات سن لیتا ہے تو وہ اپنے سے نیچے والے کو بتا دیتا ہے اور وہ اپنے سے نیچے والے کو، یہاں تک کہ آخری شیطان وہ بات ساحر یا کاہن کو بتا دیتا ہے۔ کبھی تو کاہن کو وہ بات پہونچنے سے قبل شہاب اسے جلا دیتا ہے اور کبھی شہاب کے آنے سے پہلے پہلے شیطان اسے بات بتا چکا ہوتا ہے، تو کاہن شیطان کی بتائی ہوئی بات کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے۔ اگر کوئی بات اسی طرح واقع ہو جائے تو لوگ کہتے ہیں کہ کیا فلاں روز اس ساحر یا کاہن نے ایسے ہی نہیں کہا تھا؟ چنانچہ صرف اس ایک بات کے سچ ہونے سے اس کاہن کو سچا سمجھ لیا جاتا ہے حالانکہ وہ بات تو آسمان سے سنی ہوئی ہوتی ہے''۔

وَعَنِ النَّوَّاسِ بنِ سَمْعَانِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يُوحِيَ بِالْأَمْرِ؛ تَكَلَّمَ بِالْوَحْيِ،

اور حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ جب کسی بات کی وحی کا ارادہ فرماتے ہیں تو وہ اس وحی کا تکلم فرماتا ہے، چنانچہ اللہ

أَخذَتِ السَّمَاواتِ مِنْهُ رَجْفَةٌ - أَوْ قال: رِعْدَةٌ شَدِيدَةٌ - خَوْفاً مِنَ اللَّهِ''.

تعالیٰ کے خوف سے تمام آسمانوں پر دہشت اور کپکپی طاری ہوجاتی ہے۔

فَإِذَا سَمِعَ ذَلِكَ أَهَلُ السَّمَاواتِ؛ صَعِقُوا؛ وَخَرُّوا لِلَّهِ سُجَّداً.

جب آسمان والے اس آواز کو سنتے ہیں تو بے ہوش ہوکر سجدے میں گر پڑتے ہیں۔

فَيَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ جِبْرِيلُ، فَيُكَلِّمُهُ اللَّهُ مِنْ وَحْيِهِ بِمَا أَرَادَ.

سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام سر اٹھاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی وحی میں سے جو چاہتا ہے ان سے گفتگو فرماتا ہے۔

ثُمَّ يَمُرُّ جِبْرِيلُ عَلَى الْمَلَائِكَةِ، كُلَّمَا مَرَّ بِسَمَاءٍ سَأَلَهُ مَلَائكَتُهَا: مَاذا قال رَبُّنَا يا جِبْرِيلُ؟ فَيَقُولُ جِبْرِيلُ: قَالَ الْحَقَّ، وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ.

پھر جبرائیل ملائکہ کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں اے جبرائیل! ہمارے رب نے کیا ارشاد فرمایا؟ تو جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں اس نے حق فرمایا ہے۔ اور وہ عالی مقام اور بزرگ و برتر ہے۔

قَالَ: فَيَقُولُونَ كُلُّهُمْ مِثْلَ مَا قال جِبْرِيلُ؛

پھر تمام فرشتے بھی یہی الفاظ پکارتے ہیں۔

فَيَنْتَهِي جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ إِلَى حَيْثُ أَمَرَهُ اللَّهُ".

پھر جبرائیل علیہ السلام اس وحی کو جہاں اللہ عزوجل کا حکم ہوتا ہے پہنچا دیتے ہیں''۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: تَفْسِيرُ الْآيَةِ.

(۱) سورہ سباء کی آیت ۲۳ کی تفسیر (جس میں اللہ کی وحی کے وقت فرشتوں کی کیفیت بیان ہوئی ہے)

الثَّانِيَةُ: مَا فِيهَا مِنَ الْحُجَّةِ عَلَى إِبْطَالِ الشِّرْكِ، خُصُوصًا مَا تَعَلَّقَ عَلَى الصَّالِحِينَ، وَهِيَ الْآيَةُ الَّتِي قِيلَ إِنَّهَا تَقْطَعُ عُرُوقَ شَجَرَةِ الشِّرْكِ مِنَ الْقَلْبِ.

(۲) اس آیت میں ابطال شرک کی دلیل ہے بالخصوص ایسے شرک کی جس کا تعلق صالحین امت سے ہے۔

اور اس آیت کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ آیت دل سے شجرۂ شرک کی جڑوں کو کاٹ پھینکتی ہے۔

الثَّالِثَةُ: تَفْسِيرُ قَوْلِهِ: ﴿قَالُوا۟ ٱلْحَقَّ ۖ وَهُوَ ٱلْعَلِىُّ ٱلْكَبِيرُ﴾

(۳) اس باب سے ﴿قَالُوا۟ ٱلْحَقَّ ۖ وَهُوَ ٱلْعَلِىُّ ٱلْكَبِيرُ﴾ کی تفسیر بھی واضح ہوتی ہے۔

الرَّابِعَةُ: سَبَبُ سُؤَالِهِمْ عَنْ ذَلِكَ.

(۴) فرشتوں کے سوال کی وجہ اور سبب بھی اس میں مذکور ہے۔

الخَامِسَةُ: أَنَّ جِبْرِيلَ يُجِيبُهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ بِقَوْلِهِ "قَالَ كَذَا وَكَذَا".

(۵) فرشتوں کے سوال پر جبرائیل علیہ السلام انہیں جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے یہ یہ فرمایا ہے''۔

السَّادِسَةُ: ذِكْرُ أَنَّ أَوَّلَ مَنْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ جِبْرِيلُ.

(۶) اس میں اس بات کی بھی وضاحت ہے کہ جب سب فرشتے بے ہوش ہو جاتے ہیں تو سب سے پہلے جبرائیل علیہ السلام سر اٹھاتے ہیں۔

السَّابِعَةُ: أَنَّهُ يَقُولُ لِأَهْلِ السَّمَوَاتِ كُلِّهِمْ لِأَنَّهُمْ يَسْأَلُونَهُ.

(۷) چونکہ ہر آسمان کے فرشتے جبرائیل علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں، لہٰذا وہ سب کو جواب دیتے ہیں۔

الثَّامِنَةُ: أَنَّ الْغَشْيَ يَعُمُّ أَهْلَ السَّمَوَاتِ كُلَّهُمْ.

(۸) بے ہوشی اور غشی تمام آسمانوں کے فرشتوں پر طاری ہوتی ہے۔

التَّاسِعَةُ: اِرْتِجَافُ السَّمَوَاتِ لِكَلَامِ اَللَّهِ.

(۹) اللہ تعالیٰ کے کلام سے آسمان لرز جاتے ہیں۔

العَاشِرَةُ: أَنَّ جِبْرِيلَ هُوَ الَّذِي يَنْتَهِي بِالْوَحْيِ إِلَى حَيْثُ أَمَرَهُ اللَّهُ.

(۱۰) اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ کی وحی کو منزل مقصود تک پہنچاتے ہیں۔

الحَادِيَةَ عَشْرَةَ: ذِكْرُ اِسْتِرَاقِ الشَّيَاطِينِ.

(۱۱) شیاطین چوری چھپے اللہ تعالیٰ کے کلام کو سننے کی کوشش کرتے ہیں۔

الثَّانِيَةَ عَشْرَةَ: صِفَةُ رُكُوبِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا.

(۱۲) اس مقصد کے لئے وہ ایک دوسرے کے اوپر سوار ہو جاتے ہیں۔

الثَّالِثَةَ عَشْرَةَ: إِرْسَالُ الشِّهَابِ.

(۱۳) ان شیاطین پر شہاب چھوڑا جاتا ہے۔

الرَّابِعَةَ عَشْرَةَ: أَنَّهُ تَارَةً يُدْرِكُهُ الشِّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا، وَتَارَةً يُلْقِيهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ

(۱۴) بعض اوقات کاہن تک بات پہنچنے سے قبل ہی شہاب اس شیطان کو خاکستر کر دیتا ہے اور کبھی شہاب کے آنے سے پہلے پہلے یہ شیطان اپنے انسانی

مِنَ الْإِنْسِ قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُ.

دوست کو بات بتا چکا ہوتا ہے۔

الخَامِسَةَ عَشْرَةَ: كَوْنُ الْكَاهِنِ يَصْدُقُ بَعْضَ الْأَحْيَانِ.

(۱۵) بعض اوقات کاہن کی بات صحیح ثابت ہو جاتی ہے۔

السَّادِسَةَ عَشْرَةَ: كَوْنُهُ يَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ.

(۱۶) اور کاہن اس ایک بات کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتا ہے۔

السَّابِعَةَ عَشْرَةَ: أَنَّهُ لَمْ يُصَدَّقْ كَذِبُهُ إِلَّا بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِي سُمِعَتْ مِنْ السَّمَاءِ.

(۱۷) کاہن کے جھوٹوں کو لوگ محض اس لئے درست مان لیتے ہیں کہ اس کی ایک بات تو صحیح تھی، حالانکہ وہ بات آسمان سے سنی گئی ہوتی ہے۔

الثَّامِنَةَ عَشْرَةَ: قَبُولُ النُّفُوسِ لِلْبَاطِلِ، كَيْفَ يَتَعَلَّقُونَ بِوَاحِدَةٍ وَلَا يُعْتَبَرُونَ بِمِائَةٍ؟!.

(۱۸) نفوس انسانی باطل کو بہت جلد قبول کر لیتے ہیں، اور کاہن کی صرف اس ایک بات کو مدنظر رکھتے ہیں اور اس کی ایک سو غلط باتوں کو نہیں دیکھتے۔

التَّاسِعَةَ عَشْرَةَ: كَوْنُهُمْ يَتَلَقَّى بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ تِلْكَ الْكَلِمَةَ وَيَحْفَظُونَهَا وَيَسْتَدِلُّونَ بِهَا.

(۱۹) شیاطین اس ایک بات کو ایک دوسرے سے حاصل کر کے یاد کر لیتے ہیں اور اس سے (دوسرے جھوٹوں کے صحیح ہونے پر) استدلال کرتے ہیں۔

العِشْرُونَ: إِثْبَاتُ الصِّفَاتِ

(۲۰) اس باب سے اللہ تعالیٰ کی صفات کا

خِلَافًا لِلْأَشْعَرِيَّةِ الْمُعَطِّلَةِ.	اثبات بھی ہوتا ہے۔ اشاعرہ معطلہ اس کی صفات کے منکر ہیں۔
الحَادِيَةُ وَالْعِشْرُونَ: اَلتَّصْرِيحُ بِأَنَّ تِلْكَ الرَّجْفَةَ وَالْغَشْيَ خَوْفًا مِنْ اللَّهِ.	(۲۱) آسمانوں پر طاری ہونے والی دہشت وکپکپی اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہوتی ہے۔
الثَّانِيَةُ: وَالْعِشْرُونَ أَنَّهُمْ يَخِرُّونَ لِلَّهِ سُجَّدًا.	(۲۲) تمام فرشتے اللہ تعالیٰ (کی عظمت کے تصور سے اس) کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

باب:۱۷

بَابُ الشَّفَاعَة

باب:۱۷

شفاعت کا بیان

وَقَوْلُ اللَّه تعالی:

﴿وَأَنذِرْ بِهِ ٱلَّذِينَ يَخَافُونَ أَن يُحْشَرُوٓاْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُم مِّن دُونِهِۦ وَلِىٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ﴾ [الانعام:۵۱]

ارشاد الٰہی ہے:

''اور (اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) آپ اس قرآن کے ذریعہ ان لوگوں کو نصیحت کریں جو اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اپنے رب کے سامنے اس حال میں پیش کئے جائیں کہ ان کا اللہ کے سوا کوئی مددگار یا سفارشی نہ ہو، شاید کہ یہ لوگ اللہ سے ڈر جائیں)''۔

وقوله: ﴿قُل لِّلَّهِ ٱلشَّفَٰعَةُ جَمِيعًا﴾ [الزمر:۴۴]

اور فرمایا: ''(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) کہہ دیجئے کہ ہر قسم کی شفاعت اللہ کے اختیار میں ہے''۔

وقوله: ﴿مَن ذَا ٱلَّذِى يَشْفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذْنِهِۦ﴾ [البقرة:۲۵۵]

نیز فرمایا: ''کون ہے جو اس کے حضور اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟''۔

وقوله: ﴿وَكَم مِّن مَّلَكٍ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ لَا تُغْنِى شَفَٰعَتُهُمْ شَيْـًٔا إِلَّا مِنۢ بَعْدِ أَن يَأْذَنَ ٱللَّهُ لِمَن يَشَآءُ وَيَرْضَىٰٓ﴾ [النجم:۲۶]

اور نیز فرمایا: ''اور آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ہیں کہ جن کی سفارش کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتی مگر بعد اس کے کہ اللہ جس کے لئے شفاعت کی اجازت دے اور پسند کرے''۔

وقوله: ﴿قُلِ ٱدْعُواْ ٱلَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ لَا

نیز فرمایا: (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان مشرکین سے) کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جن کو تم معبود سمجھتے ہو،

يَمۡلِكُونَ مِثۡقَالَ ذَرَّةٖ فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَلَا فِي ٱلۡأَرۡضِ وَمَا لَهُمۡ فِيهِمَا مِن شِرۡكٖ وَمَا لَهُۥ مِنۡهُم مِّن ظَهِيرٖ ﴿٢٢﴾ وَلَا تَنفَعُ ٱلشَّفَٰعَةُ عِندَهُۥٓ إِلَّا لِمَنۡ أَذِنَ لَهُۥ﴾ [سباء:۲۲-۲۳]

انہیں پکار کر دیکھو، وہ آسمانوں اور زمین میں ایک ذرہ کے بھی مالک نہیں اور زمین وآسمان (کی ملکیت، یا ان کی تخلیق) میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے اور اللہ کے حضور (کسی کے لئے کوئی) سفارش مفید نہیں ہوگی، مگر اس کے لئے جس کے بارے میں (سفارش کی) وہ اجازت بخش دے"۔

قال أَبُو الْعَبَّاسِ: "نَفَى اللَّهُ عَمَّا سِوَاهُ كُلَّ مَا يَتَعَلَّقُ بِهِ الْمُشْرِكُونَ -فَنَفَى أَنْ يَكُونَ لغَيْرِهِ مُلْكٌ، أَوْ قِسطٌ مِنْهُ، أَوْ يَكُونَ عَوْناً للهِ- وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا الشَّفَاعَةُ، فَبَيَّنَ أَنَّهَا لَا تَنْفَعُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّبُّ، كَمَا قال:

﴿وَلَا يَشۡفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ٱرۡتَضَىٰ﴾ [الانبیاء:۲۸]

شیخ الاسلام ابوالعباس ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے اپنے علاوہ تمام مخلوق سے ان باتوں کی نفی کردی جن سے مشرکین استدلال کرتے تھے۔ مثلاً اس بات کی نفی کی ہے کہ کسی کو زمین وآسمان میں کسی قسم کی قدرت واختیار کلی ہو، یا جزوی اختیارات ہوں، یا کوئی اللہ کا مددگار ہو، البتہ سفارش ہی باقی ہے، چنانچہ وہ بھی اسی کے لئے مفید ہوگی جس کے حق میں سفارش کی اجازت اللہ تعالیٰ خود دیں گے، جیسا کہ فرمایا: "اور وہ کسی کی سفارش نہیں کرسکتے بجز اس کے جس سے اللہ راضی ہو"۔

فَهَذِهِ الشَّفَاعَةُ الَّتِي يَظُنُّهَا الْمُشْرِكُونَ، هِيَ مُنْتَفِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؛ كَمَا

پس وہ سفارش جس کے مشرکین قائل ہیں، قیامت کے دن معدوم ہوگی (یعنی ان کو حاصل نہیں ہوسکے گی) جیسا کہ قرآن مجید نے اس کی نفی کی ہے۔

نَفَاهَا الْقُرْآن.

وَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَنَّهُ يَأْتِي فَيَسْجِدُ لِرَبِّهِ وَيَحْمَدُهُ، لَا يَبْدَأُ بِالشَّفَاعَةِ أَوَّلاً، ثُمَّ يُقال لَهُ: ارْفَعْ رَأْسَكَ، وَقُلْ يُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ".

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوکر فوراً سفارش کی بجائے پہلے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوں گے اور اس کی حمد وثنا کریں گے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا جائے گا ''اپنا سر اٹھائیں اور بات کریں' آپ کی بات سنی جائے گی، آپ سوال کریں' آپ جو مانگیں گے دیا جائے گا، آپ سفارش کریں' آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سفارش قبول ہوگی''۔

وَقَالَ لَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قال: مَنْ قال: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصاً مِنْ قَلْبِهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) سب سے زیادہ خوش نصیب کون ہے جو آپ کی سفارش کا حقدار ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے خلوص دل سے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا''۔

فَتِلْكَ الشَّفَاعَةُ لِأَهْلِ الْإِخْلَاصِ -بِإِذْنِ اللَّهِ-، وَلَا تَكُونُ لِمَنْ أَشْرَكَ بِاللَّهِ.

پس ثابت ہوا کہ یہ سفارش اللہ کی اجازت سے صرف خلوص دل سے کلمہ پڑھنے والوں کو حاصل ہوگی اور مشرکین کو حاصل نہیں ہوگی۔

وَحَقِيقَتُهُ: أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ هُوَ الَّذِي يَتفَضَّلُ عَلَى أَهْلِ الْإِخْلَاصِ، فَيَغْفِرُ

اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلص اہل توحید پر اپنا خصوصی فضل فرمائے گا اور جن لوگوں کو سفارش کی اجازت دے گا، ان کی دعا کے سبب اہل توحید کی

لَهُمْ بِوَاسِطَةِ دُعَاءِ مَنْ أَذِنَ لَهُ أَنْ يَشْفَعَ، لِيُكْرِمَهُ، وَيَنَالَ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ.	مغفرت کرے گا، اس طرح سفارش کرنے والے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اکرام کرے گا اور وہ مقام محمود پائیں گے۔
فَالشَّفَاعَةُ الَّتِي نَفَاهَا الْقُرْآنُ مَا كَانَ فِيها شِرْكٌ، وَلِهَذَا أَثْبَتَ الشَّفَاعَةَ بِإِذْنِهِ فِي مَوَاضِعَ، وَقَدْ بَيَّنَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَّهَا لَا تَكُونُ إِلَّا لِأَهْلِ التَّوْحِيدِ والْإِخْلَاصِ".	پس جس شفاعت کا قرآن نے انکار کیا ہے، اس سے مراد وہ شفاعت ہے جس میں شرک کی آمیزش ہو۔ یہی وجہ ہے کہ متعدد مقامات پر اپنی اجازت سے شفاعت کا اثبات کیا جا رہا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف صاف فرمایا ہے کہ شفاعت صرف اہل توحید اور اہل اخلاص کے لئے ہوگی۔

انْتَهى كَلَامُهُ.

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: تَفْسِيرُ الْآيَاتِ.

(۱) ان آیات قرآنیہ کی تفسیر (جن میں اللہ کے سامنے شفاعت کا بیان ہے)۔

الثَّانِيَةُ: صِفَةُ الشَّفَاعَةِ الْمَنْفِيَّةِ.

(۲) نا قابل قبول شفاعت کی وضاحت ہے۔

الثَّالِثَةُ: صِفَةُ الشَّفَاعَةِ الْمُثْبَتَةِ.

(۳) قابل قبول شفاعت کا تذکرہ ہے۔

الرَّابِعَةُ: ذِكْرُ الشَّفَاعَةِ الْكُبْرَى، وَهِيَ الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ.

(۴) شفاعت کبریٰ کا ذکر ہے جسے مقام محمود بھی کہتے ہیں۔

الخَامِسَةُ: صِفَةُ مَا يَفْعَلُهُ ﷺ أَنَّهُ لَا يَبْدَأُ بِالشَّفَاعَةِ، بَلْ يَسْجُدُ، فَإِذَا أُذِنَ لَهُ شَفَعَ.

(۵) آنحضرت ﷺ کی شفاعت کے انداز کا بیان کہ آپ جاتے ہی شفاعت نہیں کریں گے، بلکہ سب سے پہلے آپ اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوں گے پھر اجازت ملنے پر شفاعت کریں گے۔

السَّادِسَةُ: مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِهَا؟

(۶) شفاعت کے سب سے زیادہ سعادت مند آدمی کا بیان ہے۔

السَّابِعَةُ: أَنَّهَا لَا تَكُونُ لِمَنْ أَشْرَكَ بِاللَّهِ.

(۷) یہ سفارش مشرکین کو حاصل نہیں ہوگی۔

الثَّامِنَةُ: بَيَانُ حَقِيقَتِهَا.

(۸) حقیقت شفاعت کا بیان ہے۔

باب:۱۸

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تعالى:

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ [القصص:۵۶]

باب:۱۸

ہدایت دینے والا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے

ارشاد الٰہی ہے: ”(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے“۔

في الصَّحِيحِ: عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيهِ قال: "لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ؛ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّه صلى الله عليه وآله وسلم وَعِنْدَهُ عَبْدُ اللَّهِ بنُ أَبِي أُمَيَّةَ وَأَبُو جَهْلٍ، فقال لَهُ: يا عَمِّ! قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ. فَقَالَا له: أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟! فَأَعَادَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّه صلى الله عليه وآله وسلم، فَأَعَادَا، فَكَانَ آخِرَ

اور ایک مقام پر حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابوطالب کی موت کا وقت قریب آیا تو اس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اس کے پاس عبداللہ بن ابی امیہ اور ابوجہل بھی بیٹھے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اے چچا جان! کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلو، میں تمہارے لئے یہی کلمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بطور دلیل پیش کروں گا، وہ دونوں (عبداللہ بن ابی امیہ اور ابوجہل) بولے کیا تم عبدالمطلب کے مذہب کو چھوڑ دو گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دونوں سردار اپنی اپنی باتیں دہراتے رہے، چنانچہ ابوطالب نے آخر میں یہی کہا کہ وہ عبدالمطلب کے

مَا قَالَ: هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَأَبَى أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. فقال النَّبِيُّ ﷺ: لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ؛ فأنزَلَ اللَّهُ: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَن يَسۡتَغۡفِرُواْ لِلۡمُشۡرِكِينَ وَلَوۡ كَانُوٓاْ أُوْلِي قُرۡبَىٰ﴾ [التوبۃ:۱۱۳]

مذہب پر قائم ہے اور اس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنے سے انکار کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب تک مجھے روکا نہ جائے، میں تمہارے لئے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا''۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

''نبی اور اہل ایمان کو زیبا نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا کریں، خواہ وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں''۔

وأنزَلَ اللَّهُ فِي أَبِي طَالِبٍ: ﴿إِنَّكَ لَا تَهۡدِي مَنۡ أَحۡبَبۡتَ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يَهۡدِي مَن يَشَآءُۚ وَهُوَ أَعۡلَمُ بِٱلۡمُهۡتَدِينَ﴾ [القصص:۵۶]

اور اللہ تعالیٰ نے ابوطالب کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: ''اے محمد! ﷺ) آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت قبول کرنے والوں کو خوب جانتا ہے''۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: تَفْسِيرُ قَوْلِهِ: ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾.

(۱) آیت کریمہ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ کی تفسیر ہے۔

الثَّانِيَةُ: تَفْسِيرُ قَوْلِهِ: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَن يَسْتَغْفِرُواْ لِلْمُشْرِكِينَ﴾

(۲) آیت کریمہ: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَن يَسْتَغْفِرُواْ لِلْمُشْرِكِينَ﴾ کی تفسیر ہے۔

الثَّالِثَةُ: وَهِيَ الْمَسْأَلَةُ، الْكَبِيرَةُ، تَفْسِيرُ قَوْلِهِ: ''قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ'' بِخِلَافِ مَا عَلَيْهِ مَنْ يَدَّعِي الْعِلْمَ.

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان: ''قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ'' کی تفسیر ایک اہم مسئلہ (وہ یہ ہے کہ محض زبان سے لا الہ الا اللہ پڑھ لینا کافی نہیں، بلکہ دلی اقرار بھی ضروری ہے) اس میں علم کے ان دعویداروں کی تردید ہے جو محض زبان سے اقرار کر لینے کو کافی سمجھتے ہیں۔

الرَّابِعَةُ: أَنَّ أَبَا جَهْلٍ وَمَنْ مَعَهُ يَعْرِفُونَ مُرَادَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ لِلرَّجُلِ قُلْ: ''لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ''، فَقَبَّحَ اللَّهُ مَنْ أَبُو جَهْلٍ أَعْلَمُ مِنْهُ بِأَصْلِ الْإِسْلَامِ.

(۴) جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا سے ''لا الہ الا اللہ'' پڑھنے کا کہا تو ابوجہل اور اس کے ساتھی جانتے تھے کہ آپ کی اس سے کیا مراد ہے؟ (اس لئے وہ ابوطالب کو عبدالمطلب کے مذہب پر قائم رہنے کی تلقین کرتے رہے) اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا برا کرے جن سے ابوجہل اصل دین (کلمہ لا الہ الا اللہ) کے مفہوم کو بہتر جانتا تھا۔

الْخَامِسَةُ: جِدُّهُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا کو مسلمان

وَمُبَالَغَتُهُ فِي إِسْلَامِ عَمِّهِ.	کرنے کی پوری اور انتہائی کوشش کی۔
السَّادِسَةُ: اَلرَّدُّ عَلَى مَنْ زَعَمَ إِسْلَامَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَسْلَافِهِ.	(۶) جو لوگ عبد المطلب اور اس کے اسلاف کو مسلمان سمجھتے ہیں، اِس سے اُن کی بھی تردید ہے۔
السَّابِعَةُ: كَوْنُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَغْفَرَ لَهُ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ، بَلْ نُهِيَ عَنْ ذَلِكَ.	(۷) آپ ﷺ نے ابوطالب کے لئے مغفرت کی دعا کی، لیکن اللہ تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ اس کی مغفرت نہ کی، بلکہ آپ ﷺ کو بھی دعا کرنے سے روک دیا۔
الثَّامِنَةُ: مَضَرَّةُ أَصْحَابِ السُّوءِ عَلَى الْإِنْسَانِ.	(۸) یہ بھی ثابت ہوا کہ برے لوگوں کی صحبت کا انسان کو نقصان ہی ہوتا ہے۔
التَّاسِعَةُ: مَضَرَّةُ تَعْظِيمِ الْأَسْلَافِ وَالْأَكَابِرِ.	(۹) اپنے اکابر و اسلاف کی تعظیم (میں غلو کرنا) نقصان دہ ہے (اس لئے کہ ممکن ہے کہ وہ گمراہ ہوں)
الْعَاشِرَةُ: الشُّبْهَةُ لِلْمُبْطِلِينَ فِي ذَلِكَ؛ لِاسْتِدْلَالِ أَبِي جَهْلٍ بِذَلِكَ.	(۱۰) باطل پرستوں کو اس میں ابوجہل کے استدلال کی وجہ سے مغالطہ ہوا۔
الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ: الشَّاهِدُ لِكَوْنِ الْأَعْمَالِ بِالْخَوَاتِيمِ؛ لِأَنَّهُ لَوْ قَالَهَا لَنَفَعَتْهُ.	(۱۱) نجات کا دارومدار آخری زندگی کے اعمال پر ہے، کیونکہ اگر ابوطالب بوقت وفات کلمہ کا اقرار کر لیتا، تو اسے ضرور فائدہ ہوتا۔
الثَّانِيَةَ عَشْرَةَ: التَّأَمُّلُ فِي	(۱۲) گمراہ لوگوں کے دلوں میں راسخ اس

كِبَرِ هَذِهِ الشُّبْهَةِ فِي قُلُوبِ الضَّالِّينَ؛ لِأَنَّ فِي الْقِصَّةِ أَنَّهُمْ لَمْ يُجَادِلُوهُ إِلَّا بِهَا، مَعَ مُبَالَغَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكْرِيرِهِ؛ فَلِأَجْلِ عَظَمَتِهَا وَوُضُوحِهَا عِنْدَهُمْ اِقْتَصَرُوا عَلَيْهَا.

بڑے مغالطے کے بارے میں غور وفکر کرنا چاہئے، اس لئے کہ ابوطالب کے قصہ میں مذکور ہے کہ سردارانِ مکہ اسی مغالطے کی بنا پر ابوطالب سے جھگڑتے رہے۔ حالانکہ نبی ﷺ نے مبالغے اور تکرار کے ساتھ (ابوطالب کے لئے) کلمہ پیش کیا، اس لئے وہ اس پر اڑے رہے۔

باب:۱۹

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ سَبَبَ كُفْرِ بَنِي آدَمَ وَتَرْكِهِمْ دِينَهُمْ هُوَ الْغُلُوُّ فِي الصَّالِحِينَ

وَقَوْلُ اللَّهِ:

﴿يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لَا تَغۡلُواْ فِي دِينِكُمۡ وَلَا تَقُولُواْ عَلَى ٱللَّهِ إِلَّا ٱلۡحَقَّ﴾ [النساء:۱۷۱]

فِي الصَّحِيحِ: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فِي قَوْلِ اللَّهِ: ﴿وَقَالُواْ لَا تَذَرُنَّ ءَالِهَتَكُمۡ وَلَا تَذَرُنَّ وَدّٗا وَلَا سُوَاعٗا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسۡرٗا﴾ [نوح:۲۳]

قَالَ: هَذِهِ أَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِينَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ، فَلَمَّا هَلَكُوا أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ أَنِ انْصُبُوا إِلَى مَجَالِسِهِمُ الَّتِي كَانُوا

باب:۱۹

بنی آدم کے کفر اور ترک دین کا بنیادی سبب بزرگوں کے بارے میں غلو (عزت وتکریم میں حد سے بڑھ جانا) ہے

ارشاد الٰہی ہے:

''اے اہل کتاب! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ کے متعلق حق کے سوا کوئی بات نہ کرو''۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَقَالُواْ لَا تَذَرُنَّ ءَالِهَتَكُمۡ وَلَا تَذَرُنَّ وَدّٗا وَلَا سُوَاعٗا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسۡرٗا﴾ [نوح:۲۳] کے بارے میں مروی ہے کہ:

''یہ سب (ود، سواع، یغوث، یعوق، نصر) قوم نوح کے صالح لوگ تھے، جب وہ مر گئے تو شیطان نے ان کی قوم کو سمجھایا کہ یہ نیک لوگ جہاں بیٹھا کرتے تھے، وہاں بطور یادگار پتھر نصب کر دو اور ان پتھروں کو ان کے ناموں سے موسوم کرو۔

يَجْلِسُونَ فِيها أَنْصَاباً، وَسَمُّوهَا بِأَسْمَائِهِمْ، فَفَعَلَوا، فَلَمْ تُعْبَدْ، حَتَّى إِذَا هَلَكَ أُولَئِكَ وَنُسِيَ الْعِلْمُ؛ عُبِدَتْ.

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، لیکن اس دور میں ان پتھروں کو پوجا نہ گیا جب یہ لوگ مر گئے اور بعد والوں پر جہالت چھا گئی، علم جاتا رہا اور اصل بات بھول گئے، تو انہوں نے ان یادگاروں کی پرستش شروع کردی''۔

وقال ابْنُ الْقَيِّمِ: "قال غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ السَّلَفِ: لَمَّا مَاتُوا؛ عَكَفُوا عَلَى قُبُورِهِم، ثُمَّ صَوَّرُوا تَمَاثِيلَهُم، ثُمَّ طَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ، فَعَبَدُوهُمْ".

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''متعدد اسلاف اہل علم نے بیان کیا ہے کہ جب وہ مر گئے تو پہلے یہ لوگ ان کی قبروں کے مجاور بنے، پھر ان کے مجسمے بنائے، پھر زمانہ دراز گزرنے پر ان کی عبادت کرنے لگے۔

وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: "لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ، فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ" أَخْرَجَاهُ.

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم میری تعریف کرنے میں حد سے نہ گزر جانا، جیسے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی تعریف میں نصاریٰ حد سے تجاوز کر گئے۔ میں تو ایک بندہ ہوں، تم مجھے اللہ کا بندہ اور رسول کہو''۔

وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَال: قال رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ، فَإِنَّمَا

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''غلو سے بچ کر رہو، تم سے پہلے لوگوں کو غلو

أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ الْغُلُوُّ"

(مبالغہ) ہی نے ہلاک کیا تھا''۔

حديثٌ صحيحٌ.

وَلِمُسْلِمٍ: عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: "هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ قالها ثَلَاثاً".

اور حضرت **عبداللہ بن مسعود** رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول **اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تکلف کرنے والے اور حد سے بڑھنے والے ہلاک ہوجائیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات تین بار فرمائی''۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

الأُولَى: أَنَّ مَنْ فَهِمَ هَذَا الْبَابَ وَبَابَيْنِ بَعْدَهُ، تَبَيَّنَ لَهُ غُرْبَةُ الْإِسْلَامِ، وَرَأَى مِنْ قُدْرَةِ اللَّهِ وَتَقْلِيبِهِ لِلْقُلُوبِ الْعَجَبَ.

الثَّانِيَةُ: مَعْرِفَةُ أَوَّلِ شِرْكٍ حَدَثَ فِي الْأَرْضِ كَانَ بِشُبْهَةِ الصَّالِحِينَ.

الثَّالِثَةُ: مَعْرِفَةُ أَوَّلِ شَيْءٍ غُيِّرَ بِهِ دِينُ الْأَنْبِيَاءِ، وَمَا سَبَبُ ذَلِكَ؟ مَعَ مَعْرِفَةِ أَنَّ اللَّهَ أَرْسَلَهُمْ.

الرَّابِعَةُ: قَبُولُ الْبِدَعِ مَعَ كَوْنِ الشَّرَائِعِ وَالْفِطَرِ تَرُدُّهَا.

الْخَامِسَةُ: أَنَّ سَبَبَ ذَلِكَ كُلِّهُ مَزْجُ الْحَقِّ

مسائل:

(۱) جو شخص زیر بحث باب اور اس کے بعد والے دو ابواب اچھی طرح سمجھ لے، اس پر اسلام کی' باقی ادیان سے جداگانہ حیثیت واضح ہو جائے گی اور دلوں کے پھیرنے میں اسے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجیب وغریب کرشمے نظر آئیں گے۔

(۲) روئے زمین پر رونما ہونے والا اولین شرک بزرگوں کے ساتھ حد درجے کی محبت اور ان کی عظمت میں غلو کے سبب ہوا۔

(۳) سب سے پہلے جس چیز میں تغیر وتبدل ہوا، وہ انبیاء کرام کا دین تھا، اس (باب میں غور وفکر کرنے سے دین میں تغیر) کے اسباب بھی معلوم ہوتے ہیں، حالانکہ انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ ہی نے مبعوث فرمایا تھا (پھر بھی لوگوں نے ان کی پرواہ نہ کی)۔

(۴) لوگ بدعات ومحدثات کو جلد قبول کر لیتے ہیں، حالانکہ شریعت اسلامیہ اور فطرت سلیمہ ان چیزوں کو قبول نہیں کرتی۔

(۵) شرک شروع ہونے کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ حق اور باطل کو آپس میں خلط ملط کر دیا گیا تھا، جس کے دو

بِالْبَاطِلِ:

فَالْأَوَّلُ: مَحَبَّةُ الصَّالِحِينَ.

وَالثَّانِي: فِعْلُ أُنَاسٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالدِّيْنِ شَيْئًا أَرَادُوا بِهِ خَيْرًا فَظَنَّ مَنْ بَعْدَهُمْ أَنَّهُمْ أَرَادُوا بِهِ غَيْرَهُ.

واضح اسباب تھے:

ایک: تو بزرگوں کے ساتھ حد درجہ کی عقیدت ومحبت تھی اور **دوسرا:** یہ کہ بعض اہل علم ودین نے کچھ ایسے امور سرانجام دیئے کہ جن میں ان کی نیتیں درست تھیں، مگر بعد والوں نے یہ سمجھا کہ ان اہل علم کی مراد کچھ اور تھی۔

السَّادِسَةُ: تَفْسِيرُ الْآيَةِ الَّتِي فِي سُورَةِ نُوحٍ.

(٦) سورہ نوح کی اس آیت کی تفسیر (جس میں مختلف بتوں کے نام ذکر ہیں)

السَّابِعَةُ: جِبِلَّةُ الْآدَمِيِّ فِي كَوْنِ الْحَقِّ يَنْقُصُ فِي قَلْبِهِ وَالْبَاطِلِ يَزِيدُ.

(٧) فطری طور پر انسان کا مزاج اور اس کی طبیعت ہی کچھ ایسی ہے کہ اس کے دل میں حق (آہستہ آہستہ) کم ہوتا جاتا ہے، جبکہ باطل بڑھتا رہتا ہے۔

الثَّامِنَةُ: فِيهِ شَاهِدٌ لِمَا نُقِلَ عَنِ السَّلَفِ أَنَّ الْبِدَعَ سَبَبُ الْكُفْرِ.

(٨) اسلاف اہل علم کے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ بدعات' کفر کا سبب بنتی ہیں۔

التَّاسِعَةُ: مَعْرِفَةُ الشَّيْطَانِ بِمَا تَئُولُ إِلَيْهِ الْبِدْعَةُ وَلَوْ حَسُنَ قَصْدُ الْفَاعِلِ.

(٩) شیطان ابلیس بدعت کے انجام سے خوب آگاہ ہے (کہ یہ کس طرح انسان کو تباہ کردیتی ہے) اگرچہ بدعت جاری کرنے والے کی نیت اچھی ہی کیوں نہ ہو۔

العَاشِرَةُ: مَعْرِفَةُ الْقَاعِدَةِ الْكُلِّيَّةِ، وَهِيَ النَّهْيُ عَنْ

(١٠) اس باب سے ایک اور قاعدہ اور اصول ثابت ہوتا ہے کہ غلو سے قطعی طور پر اجتناب کرنا

الْغُلُوُّ وَمَعْرِفَةُ مَا يُؤُولُ إِلَيْهِ.	چاہئے۔ (کیونکہ اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا) اور جو غلو کی طرف مائل کرے اس کے متعلق بھی علم ہونا چاہئے۔
الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ: مَضَرَّةُ الْعُكُوفِ عَلَى الْقَبْرِ لِأَجْلِ عَمَلٍ صَالِحٍ.	(۱۱) قبر پر کسی صالح عمل کی انجام دہی کے لئے بیٹھنا انتہائی نقصاندہ ہے۔
الثَّانِيَةَ عَشْرَةَ: مَعْرِفَةُ النَّهْيِ عَنْ التَّمَاثِيلِ وَالْحِكْمَةِ فِي إِزَالَتِهَا.	(۱۲) مجسموں کی ممانعت اور ان کے مٹا ڈالنے کی حکمت کا پتہ چلتا ہے۔
الثَّالِثَةَ عَشْرَةَ: مَعْرِفَةُ عِظَمُ شَأْنِ هَذِهِ الْقِصَّةِ وَشِدَّةُ اَلْحَاجَةِ إِلَيْهَا مَعَ الْغَفْلَةِ عَنْهَا.	(۱۳) اس تفصیل سے جہاں یہ (وقوع شرک کا) عظیم واقعہ معلوم ہوتا ہے، وہاں اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اس کا جاننا ضروری ہے، لیکن اکثر مسلمان اس سے غافل اور لاعلم ہیں۔
الرَّابِعَةَ عَشْرَةَ: وَهِيَ أَعْجَبُ الْعَجَبُ: قِرَاءَتُهُمْ إِيَّاهَا فِي كُتُبِ التَّفْسِيرِ وَالْحَدِيثِ، وَمَعْرِفَتُهُمْ بِمَعْنَى الْكَلَامِ، وَكَوْنُ اَللَّهِ حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ قُلُوبِهِمْ حَتَّى اِعْتَقَدُوا أَنَّ فِعْلَ قَوْمِ نُوحٍ هُوَ	(۱۴) افسوس کی بات تو یہ ہے کہ لوگ یہ واقعہ کتب تفسیر وحدیث میں پڑھتے ہیں اور سمجھتے بھی ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ان کے اور ان کے دلوں کے درمیان حائل ہوا تھا، پھر بھی سمجھتے ہیں کہ قوم نوح کا یہ عمل (قبر پرستی) بزرگوں کی غایت درجہ تعظیم، قبروں پر مجاور بننا وغیرہ افضل ترین عبادت ہے اور وہ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ جس بات سے اللہ اور اس کے

أَفْضَلُ الْعِبَادَاتِ، وَاعْتَقَدُوا أَنَّ مَا نَهَى اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ عَنْهُ فَهُوَ الْكُفْرُ الْمُبِيحُ لِلدَّمِ وَالْمَالِ.

رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے وہ ایسا کفر ہے جو کسی کے جان و مال کو مباح کرتا ہے۔

الْخَامِسَةَ عَشْرَةَ: التَّصْرِيحُ بِأَنَّهُمْ لَمْ يُرِيدُوا إِلَّا الشَّفَاعَةَ.

(۱۵) اس تفصیل میں یہ صراحت بھی ہے کہ (ان بتوں کو) پوجنے والوں کا ارادہ صرف یہ تھا کہ یہ بزرگ ہمارے سفارشی ہیں۔

السَّادِسَةَ عَشْرَةَ: ظَنُّهُمْ أَنَّ الْعُلَمَاءَ الَّذِينَ صَوَّرُوا الصُّوَرَ أَرَادُوا ذَلِكَ.

(۱۶) بعد والے مشرکین نے گمان کیا کہ سابق اہل علم نے ان بزرگوں کی تصویریں عبادت کے لئے بنائی تھیں۔

السَّابِعَةَ عَشْرَةَ: الْبَيَانُ الْعَظِيمُ فِي قَوْلِهِ ﷺ: "لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتْ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ". فَصَلَوَاتُ اللّٰهُ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ، بَلَّغَ الْبَلَاغَ الْمُبِينِ.

(۱۷) آنحضرت ﷺ کے ارشاد مبارک کہ: ”تم میری تعریف میں اس طرح مبالغہ نہ کرنا جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ ابن مریم میں کیا تھا“ میں (مسلمانوں کے لئے) کھلا بیان اور عظیم نصیحت ہے۔ اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں آپ ﷺ پر کہ آپ نے واضح طور پر تبلیغ کا حق ادا فرما دیا۔

الثَّامِنَةَ عَشْرَةَ: نَصِيحَتُهُ إِيَّانَا بِهَلَاكِ الْمُتَنَطِّعِينَ.

(۱۸) آپ ﷺ نے ہمیں نصیحت فرمائی ہے کہ تکلف کرنے (اور) حد سے تجاوز کرنے والے ہمیشہ ہلاک ہوتے ہیں۔

التَّاسِعَةَ عَشْرَةَ: اَلتَّصْرِيحُ

(۱۹) اس سے علم کی اہمیت اور علم نہ ہونے کے

بِأَنَّهَا لَمْ تُعْبَدْ حَتَّى نُسِيَ الْعِلْمُ، فَفِيهَا بَيَانُ مَعْرِفَةِ قَدْرِ وُجُودِهِ، وَمَضَرَّةُ فَقْدِهِ.

نقصان کا بھی پتہ چلتا ہے کہ قوم نوح میں علم ختم ہونے کے بعد ہی بتوں کی پوجا پاٹ شروع ہوئی تھی۔

العِشْرُونَ: أَنَّ سَبَبَ فَقْدِ الْعِلْمِ مَوْتُ الْعُلَمَاءِ.

(۲۰) علماء کا دنیا سے رخصت ہونا فقدان علم کا سبب ہے۔

باب:۲۰

بَابُ مَا جَاءَ مِنَ التَّغْلِيظِ فِيمَنْ عَبَدَ اللَّهَ عِنْدَ قَبْرِ رَجُلٍ صَالِحٍ؛ فَكَيْفَ إِذَاعَبَدَهُ؟!

باب:۲۰

کسی بزرگ کی قبر کے پاس بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ناجائز اور سنگین جرم ہے، چہ جائیکہ خود اس مرد صالح کی عبادت کی جائے

فِي الصَّحِيحِ: عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: "أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَنِيسَةً رَأَتْهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ، وَمَا فِيهَا مِنَ الصُّوَرِ، فقال: "أُولَئِكَ إِذَا مَاتَ فيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ -أَوِ الْعَبْدُ الصَّالِحُ- بَنُوا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِداً، وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ، أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ".

صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک کلیسا اور اس میں موجود تصویروں اور مجسموں کا ذکر کیا جو کہ انہوں نے حبشہ کی سرزمین میں دیکھا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ان لوگوں میں جب کوئی بزرگ فوت ہوجاتا تو یہ اس کی قبر پر مسجد بنالیتے اور اس میں یہ تصاویر (مجسمے) بنادیتے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں''۔

فهَؤُلَاءِ جمَعَوا بَيْنَ الْفِتْنَتَيْنِ: فِتْنَةِ الْقُبُورِ، وَفِتْنَةِ التَّمَاثِيلِ.

ان لوگوں نے دو فتنوں کو یکجا کردیا؛ ایک قبروں (کو عبادت گاہیں بنانے) کا اور دوسرا (ان میں) مجسمے اور تصویریں بنانے کا۔

وَلَهُمَا: عنها رضی اللہ عنہا قَالَتْ:

اور (ایک دوسرے مقام پر) ام المومنین حضرت

"لَمَّا نُزَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ، فَإِذَا اغْتَمَّ بِهَا كَشَفَهَا، فَقَالَ: - وَهُوَ كَذَلِكَ -: لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ -يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موت کی علامات ظاہر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (شدت تکلیف سے) اپنے چہرہ مبارک پر چادر اوڑھ لیتے اور جب دم گھٹتا تو چادر کو ہٹا لیتے، اسی عالم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، انہوں نے انبیاء کرام کی قبور کو سجدہ گناہ بنالیا تھا''۔ اس سے آپ کا مقصد اپنی امت کو ایسے طرز عمل سے روکنا تھا۔

وَلَوْلَا ذَلِكَ أُبْرِزَ قَبْرُهُ، غَيْرَ أَنَّهُ خُشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِداً-" أَخْرَجَاهُ.

اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کو سجدہ گناہ بنانے کا خدشہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر بھی (عام صحابہ کی طرح) ظاہر ہوتی۔

وَلِمُسْلِمٍ: عَنْ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِخَمْسٍ وَهُوَ يَقُولُ: "إِنِّي أَبْرَأُ إِلَى اللَّهِ أَنْ يَكُونَ لِي مِنْكُمْ خَلِيلٌ، فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ اتَّخَذَنِي خَلِيلاً كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلاً. وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذاً مِنْ

اور حضرت جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے پانچ یوم قبل میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا:

''میں اللہ کے سامنے اس بات سے برأت کا اظہار کرتا ہوں کہ تم میں سے کوئی میرا دوست (خلیل) ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنالیا ہے، جیسا کہ اس نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا۔ اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بنانا چاہتا تو ابوبکر

أُمَّتِي خَلِيلاً، لَاتَّخَذْتُ أَبَا بِكْرٍ خَلِيلاً. اَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ، أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ، إِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذَلِكَ".

(رضی اللہ عنہ) کو بناتا۔ خبردار! تم سے پہلے لوگ انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا کرتے تھے۔ خبردار! تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنالینا، میں تمہیں اس طرز عمل سے منع کرتا ہوں‘‘۔

فَقَدْ نَهَى عَنْهُ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، ثُمَّ أَنَّهُ لَعَنَ - وَهُوَ فِي السِّيَاقِ - مَنْ فَعَلَهُ.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عمل شنیع سے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں منع فرمایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موت وحیات کی کشمکش میں ایسا کرنے والوں پر لعنت فرمائی۔

وَالصَّلاةُ عِنْدَهَا مِنْ ذَلِكَ -وَإِنْ لَمْ يُبْنَ مَسْجِدٌ- وَهُوَ مَعْنى قَوْلِهَا خُشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِداً، فَإِنَّ الصَّحَابَةَ لَمْ يَكُونُوا لِيَبْنُوا حَوْلَ قَبْرِهِ مَسْجِداً. وَكُلُّ مَوْضِعٍ قُصِدَتِ الصَّلاةُ فِيهِ فَقَدْ اتُّخِذَ مَسْجِداً، بَلْ كُلُّ مَوْضِعٍ يُصَلَّى فِيه يُسَمَّى مَسْجِداً؛

(معلوم ہوا کہ اگر) قبر پرستی نہ بھی ہو، تب بھی قبر کے پاس نماز پڑھنا منع ہے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول: ’’خُشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِداً‘‘ کا مطلب بھی یہی ہے۔ اس لئے کہ صحابہ کرام سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر مسجد بنائیں، کیونکہ جس جگہ نماز پڑھنا مقصود ہو وہ مسجد ہی ہے، بلکہ ہر وہ جگہ جہاں نماز ادا کی جائے، اسے مسجد کا نام دیا جاتا ہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’تمام روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور ذریعۂ

كَمَا قَالَ النَبِيُّ ﷺ: "جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِداً وَطَهُوراً".

طہارت (وضو کے لئے پانی کا قائم) بنایا گیا ہے“۔

وَلِأَحْمَدَ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ: عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه مَرْفُوعاً: "إِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ: مَنْ تُدْرِكُهُم السَّاعَةُ وَهُمْ أَحْيَاءٌ، وَالَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْقُبُورَ مَسَاجِدَ". وَرَوَاهُ أَبُو حَاتِمٍ فِي "صَحِيحِهِ".

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”سب سے بدترین وہ ہوں گے جن پر قیامت قائم ہوگی اور وہ بھی (سب سے بدتر ہیں) جو قبروں کو مساجد کا درجہ دیں“۔

(مسند احمد میں عمدہ سند کے ساتھ مروی ہے اور اسے ابوحاتم نے بھی الصحیح میں روایت کیا ہے)

فِيهِ مَسَائِلُ:

الأُولَى: مَا ذَكَرَ الرَّسُولُ فِيمَنْ بَنَى مَسْجِدًا يُعْبَدُ اللَّهُ فِيهِ عِنْدَ قَبْرِ رَجُلٍ صَالِحٍ، وَلَوْ صَحَّتْ نِيَّةُ الْفَاعِلِ.

الثَّانِيَةُ: اَلنَّهْيُ عَنْ التَّمَاثِيلِ وَغِلَظُ الْأَمْرِ فِي ذَلِكَ.

الثَّالِثَةُ: الْعَبْرَةُ فِي مُبَالَغَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ كَيْفَ بَيَّنَ لَهُمْ هَذَا أَوَّلاً، ثُمَّ قَبْلَ مَوْتِهِ بِخَمْسٍ قَالَ مَا قَالَ، ثُمَّ لَمَّا كَانَ فِي السِّيَاقِ لَمْ يَكْتَفِ بِمَا تَقَدَّمَ.

الرَّابِعَةُ: نَهْيُهُ عَنْ فِعْلِهِ عِنْدَ قَبْرِهِ قَبْلَ أَنْ يُوجَدَ الْقَبْرُ.

الخَامِسَةُ: أَنَّهُ مِنْ سُنَنِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى فِي قُبُورِ أَنْبِيَائِهِمْ.

مسائل:

(۱) کسی بزرگ کی قبر کے پاس مسجد تعمیر کر کے عبادت کرنے والے پر آنحضرت ﷺ کی ڈانٹ، اگرچہ مسجد بنانے والے کی نیت صحیح ہی ہو۔

(۲) تصاویر و مجسمے بنانے کی حرمت اور اس پر شدید وعید ہے۔

(۳) اس عمل کی مذمت کے معاملہ میں آنحضرت ﷺ کے مبالغہ سے عبرت حاصل ہوتی ہے کہ پہلے تو آپ ﷺ نے اس کام سے ویسے منع فرمایا تھا، پھر آخر عمر میں وفات سے پانچ روز قبل مزید تنبیہہ فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے جب آپ کا سفر آخرت شروع ہونے والا تھا (اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ) اس سے پھر ایک بار سخت ممانعت فرمائی۔

(۴) آپ ﷺ نے اپنی قبر پر بھی اس عمل سے منع فرما دیا، حالانکہ ابھی آپ کی قبر موجود نہ تھی۔

(۵) انبیاء و صلحاء کی قبروں پر مساجد بنا کر ان میں عبادت کرنا، یہود و نصاریٰ کا طرز عمل ہے۔

السَّادِسَةُ: لَعَنَهُ إِيَّاهُمْ عَلَى ذَلِكَ.

(۶) اس عمل پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی۔

السَّابِعَةُ: أَنَّ مُرَادَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْذِيرُهُ إِيَّانَا عَنْ قَبْرِهِ.

(۷) اس طرز عمل کی وجہ سے یہود و نصاریٰ پر آپ کے لعنت کرنے کا اصل مقصد یہ تھا کہ مسلمان آپ کی قبر پر ایسا کارنامہ انجام نہ دیں۔

الثَّامِنَةُ: اَلْعِلَّةُ فِي عَدَمِ إِبْرَازِ قَبْرِهِ.

(۸) اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کو کھلا اور عام جگہ پر نہ بنانے کی وجہ اور مصلحت بھی معلوم ہوتی ہے۔

التَّاسِعَةُ: فِي مَعْنَى اِتِّخَاذِهَا مَسْجِدًا.

(۹) قبروں کو مسجد بنانے کے معنی کی بھی وضاحت ہے۔

اَلْعَاشِرَةُ: أَنَّهُ قَرَنَ بَيْنَ مَنْ اِتَّخَذَهَا وَبَيْنَ مَنْ تَقُومُ عَلَيْهِمُ السَّاعَةُ، فَذَكَرَ الذَّرِيعَةَ إِلَى الشِّرْكِ قَبْلَ وُقُوعِهِ مَعَ خَاتِمَتِهِ.

(۱۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں پر مساجد تعمیر کرنے والوں اور جن لوگوں پر قیامت قائم ہوگی، دونوں کو ایک ساتھ ذکر کیا ہے، گویا آپ نے کفر یا شرک کے وقوع پذیر ہونے سے قبل ہی اس کے اسباب اور اس کے انجام کا ذکر فرما دیا ہے۔

الحَادِيَةَ عَشْرَةَ: ذِكْرُهُ فِي خُطْبَتِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِخَمْسٍ الرَّدَّ عَلَى الطَّائِفَتَيْنِ اللَّتَيْنِ هُمَا أَشَرُّ أَهْلِ الْبِدَعِ، بَلْ أَخْرَجَهُمْ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ

(۱۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات سے پانچ روز قبل اپنے خطبہ میں ان دو گروہوں کا رد فرما دیا' جو اہل بدعت میں سے سب سے زیادہ برے ہیں، بلکہ بعض اہل علم نے تو انہیں بہتر (۷۲) گروہوں سے بھی خارج کر دیا ہے۔ ان دو گروہوں میں سے ایک

مِنَ الثِّنْتَيْنِ وَالسَّبْعِينَ فِرْقَةً، وَهُمْ الرَّافِضَةُ وَالْجَهْمِيَّةُ، وَبِسَبَبِ الرَّافِضَةِ حَدَثَ الشِّرْكُ وَعِبَادَةُ الْقُبُورِ، وَهُمْ أَوَّلُ مَنْ بَنَى عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ.

رافضہ اور دوسرا جہمیہ ہے۔ خصوصاً روافض کی وجہ سے مسلمانوں میں شرک اور قبر پرستی کی ابتدا ہوئی اور انہی روافض نے سب سے پہلے قبروں پر مساجد بنانے کا سلسلہ شروع کیا۔

الثَّانِيَةَ عَشْرَةَ: مَا بُلِيَ بِهِ ﷺ مِنْ شِدَّةِ النَّزْعِ.

(۱۲) آپ ﷺ کو نزع کے وقت بہت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔

الثَّالِثَةَ عَشْرَةَ: مَا أُكْرِمَ بِهِ مِنَ الْخُلَّةِ.

(۱۳) آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے خلیل ہونے کے وصف سے نوازا گیا ہے۔

الرَّابِعَةَ عَشْرَةَ: اَلتَّصْرِيحُ بِأَنَّهَا أَعْلَى مِنَ الْمَحَبَّةِ.

(۱۴) خلیل ہونے کا درجہ مقام محبت سے اونچا ہے۔

الخَامِسَةَ عَشْرَةَ: التَّصْرِيحُ بِأَنَّ الصِّدِّيقَ أَفْضَلُ الصَّحَابَةِ.

(۱۵) اس میں یہ صراحت بھی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں۔

السَّادِسَةَ عَشْرَةَ: اَلْإِشَارَةُ إِلَى خِلَافَتِهِ رضي الله عنه.

(۱۶) اس ارشاد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف بھی اشارہ ہے۔

باب:۲۱

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْغُلُوَّ فِي قُبُورِ الصَّالِحِينَ يُصَيِّرُهَا أَوْثاناً تُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ

باب:۲۱

بزرگوں کی قبروں کے بارے میں غلو کرنے کا انجام

رَوَى مَالِكُ فِي "الْمُوَطَّأِ"؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قال: "اللَّهُم لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَناً يُعْبَدُ، اشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى قَوْمٍ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائهُمْ مَسَاجِدَ".

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''یا اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا، جسے لوگ پوجنا شروع کر دیں۔ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا سخت غضب اور قہر نازل ہو، جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہیں بنالیا تھا''۔

وَلِابْنِ جَرِيرٍ بِسَنَدِهِ: عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿أَفَرَءَيْتُمُ ٱللَّٰتَ وَٱلْعُزَّىٰ﴾ [النجم:۱۹]؛ قال: "كَانَ يَلُتُّ لَهُمُ السَّوِيقَ فَمَاتَ؛ فَعَكَفُوا عَلَى قَبْرِهِ".

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے آیت مبارکہ: ﴿أَفَرَءَيْتُمُ ٱللَّٰتَ وَٱلْعُزَّىٰ﴾ کی تفسیر میں اپنی سند کے ساتھ سفیان اور منصور کے طریق سے مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ ''لات'' حجاج کرام کو ستو گھول کر پلایا کرتا تھا، جب یہ فوت ہو گیا، تو لوگ اس کی قبر پر مجاور بن کر بیٹھ گئے۔

وَكَذَا قال أَبُو الْجَوْزَاءِ؛ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: "كَانَ

ابوالجوزاء بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ''لات'' حجاج کرام کو ستو گھول کر پلایا

يَلُتُّ السَّوِيقَ لِلْحَاجِّ".

کرتا تھا۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷠ قال: "لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ، وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ". رَوَاهُ أَهَلُ السُّنَنِ.

اور حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ ہی سے مروی ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کو جانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اور آپ ﷺ نے ان لوگوں کو بھی ملعون قرار دیا جو قبروں پر مساجد بناتے اور چراغاں کرتے ہیں''۔ (اس کو اہل سنن نے روایت کیا ہے)

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: تَفْسِيرُ الْأَوْثَانِ.

(۱) اوثان کی تشریح وتوضیح ہے۔

الثَّانِيَةُ: تَفْسِيرُ الْعِبَادَةِ.

(۲) عبادت کا معنی ومفہوم واضح ہوتا ہے۔

الثَّالِثَةُ: أَنَّهُ ﷺ لَمْ يَسْتَعِذْ إِلَّا مِمَّا يُخَافُ وُقُوعُهُ.

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اسی چیز سے پناہ مانگی، جس کے وقوع پذیر ہونے کا آپ کو اندیشہ تھا۔

الرَّابِعَةُ: قَرْنُهُ بِهَذَا اتِّخَاذَ قُبُورِ الْأَنْبِيَاءِ مَسَاجِدَ.

(۴) جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا کی کہ ''یا اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی پوجا کی جائے'' وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی بیان فرمایا کہ ''پہلے لوگوں نے انبیاء کی قبروں کو عبادت گناہیں بنالیا تھا''۔

الخَامِسَةُ: ذِكْرُ شِدَّةِ الْغَضَبِ مِنْ اللَّهِ.

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ ایسے کام کرنے والوں پر اللہ کا شدید قہر وغضب نازل ہوا تھا۔

السَّادِسَةُ: -وَهِيَ مِنْ أَهَمِّهَا- مَعْرِفَةُ صِفَةِ عِبَادَةِ اللَّاتِ الَّتِي هِيَ مِنْ أَكْبَرِ الْأَوْثَانِ.

(۶) ایک اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ لات جو عرب کا سب سے بڑا بت تھا، اس کی کس طرح عبادت شروع ہوئی تھی۔

السَّابِعَةُ: مَعْرِفَةُ أَنَّهُ قَبْرُ رَجُلٍ صَالِحٍ.

(۷) یہ بات معلوم ہوئی کہ لات ایک بزرگ کی قبر تھی۔

الثَّامِنَةُ: أَنَّهُ اِسْمُ صَاحِبِ

(۸) لات؛ صاحب قبر کا نام ہے اور اس کی وجہ

الْقَبْرِ، وَذِكْرُ مَعْنَى التَّسْمِيَةِ.	تسمیہ بھی مذکور ہے۔
التَّاسِعَةُ: لَعْنُهُ ﷺ زَوَّارَاتِ الْقُبُورِ.	(۹) آپ ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو قبروں کی زیارت کو جاتی ہیں۔
العَاشِرَةُ: لَعْنُهُ ﷺ مَنْ أَسْرَجَهَا.	(۱۰) آپ ﷺ نے قبروں پر چراغاں کرنے والوں پر بھی لعنت فرمائی۔

باب:۲۲

بَابُ مَا جَاءَ فِي حِمَايَةِ الْمُصْطَفَى ﷺ جَنَابَ التَّوْحِيدِ وَسَدِّهِ كُلَّ طَرِيقٍ يُوصِلُ إِلَى الشِّرْكِ

باب:۲۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توحید کی مکمل حفاظت اور ذریعۂ شرک بننے والی ہر راہ کو بند کرنا

وَقَوْلُهُ تعالى:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٨﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾

[التوبۃ:۱۲۸-۱۲۹]

ارشاد الٰہی ہے:

"(لوگو!) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آیا ہے۔ تمہاری تکلیف اسے شاق گزرتی ہے، وہ تمہاری (فلاح وہدایت کا) حریص ہے اور اہل ایمان کے لئے نہایت شفیق اور مہربان ہے، پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے کہہ دیجئے کہ میرے لئے اللہ کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میرا بھروسہ اسی پر ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے"۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُوراً، وَلَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اپنے گھروں کو (نماز، دعا اور تلاوت قرآن ترک کرکے) قبرستان نہ بناؤ اور نہ میری قبر کو میلہ (گاہ) بناؤ اور تم جہاں بھی ہو مجھ پر درود

تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيداً، وَصَلُّوا عَلَيّ؛ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ". رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ، رُوَاتُهُ ثِقَاتٌ.

(وسلام) پڑھتے رہو، تمہارے درود وسلام مجھے پہنچ جائیں گے''۔ (اس کو ابوداؤد نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے، اور اس کے راوی ثقہ ہیں)

وَعَنْ عَلِيِّ بنِ الْحُسَيْنِ: "أَنَّهُ رَأَى رَجُلاً يَجِيءُ إِلَى فُرْجَةٍ كَانَتْ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيدْخُلُ فِيهَا فَيَدْعُو، فَنَهَاهُ".

زین العابدین علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے گرد بنی دیوار میں ایک شگاف سے اندر داخل ہو کر قبر کے پاس دعا کرتے ہوئے دیکھا، تو اسے روک دیا۔

وَقال: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثاً سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي، عَنْ جَدِّي، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قال: لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِي عِيداً، وَلَا بُيُوتَكُمْ قُبُوراً، فَإِنَّ تَسْلِيمَكُمْ يَبْلُغُنِي أَيْنَ كُنْتُمْ" رَوَاهُ فِي الْمُخْتَارَةِ.

اور کہا: ''کیا میں تجھے وہ حدیث نہ بتاؤں جو میرے باپ (حضرت حسین رضی اللہ عنہ) نے میرے دادا (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی! آپ نے فرمایا تھا: ''میری قبر کو میلہ (گاہ) نہ بنانا اور تم (نماز، دعا اور تلاوت قرآن ترک کر کے) اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنا لینا اور مجھ پر درود پڑھتے رہنا، اس لئے کہ تم جہاں بھی ہو گے، تمہارا درود مجھے پہنچ جائے گا''۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: تَفْسِيرُ آيَةِ "بَرَاءَة".

(۱) سورۂ برأت (توبہ) کی آخری دو آیتوں کی تفسیر وتوضیح ہے۔

الثَّانِيَةُ: إِبْعَادُهُ أُمَّتَهُ عَنْ هَذَا الْحِمَى غَايَةَ الْبُعْدِ.

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی امت کو حدود شرک سے بہت دور رہنے کی ہدایت اور حکم ہے۔

الثَّالِثَةُ: ذِكْرُ حِرْصِهِ عَلَيْنَا وَرَأْفَتِهِ وَرَحْمَتِهِ.

(۳) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم (یعنی اپنی امت) پر نہایت شفیق ومہربان اور ہماری رشد وہدایت پر انتہائی حریص تھے۔

الرَّابِعَةُ: نَهْيُهُ عَنْ زِيَارَةِ قَبْرِهِ عَلَى وَجْهٍ مَخْصُوصٍ، مَعَ أَنَّ زِيَارَتَهُ مِنْ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ.

(۴) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخصوص انداز میں اپنی قبر کی زیارت سے منع فرمایا ہے، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت (شرعی حدود وقیود میں رہ کر کی جائے تو یہ) انتہائی فضیلت والے اعمال میں سے ہے۔

الخَامِسَةُ: نَهْيُهُ عَنِ الْإِكْثَارِ مِنَ الزِّيَارَةِ.

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار زیارت قبر کے لئے جانے سے منع فرمایا ہے۔

السَّادِسَةُ: حَثُّهُ عَلَى النَّافِلَةِ فِي الْبَيْتِ.

(۶) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفلی نماز گھر میں بجالانے کی ترغیب دی ہے۔

السَّابِعَةُ: أَنَّهُ مُتَقَرِّرٌ عِنْدَهُمْ أَنَّهُ لَا يُصَلَّى فِي الْمَقْبَرَةِ.

(۷) صحابہ کرام کے ہاں یہ بات مسلم اور معروف تھی کہ قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔

الثَّامِنَةُ: تَعْلِيلُ ذَلِكَ بِأَنَّ

(۸) صلوٰۃ وسلام کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صَلَاةَ الرَّجُلِ وَسَلَامَهُ عَلَيْهِ يَبْلُغُهُ وَإِنْ بَعُدَ، فَلَا حَاجَةَ إِلَى مَا يَتَوَهَّمُهُ مَنْ أَرَادَ الْقُرْبَ.	نے یہ وجہ بیان فرمائی کہ آدمی کا درود وسلام مجھے پہنچ جاتا ہے۔خواہ وہ دور ہی ہو، لہٰذا اس غرض سے قریب آنے کی ضرورت نہیں۔
التَّاسِعَةُ: كَوْنُهُ ﷺ فِي الْبَرْزَخِ تُعْرَضُ أَعْمَالُ أُمَّتِهِ فِي الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْهِ.	(۹) اس میں یہ بھی بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ برزخ میں ہیں اور امت کے اعمال میں سے درود وسلام آپ پر پیش کئے جاتے ہیں۔

باب:۲۳

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ بَعْضَ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَعْبُدُ الْأَوْثَانَ

باب:۲۳

امت محمدی کے بعض افراد کا بت پرستی میں مبتلا ہونا

وَقَوْلُهُ تعالى:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ نَصِيبًا مِّنَ ٱلْكِتَٰبِ يُؤْمِنُونَ بِٱلْجِبْتِ وَٱلطَّٰغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا۟ هَٰٓؤُلَآءِ أَهْدَىٰ مِنَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ سَبِيلًا﴾ [النساء:۵۱]

ارشاد الٰہی ہے:

''کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا، وہ بتوں اور شیطان کو مانتے ہیں اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ لوگ ایمان لانے والوں سے زیادہ صحیح راستے پر ہیں''۔

وَقولُهُ تَعَالَى:

﴿قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِندَ ٱللَّهِ ۚ مَن لَّعَنَهُ ٱللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ ٱلْقِرَدَةَ وَٱلْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ ٱلطَّٰغُوتَ﴾ [المائدة:۶۰]

نیز ارشاد ہے:

''(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) آپ ان سے کہہ دیں، کیا میں تمہیں ان لوگوں کی نشاندہی کردوں جن کا انجام اللہ تعالیٰ کے ہاں فاسقوں کے انجام سے بھی بدتر ہے؟ وہ ایسے ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور غضب ناک ہوا اور (جن کو) ان میں سے بندر اور سور بنادیا اور جنہوں نے طاغوت کی بندگی کی''۔

وَقولُهُ:

﴿قَالَ ٱلَّذِينَ غَلَبُوا۟ عَلَىٰٓ

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''جو لوگ ان کے معاملات پر غالب تھے،

أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ﴾ [الكهف:٢١]

انہوں نے کہا: ہم تو ان (کی غار) پر ضرور مسجد (عبادت گاہ) بنائیں گے"۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وآله وسلم قال: "لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَذْوَ الْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ، حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمُوهُ، قالوا: يا رَسُولَ اللَّهِ! الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى؟ قال: فَمَنْ؟!" أَخْرَجَاهُ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم پہلی امتوں کی پیروی کرتے ہوئے اس طرح ان کے برابر ہو جاؤ گے جیسے تیر تیر کے برابر ہوتا ہے، یہاں تک کہ اگر وہ ضب (سانڈے) کے بل میں گھسے ہوں تو تم بھی جا گھسو گے"۔ صحابہ کرام نے کہا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد یہود ونصاریٰ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اور کون؟"۔

وَلِمُسْلِمٍ: عَنْ ثَوْبَانَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وآله وسلم قال:

اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا، وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ -الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ-. وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ بِعَامَّةٍ، وَأَنْ لَا

"اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین اس حد تک سمیٹ دی کہ میں نے اس کے مشرق ومغرب دیکھ لئے اور میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی، جہاں تک مجھے زمین سمیٹ کر دکھائی گئی، اور مجھے دو خزانے ایک سرخ اور دوسرا سفید عطا کئے گئے، اور میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لئے یہ دعا کی کہ وہ عام قحط سالی سے اسے ہلاک نہ کرے۔ اور ان

يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوّاً مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ.

پر کوئی ایسا بیرونی دشمن مسلط نہ کرے جو انہیں تباہ کر کے رکھ دے۔

وَإِنَّ رَبِّي قال: يا مُحَمَّدُ! إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ وَإِنِّي أَعْطَيْتُكَ لِأُمَّتِكَ أَلَّا أُهْلِكَهُمْ بِسَنَةٍ بِعَامَّةٍ وَأَلَّا أُسَلِّطَ عَلَيْهِم عَدُوّاً مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ، وَلَوْ اجْتَمَعَ عَلَيْهِم مَنْ بِأَقْطَارِهَا حَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكَ بَعْضاً وَيَسْبِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا".

اور میرے رب نے فرمایا: ''اے محمد (ﷺ!) میں جب کوئی فیصلہ کر دیتا ہوں تو اسے ٹالا نہیں جا سکتا۔ میں آپ کی امت کے بارے میں آپ کی یہ دعا قبول کرتا ہوں کہ میں انہیں عام قحط سالی سے ہلاک نہیں کروں گا، اوران پر کوئی ایسا بیرونی دشمن بھی مسلط نہیں کروں گا جو انہیں تباہ کر کے رکھ دے، اگرچہ سارے دشمن ان کے خلاف متحد اور مجتمع کیوں نہ ہو جائیں۔ البتہ وہ خود آپس میں ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور قیدی بھی بنائیں گے''۔

وَرَوَاهُ الْبَرْقَانِيُّ فِي "صَحِيحِه"، وَزَادَ: وَإِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّينَ، وَإِذَا وَقَعَ عَلَيْهِمُ السَّيْفَ لَمْ يُرْفَعْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَلْحَقَ حَيٌّ مِنْ أُمَّتِي

اور اسے حافظ برقانی نے بھی اپنی کتاب (الصحیح) میں روایت کیا ہے اور مندرجہ ذیل الفاظ کا اضافہ کیا ہے: ''مجھے اپنی امت کے بارے میں صرف گمراہ پیشواؤں کا خدشہ ہے اور جب ان میں ایک دفعہ تلوار چل پڑی تو قیامت تک بند نہیں ہوگی۔ اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ میری امت کی ایک جماعت مشرکین سے نہ جا ملے اور میری

بِالْمُشْرِكِينَ، وَحَتَّى تَعْبُدَ فِئَامٌ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ. وَأَنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، لَا نَبِيَّ بَعْدِي. وَلَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ مَنْصُورَةً، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتعالى".

امت کے بہت سے گروہ بت پرستی نہ کرنے لگیں اور میری امت میں تیس دجال ہوں گے، وہ سب کے سب نبوت کا دعویٰ کریں گے، حالانکہ میں خاتم الانبیاء (آخری نبی) ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ (قیامت تک) حق پر رہے گا اوران کی (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مدد کی جائے گی اور انہیں چھوڑ جانے والے ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے، یہاں تک کہ اللہ کا حکم (یعنی قیامت) آجائے‘‘۔

فِيهِ مَسَائِلُ: | مسائل:

الأُولَى: تَفْسِيرُ آيَةِ "النِّسَاءِ".
(۱) سورۂ نساء کی آیت (جس میں اہل کتاب کے بتوں اور شیطان کی پوجا کرنے کا ذکر ہے) کی تفسیر۔

الثَّانِيَةُ: تَفْسِيرُ آيَةِ "الْمَائِدَةِ".
(۲) سورۂ مائدہ کی آیت (جس میں فاسقوں سے بدتر لوگوں کا ذکر ہے) کی تفسیر۔

الثَّالِثَةُ: تَفْسِيرُ آيَةِ "الْكَهْفِ".
(۳) سورۂ کہف کی آیت (جس میں اصحاب کہف کے غار پر مسجد بنانے کا ذکر ہے) کی تفسیر۔

الرَّابِعَةُ -وَهِيَ أَهَمُّهَا-: مَا مَعْنَى الْإِيمَانِ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ؟ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ هَلْ هُوَ اِعْتِقَادُ قَلْبٍ؟ أَوْ هُوَ مُوَافَقَةُ أَصْحَابِهَا مَعَ بَغْضِهَا وَمَعْرِفَةُ بُطْلَانِهَا؟
(۴) سب سے اہم بات جِبت (بت) اور طاغوت (شیطان) پر ایمان لانے کے معنی ومفہوم کا بیان ہے کہ کیا اس سے مراد قلبی اعتقاد ہے؟ یا ان سے نفرت اور ان کے بطلان کا اعتقاد رکھتے ہوئے بظاہر ان کی موافقت؟

الخَامِسَةُ: قَوْلُهُمْ إِنَّ الْكُفَّارِ الَّذِينَ يَعْرِفُونَ كُفْرَهُمْ أَهْدَى سَبِيلاً مِنَ الْمُؤْمِنِينَ.
(۵) اس سے یہود کی یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اپنے کفر سے واقف کفار اہل ایمان سے زیادہ صحیح راستے پر ہیں۔

السَّادِسَةُ: -وَهِيَ الْمَقْصُودَةُ بِالتَّرْجَمَةِ-: أَنَّ هَذَا لَا بُدَّ أَنْ يُوجَدَ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ كَمَا
(٦) ایک اہم مسئلہ جو اس باب کا مقصود وعنوان ہے، یہ ہے کہ اہل حق کی ایک جماعت ہر زمانے میں موجود رہے گی، جیسا کہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی

تَقَرَّرَ فِي حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ.

روایت میں اس کا بیان موجود ہے۔

السَّابِعَةُ: تَصْرِيحُهُ بِوُقُوعِهَا -أَعْنِي عِبَادَةَ الْأَوْثَانِ- فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ فِي جُمُوعٍ كَثِيرَةٍ.

(۷) اس امت کے بہت سے گروہ بت پرستی میں مبتلا ہوں گے۔

الثَّامِنَةُ: اَلْعَجَبُ الْعُجَابُ: خُرُوجُ مَنْ يَدَّعِي النُّبُوَّةَ، مِثْلُ الْمُخْتَارِ مَعَ تَكَلُّمِهِ بِالشَّهَادَتَيْنِ، وَتَصْرِيحِهِ بِأَنَّهُ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ، وَأَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ، وَأَنَّ اَلْقُرْآنَ حَقٌّ، وَفِيهِ أَنَّ مُحَمَّدًا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ.

(۸) تعجب تو اس بات پر ہے کہ مختار ثقفی جیسا شخص نبوت کا دعویٰ کرنے لگا، حالانکہ وہ توحید ورسالت کا اعتراف اور اس امت کے فرد ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور یہ بھی مانتا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برحق اور قرآن مجید سچی کتاب ہے اور اس قرآن میں یہ بھی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں۔

وَمَعَ هَذَا يَصْدُقُ فِي هَذَا كُلِّهِ مَعَ التَّضَادِّ الْوَاضِحِ، وَقَدْ خَرَجَ الْمُخْتَارُ فِي آخِرِ عَصْرِ الصَّحَابَةِ، وَتَبِعَهُ فِئَامٌ كَثِيرَةٌ.

اس کی باتوں میں اس قدر واضح تضاد کے باوجود لوگ اس کی تصدیق کرتے رہے، صحابہ کے آخری دور میں ظاہر ہوا اور بہت سے گروہوں نے اس کی پیروی کی۔

التَّاسِعَةُ: اَلْبِشَارَةُ بِأَنَّ الْحَقَّ لَا يَزُولُ بِالْكُلِّيَّةِ كَمَا زَالَ فِيمَا مَضَى، بَلْ لَا تَزَالُ عَلَيْهِ طَائِفَةٌ.

(۹) یہ بشارت بھی ہے کہ امت محمدیہ کلی طور پر ختم نہیں ہوگی، جیسا کہ سابقہ زمانوں میں ہوتا رہا ہے، بلکہ ایک جماعت قیامت تک حق پر رہے گی۔

العَاشِرَةُ: اَلْآيَةُ الْعُظْمَى؛ أَنَّهُمْ مَعَ قِلَّتِهِمْ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ.

(۱۰) اہل حق کی ایک بڑی نشانی یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کو چھوڑ جانے اور ان کی مخالفت کرنے والے ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔

الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ: أَنَّ ذَلِكَ إِلَى أَشْرَاطِ السَّاعَةِ.

(۱۱) اہل حق کا وجود قیامت تک رہے گا۔

الثَّانِيَةَ عَشْرَةَ: مَا فِيهِ مِنَ الْآيَاتِ الْعَظِيمَةِ، مِنْهَا:

(۱۲) مذکورہ بالا حدیث میں مندرجہ ذیل عظیم نشانیاں ہیں: ●

إِخْبَارُهُ بِأَنَّ اللَّهَ زَوَى لَهُ الْمَشَارِقَ وَالْمَغَارِبَ، وَأَخْبَرَ بِمَعْنَى ذَلِكَ، فَوَقَعَ كَمَا أَخْبَرَ، بِخِلَافِ الْجَنُوبِ وَالشَّمَالِ. وَإِخْبَارُهُ بِأَنَّهُ أُعْطِيَ الْكَنْزَيْنِ.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے زمین کے مشارق ومغارب سمیٹ دیئے اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ حرف بحرف صحیح ثابت ہوا۔ بخلاف شمال وجنوب کے۔ (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر ہی نہیں فرمایا)۔

وَإِخْبَارُهُ بِإِجَابَةِ دَعْوَتِهِ لِأُمَّتِهِ فِي الِاثْنَتَيْنِ.

● آپ کا یہ خبر دینا کہ امت کے بارے میں آپ کی پہلی دو دعائیں قبول ہوگئی ہیں۔

وَإِخْبَارُهُ بِأَنَّهُ مَنَعَ الثَّالِثَةَ.

● اور یہ فرمانا کہ آپ کی تیسری دعا قبول نہیں ہوئی۔

وَإِخْبَارُهُ بِوُقُوعِ السَّيْفِ،

● آپ کا یہ خبر دینا کہ میری امت میں اگر تلوار

وَأَنَّهُ لَا يُرْفَعُ إِذْ وَقَعَ.

چل نکلی تو قیامت تک نہ رکے گی۔

وَإِخْبَارُهُ بِإِهْلَاكِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا، وَسَبْيِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا.

● آپ کا یہ خبر دینا کہ یہ امت آپس میں ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور قیدی بھی بنائیں گے۔

وَخَوْفِهِ عَلَى أُمَّتِهِ مِنَ الْأَئِمَّةِ الْمُضِلِّينَ.

● آپ ﷺ کا اپنی امت کے بارے میں گمراہ پیشواؤں سے ڈرنا۔

وَإِخْبَاره بِظُهُورِ الْمُتَنَبِّئِينَ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ.

● آپ کا یہ خبر دینا کہ اس امت میں نبوت کے دعویدار جھوٹے نبی پیدا ہوں گے۔

وَإِخْبَارُهُ بِبَقَاءِ الطَّائِفَةِ الْمَنْصُورَةِ، وَكُلُّ هَذَا وَقَعِ، كَمَا أَخْبَرَ، مَعَ أَنَّ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهَا مِنْ أَبْعَدِ مَا يَكُونُ فِي الْعُقُولِ.

● آپ کا قیامت تک طائفہ منصورہ کے موجود رہنے کی خبر دینا اور یہ تمام امور حرف بحرف آپ کی پیشین گوئی کے مطابق پورے ہوئے، حالانکہ عقلی طور پر ان تمام امور کا وقوع پذیر ہونا بہت مشکل اور بعید ہے۔

الثَّالِثَةَ عَشْرَةَ: حَصْرُهُ الْخَوْفَ عَلَى أُمَّتِهِ مِنَ الْأَئِمَّةِ الْمُضِلِّينَ.

(۱۳) نبی اکرم ﷺ نے امت کے صرف گمراہ پیشواؤں سے خطرہ محسوس کیا۔

الرَّابِعَةَ عَشْرَةَ: التَّنْبِيهُ عَلَى مَعْنَى عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ.

(۱۴) آپ ﷺ نے عبادت اوثان (بت پرستی) کے معنی ومفہوم کی وضاحت فرمائی ہے۔

باب:۲۴ | باب:۲۴

بَابُ مَا جَاءَ فِي السِّحْرِ

جادو کا بیان

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى:

ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَلَقَدْ عَلِمُوا۟ لَمَنِ ٱشْتَرَىٰهُ مَا لَهُۥ فِى ٱلْءَاخِرَةِ مِنْ خَلَٰقٍ﴾ [البقرة:۱۰۲]

''اور وہ خوب جانتے تھے کہ اسے حاصل کرنے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے''۔

وَقَوْلُهُ:

نیز ارشاد ہے:

﴿يُؤْمِنُونَ بِٱلْجِبْتِ وَٱلطَّٰغُوتِ﴾ [النساء:۵۱]

''وہ بتوں اور شیطانوں کو مانتے ہیں''۔

قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"الْجِبْتُ": السِّحْرُ، وَالطَّاغُوتُ: الشَّيْطَانُ".

''جبت جادو اور طاغوت شیطان ہے''۔

وَقَال جَابِرٌ: الطَّوَاغِيتُ: كُهَّانٌ، كَانَ يَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فِي كُلِّ حَيٍّ وَاحِدٌ".

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''طاغوت وہ کاہن ہیں جن پر شیطان اترتا تھا اور ہر محلے کا الگ الگ کاہن ہوتا تھا''۔

وَعَن أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُول اللَّهِ ﷺ قَال: "اجْتَنِبُوا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سات مہلک کاموں سے بچ

السَّبعَ الْمُوبِقَاتِ، قالوا: يا رَسُول اللَّه! وَمَا هُنَّ؟ قال: الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ". أَخْرَجَاهُ.

کر رہو، صحابہ نے عرض کی، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) وہ سات کام کون کون سے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ (۲) جادو کرنا۔ (۳) کسی کو ناحق قتل کر ڈالنا۔ (۴) سود خوری۔ (۵) یتیم کا مال کھانا۔ (۶) کفار سے مقابلے کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا۔ (۷) پاکدامن اور عفیف اہل ایمان عورتوں پر تہمت لگانا۔"

وَعَن جُنْدُبَ مَرْفُوعاً: "حَدُّ السَّاحِرِ: ضَرْبُهُ بِالسَّيْفِ". رَوَاهُ التِّرْمِذِيّ، وَقال: "الصَّحِيحُ: أَنَّهُ مَوْقُوفٌ".

اور حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ: "جادوگر کی سزا یہ ہے کہ اسے تلوار سے قتل کر دیا جائے"۔ (اسے ترمذی نے ذکر کیا ہے اور ساتھ یہ کہا ہے کہ درست بات اس کا موقوف ہونا ہے)

وفي "صَحِيحِ الْبُخَارِيّ" عَنْ بَجَالَةَ بنِ عَبَدَةَ؛ قال: "كَتَبَ عُمَرُ بنُ الخَطَّابِ رضی اللہ عنہ: أَنِ اقْتُلُوا كُلَّ سَاحِرٍ وَسَاحِرَةٍ. قال: فَقَتَلْنَا ثَلَاثَ سَوَاحِرَ".

اور بجالہ بن عبدہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ ہر جادوگر مرد اور عورت کو قتل کر دو، تو ہم نے تین جادوگرنیوں کو قتل کیا"۔ (صحیح بخاری)

وَصَحَّ عَنْ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا:

اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے کہ: "انہوں

"أَنَّهَا أَمَرَتْ بِقَتْلِ جَارِيَةٍ لَهَا سَحَرَتْهَا؛ فَقُتِلَتْ".

نے اپنی لونڈی کو قتل کرنے کا حکم دیا جس نے ان پر جادو کر دیا تھا، چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا''۔اسی طرح

وكذَلِكَ: صَحَّ عَنْ جُنْدُبَ رضی اللہ عنہ.

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی ایک واقعہ منقول ہے۔

قَالَ أَحْمَدُ: "عَنْ ثَلَاثَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ".

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جادوگروں کو قتل کرنا تین صحابہ سے ثابت ہے۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

الأُولَى: تَفْسِيرُ آيَةِ الْبَقَرَةِ.

الثَّانِيَةُ: تَفْسِيرُ آيَةِ النِّسَاءِ.

الثَّالِثَةُ: تَفْسِيرُ الْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا.

الرَّابِعَةُ: أَنَّ الطَّاغُوتَ قَدْ يَكُونُ مِنَ الْجِنِّ وَقَدْ يَكُونُ مِنَ الْإِنْسِ.

الْخَامِسَةُ: مَعْرِفَةُ السَّبْعِ الْمُوبِقَاتِ الْمَخْصُوصَاتِ بِالنَّهْيِ.

السَّادِسَةُ: أَنَّ السَّاحِرَ يَكْفُرُ.

السَّابِعَةُ: أَنَّهُ يُقْتَلُ وَلَا يُسْتَتَابُ.

الثَّامِنَةُ: وُجُودُ هَذَا فِي الْمُسْلِمِينَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ، فَكَيْفَ بَعْدَهُ؟!.

مسائل:

(۱) سورہ بقرہ کی آیت کی تفسیر۔ (جس میں جادو حاصل کرنے والے کا انجام بیان کیا گیا ہے)۔

(۲) سورۂ نساء کی آیت کی تفسیر۔ (جس میں جادوگروں کا بتوں اور شیطانوں کو ماننے کا تذکرہ ہے)۔

(۳) جِبت اور طاغوت کا معنی اور ان کے مابین فرق۔

(۴) یہ بھی ثابت ہوا کہ طاغوت جن بھی ہوتے ہیں اور انسان بھی۔

(۵) اس سے ان سات کاموں کا بھی پتہ چلا جو انتہائی مہلک اور خاص طور پر ممنوع ہیں۔

(۶) جادوگر کافر ہے۔

(۷) جادوگر کو توبہ کرائے بغیر قتل کر دیا جائے۔

(۸) جادوگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی موجود تھے، تو اس کے بعد کے دور کا کیا حال ہوگا؟

باب:۲۵

بَابُ بَيَانِ شَيْءٍ مِنْ أَنْوَاعِ السِّحْرِ

باب:۲۵

جادو کی چند اقسام

قَالَ أَحْمَدُ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنا عَوْفُ، عَنْ حَيَّانَ بنِ العَلَّاءِ، حَدَّثَنا قَطَنُ بنُ قَبِيصَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: "إِنَّ الْعِيَافَةَ، وَالطَّرْقَ، وَالطِّيَرَةَ؛ مِنَ الْجِبْتِ".

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، محمد بن جعفر سے روایت کرتے ہیں، وہ عوف سے، وہ حیان بن علاء سے، وہ قطن بن قبیصہ سے اور وہ اپنے باپ قبیصہ سے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''پرندوں کو اڑا کر فال لینا، زمین پر خطوط کھینچنا (علم رمل) اور کسی چیز کو دیکھ کر بدفالی اور بدشگونی لینا، یہ سب جادو کی اقسام ہیں''۔

قال عَوْفُ: "الْعِيَافَةَ" زَجْرُ الطَّيْرِ، وَ"الطَّرْقُ": الْخَطُّ يُخَطُّ بِالْأَرْضِ، وَ"الْجِبْتُ": قال الْحَسَنُ: رَنَّةُ الشَّيْطَانُ. إِسْنَادٌ جَيِّدٌ.

عوف کہتے ہیں: (العیافۃ: پرندوں کو اڑا کر فال بدلینا اور الطرق: سے مراد زمین پر خطوط کھینچنا ہے۔ یہ علم آج کل علم رمل کہلاتا ہے۔ حسن بصری کہتے ہیں: شیطانی چیخ و پکار اور آہ و بکا ''الجبت'' ہے۔

وَلِأَبِي دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيِّ، وَابْنِ حِبَّانَ فِي صَحِيحِه: الْمُسْنَدِ مِنْهُ.

ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اس کا صرف مرفوع حصہ روایت کیا ہے۔ ('قال عوف' سے آگے کی عبارت انہوں نے روایت نہیں کی یہ صرف مسند احمد میں ہے)

وَعَن ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "مَنْ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ النُّجُومِ؛ فَقَدْ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ، زَادَ مَا زَادَ". رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے علم نجوم کا کچھ حصہ سیکھا، اس نے اسی قدر جادو سیکھا، جتنا زیادہ سیکھتا جائے' اتنا ہی زیادہ اس کی وجہ سے گناہ میں اضافہ ہوتا جائے۔

وَلِلنَّسَائِيِّ: مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: "مَنْ عَقَدَ عُقْدَةً ثُمَّ نَفَثَ فِيهَا فَقَدْ سَحَرَ، وَمَنْ سَحَرَ فَقَدْ أَشْرَكَ، وَمنْ تَعَلَّقَ شَيْئاً وُكِلَ إِلَيْهِ".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''جس شخص نے گرہ باندھ کر اس پر پھونک ماری' تحقیق اس نے جادو کیا۔ اور جو جادو کرے' وہ شرک کا مرتکب ہوا۔ اور جو شخص (اپنے بازو، گلے، ہاتھ وغیرہ پر) کوئی چیز (باندھے) یا لٹکائے' اسے اسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے''۔

وَعَن ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُول اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: "أَلَا هَلْ أُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ؟ هِيَ النَّمِيمَةُ -القالةُ بَيْنَ النَّاسِ-" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں العضہ کے متعلق بتاؤں کہ وہ کیا ہے؟ (پھر خود ہی فرمایا:) وہ چغلی ہے، جس سے لوگوں میں فتنہ اور لڑائی ہو جائے''۔

وَلَهُمَا: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُول اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: "إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْراً".

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''بعض بیان میں بھی جادو (کا سا اثر) ہوتا ہے''۔

فِيهِ مَسَائِلُ:	مسائل:
الْأُولَى: أَنَّ الْعِيَافَةَ وَالطَّرْقَ وَالطِّيَرَةَ مِنَ الْجِبْتِ.	(۱) عیافہ، طرق اور طیرہ سب جادو ہی کی اقسام ہیں۔
الثَّانِيَةُ: تَفْسِيرُ الْعِيَافَةِ وَالطَّرْقِ.	(۲) ان تینوں کی مکمل وضاحت اور تفصیل بھی سامنے آتی ہے۔
الثَّالِثَةُ: أَنَّ عِلْمَ النُّجُومِ نَوْعٌ مِنَ السِّحْرِ.	(۳) علم نجوم جادو ہی کی ایک قسم ہے۔
الرَّابِعَةُ: الْعُقَدُ مَعَ النَّفْثِ مِنْ ذَلِكَ.	(۴) گرہ لگانا اور پھونک مارنا بھی جادو ہی ہے۔
الْخَامِسَةُ: أَنَّ النَّمِيمَةَ مِنْ ذَلِكَ.	(۵) چغلی کرنا بھی جادو کی ایک شکل ہے۔
السَّادِسَةُ: أَنَّ مِنْ ذَلِكَ بَعْضَ الْفَصَاحَةِ.	(۶) بعض لوگوں کا فصیح وبلیغ کلام بھی بعض اوقات جادو کا اثر رکھتا ہے۔

باب:۲٦

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكُهَّانِ وَنَحْوِهِمْ

باب:۲٦

نجومی اور غیب دانی کے دعویدار

رَوَى مُسْلِمُ فِي "صَحِيحِه":

عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: "مَنْ أَتَى عَرَّافاً فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ، فَصَدَّقَهُ؛ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ يَوْمًا".

بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی کاہن و نجومی کے پاس جا کر کچھ دریافت کیا اور پھر اس کی کہی ہوئی کسی بات کی تصدیق کی تو چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی''۔

وَعَن أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُول اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: "مَنْ أَتَى كَاهِناً فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ؛ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی نجومی کے پاس جائے اور اس کی باتوں کی تصدیق کرے تو اس نے اس دین کے ساتھ کفر کیا جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اتار گیا''۔

وَلِلْأَرْبَعَةِ، وَالْحَاكِمِ -وَقال: "صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِهِمَا"-:

عَنْ النّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "مَنْ أَتَى عَرَّافاً أَوْ كَاهِناً فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ؛ فَقَدْ كَفَرَ بمَا أُنْزِلَ

ایک اور جگہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی نجومی یا کاہن کے پاس جا کر اس کی کہی ہوئی بات کی تصدیق کی، اس نے اس دین کے ساتھ کفر کیا' جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتارا گیا''۔

عَلَى مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم".

(ائمہ اربعہ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) نے اسے ذکر کیا ہے اور امام حاکم نے اپنی مستدرک میں اسے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے)

وَلِأَبِي يَعْلَى -بِسَنَدٍ جَيِّدٍ- عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه مِثْلُهُ: مَوْقُوفاً.

اور مسند ابی یعلی میں عمدہ سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود سے یہی روایت موقوف مروی ہے۔

وَعَن عِمْرَانَ بنِ حُصَينٍ رضي الله عنه مَرْفُوعاً: "لَيْسَ مِنّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطِيِّرَ لَهُ، أَوْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ، أَوْ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهُ، وَمَنْ أَتَى كَاهِناً فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ؛ فَقَدْ كَفَرَ بمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم".

اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو فال نکالے یا نکلوائے، کہانت کرے یا کرائے، جادو کرے یا کرائے۔ اور جو شخص کسی کاہن کے پاس جا کر اس کی کہی ہوئی باتوں کی تصدیق کرے؛ تو اس نے اس دین کا انکار کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا گیا''۔

رَوَاهُ الْبَزَّارُ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ.

(اس کو بزار نے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے)۔

وَرَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما: دُونَ قَوْلِهِ: "وَمَنْ أَتَى.." إِلى آخِرِهِ.

اور یہی حدیث امام طبرانی نے ''المعجم الاوسط'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، تاہم اس میں ''مَنْ أَتَى ..'' سے آخر تک کے الفاظ نہیں ہیں۔

قال: الْبَغَوِيُّ: "الْعَرَّافُ الَّذِي يَدَّعِي مَعْرِفَةَ الْأُمُورِ

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ: ''(العراف) وہ ہے جو چند باتوں سے معاملات کے علم کا دعویٰ کرے

بِمُقَدِّمَاتٍ يَسْتَدِلُّ بِهَا عَلَى الْمَسْرُوقِ، وَمَكَانِ الضَّالَّةِ وَنَحْوِ ذَلِكَ".

اوران کی روشنی میں چوری شدہ یا گمشدہ چیز کی جگہ کی نشاندہی کرے وغیرہ''۔

وَقِيلَ: هُوَ الْكَاهِنُ. وَالْكَاهِنُ: هُوَ الَّذِي يُخْبِرُ عَنِ الْمُغَيَّبَاتِ فِي الْمُسْتَقْبَلِ.

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ عراف کاہن ہے اور کاہن وہ ہے جو مستقبل میں ہونے والے امور کے متعلق خبر دیتا ہے۔

وَقِيلَ هُوَ الَّذِي يُخْبِرُ عَمَّا فِي الضَّمِيرِ.

بعض کہتے ہیں کہ کاہن وہ ہے جو دل کی بات بتائے۔

وَقال أَبُو الْعَبَّاسِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ: الْعَرَّافُ: اسْمٌ لِلْكَاهِنِ، وَالْمُنَجِّمِ، وَالرَّمَّالِ، وَنَحْوِهِمْ، مِمَّنْ يَتَكَلَّمُ فِي مَعْرِفَةِ الْأُمُورِ بِهَذِهِ الطُّرُقِ.

شیخ الاسلام ابوالعباس ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عراف ایک جامع لفظ ہے جس کا اطلاق کاہن، نجومی، رمال اور اس قسم کے تمام لوگوں پر ہوتا ہے جو ان طریقوں سے بعض امور و واقعات کی اطلاع دے۔

وقال: ابْنُ عَبَّاسٍ فِي قَوْمٍ يَكْتُبُونَ "أَبَا جَادٍ"، وَيَنْظُرُونَ فِي النُّجُومِ: "مَا أَرَى مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ خَلَاقٍ".

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''جو لوگ ابجد لکھ کر حساب کرتے ہیں اور نجوم (ستاروں) سے رہنمائی لیتے ہیں، میرے نزدیک ایسا کرنے والوں کے لئے اللہ کے ہاں آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے''۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: أَنَّهُ لَا يَجْتَمِعُ تَصْدِيقُ الْكَاهِنِ مَعَ الْإِيمَانِ بِالْقُرْآنِ.

(۱) قرآن پر ایمان لانا اور کاہن کی بات کی تصدیق کرنا، یہ دونوں باتیں ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں۔

الثَّانِيَةُ: التَّصْرِيحُ بِأَنَّهُ كُفْرٌ.

(۲) اس میں یہ وضاحت وصراحت بھی ہے کہ کاہن کی تصدیق کرنا کفر ہے۔

الثَّالِثَةُ: ذِكْرُ مَنْ تُكُهِّنَ لَهُ.

(۳) کہانت کرانے والے کا تذکرہ موجود ہے۔

الرَّابِعَةُ: ذِكْرُ مَنْ تُطُيِّرَ لَهُ.

(۴) فال نکلوانے والے کا ذکر وارد ہے۔

الخَامِسَةُ: ذِكْرُ مَنْ سُحِرَ لَهُ.

(۵) جادو کرانے والے کا ذکر ہے۔

السَّادِسَةُ: ذِكْرُ مَنْ تَعَلَّمَ أَبَا جَادٍ.

(٦) اور حروف ابجد لکھ کر حساب کرنے والے کا تذکرہ موجود ہے۔

(ان سب کا ذکر اس لئے ہے کہ یہ لوگ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں)۔

السَّابِعَةُ: ذِكْرُ الْفَرْقِ بَيْنَ الْكَاهِنِ وَالْعَرَّافِ.

(۷) اس میں کاہن اور عراف کے مابین فرق کی وضاحت بھی ہے۔

باب:۲۷

بَابُ مَا جَاءَ فِي النُّشْرَةِ

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ: "أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سُئِلَ عَنْ النَّشْرَةِ؟ فقال: هِيَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ". رَوَاهُ أَحْمَدُ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ، وَأَبُو دَاوُدَ.

وَقال: "سُئِلَ أَحْمَدُ عَنْهَا؟ فقال: ابْنُ مَسْعُودٍ يَكْرَهُ هَذَا كُلَّهُ".

وَفِي "الْبُخَارِيِّ": عَنْ قَتَادَةَ: "قلت لِابْنِ الْمُسَيَّبِ: رَجُلٌ بِهِ طِبٌّ، أَوْ يُؤَخَّذُ عَنِ امْرَأَتِهِ؛ أَيُحَلُّ عَنْهُ أَوْ يُنَشَّرُ؟ قال: لَا بَأْسَ بِهِ؛ إِنَّمَا يُرِيدُونَ بِهِ الْإِصْلَاحَ، فَأَمَّا مَا يَنْفَعُ؛ فَلَمْ يُنْهَ عَنْهُ" انْتَهى.

باب:۲۷

جادوٹونے کے ذریعے جادو کے علاج کی ممانعت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نشرہ (یعنی جادو کے ذریعے جادو کے علاج) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ شیطانی عمل ہے''۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''امام احمد رحمہ اللہ سے نشرہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان سب کاموں کو ناپسند سمجھتے تھے''۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے پوچھا اگر کسی پر جادو ہو یا کوئی ایسا ٹونہ جس کے سبب وہ اپنی بیوی کے قریب نہ آ سکتا ہو تو کیا اس کا دفیعہ کرنا، یا اس کو باطل کرنے کے لئے نشرہ یعنی منتر استعمال کرنا درست ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ''اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس سے جادو کرنے والوں کا مقصد اصلاح ہی ہے، نفع منداور

مفید شئے کے استعمال کی ممانعت نہیں''۔

وَرُوِیَ عَنِ الْحَسَنِ: "لَا يَحِلُّ السِّحْرَ إِلَّا سَاحِرٌ".

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ: ''جادو کو جادوگر ہی اتار سکتا ہے''۔

قالَ ابْنُ الْقَيِّمِ:

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"النُّشْرَةُ: حَلُّ السِّحْرِ عَنِ الْمَسْحُورِ، وَهِيَ نَوْعَانِ:

''سحر زدہ سے جادو کو دور کرنا نشرہ کہلاتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

حَلٌّ بِسِحْرٍ مِثْلِهِ، وَهُوَ الَّذِي مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ، وَعَلَيْهِ يُحْمَلُ قَوْلُ الْحَسَنِ- فَيَتَقَرَّبُ النَّاشِرُ وَالْمُنْتَشِرُ إِلَى الشَّيْطَانِ بِمَا يُحِبُّ، وَيُبْطِلُ عَمَلَهُ عَنِ الْمَسْحُورِ-.

(۱) یہ کہ جادو کو جادو ہی سے دور کیا جائے۔ یہ شیطانی عمل ہے اور ناجائز ہے، اس صورت میں جادو دور کرنے والا اور جس پر جادو ہوا ہو، دونوں شیطان کا قرب حاصل کرنے کے لئے اس کے پسندیدہ کام کرتے ہیں اور ایسے اعمال بجالاتے ہیں کہ شیطان خوش ہو کر سحر زدہ سے اپنا اثر ہٹالیتا ہے۔ حسن بصری کا قول اسی صورت پر محمول کیا جائے گا۔

وَالثَّانِي: النُّشْرَةُ بِالرُّقْيَةِ، وَالتَّعَوُّذَاتِ، وَالدَّعَوَاتِ وَالْأَدْوِيَةِ الْمُبَاحَةِ، فَهَذَا جَائِزٌ."

(۲) دوسری قسم یہ ہے کہ دم، تعوذ، ادویات اور جائز ومباح ادعیہ کے ساتھ جادو کا علاج کیا جائے، یہ جائز ہے۔

فِيهِ مَسَائِلُ:	مسائل:
الأُولَى: النَّهْيُ عَنِ النُّشْرَةِ.	(۱) جادو کا علاج جادو سے کرنے کی ممانعت ہے۔
الثَّانِيَةُ: الْفَرْقُ بَيْنَ الْمَنْهِيِّ عَنْهُ وَالْمُرَخَّصِ فِيهِ مِمَّا يُزِيلُ الْإِشْكَالَ.	(۲) حرام اور جائز علاج میں ایسا فرق اور وضاحت ہے جس سے اشکال اور شبہات دور ہوجاتے ہیں۔

باب:۲۸

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّطَيُّرِ

باب:۲۸

بدفالی اور بدشگونی

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿أَلَآ إِنَّمَا طَـٰٓئِرُهُمْ عِندَ ٱللَّهِ وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [الاعراف:۱۳۱]

ارشاد الٰہی ہے:

''خبردار! ان کی بدشگونی (نحوست) اللہ کے ہاں (مقدر) ہے، لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے''۔

وَقَوْلُهُ:

﴿قَالُوا۟ طَـٰٓئِرُكُم مَّعَكُمْ أَئِن ذُكِّرْتُم بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ﴾ [یس:۱۹]

نیز ارشاد ربانی ہے:

''رسولوں نے کہا تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے کیا (تم یہ باتیں) اس لئے کرتے ہو کہ تمہیں نصیحت کی گئی ہے؟ بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) تم لوگ حد سے تجاوز کر چکے ہو''۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ الرَسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا عَدْوَى، وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا هَامَةَ، وَلَا صَفَرَ". أَخْرَجَاهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کوئی بیماری متعدی نہیں، بدشگونی و بدفالی کی بھی کچھ حقیقت نہیں، نہ الو (کا بولنا کوئی اثر رکھتا) ہے۔ اور نہ ماہ صفر (منحوس ہے)''۔

زَادَ مُسْلِمُ:

"وَلَا نَوْءَ، وَلَا غُوْلَ".

صحیح مسلم میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:

''نچھتر اور بھوتوں کا بھی کوئی وجود نہیں''[1]۔

① لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ستارے زمین اور اہل زمین پر اثر انداز ہوتے ہیں، اسے نچھتر کہتے ہیں۔ اسلام نے اس عقیدہ کی نفی کی ہے۔ لہٰذا ستارے کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ (مترجم)

وَلَهُمَا: عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَال: قال رسولُ اللّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ، وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ، قَالُوا: وَمَا الْفَأْلُ؟ قال: الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ".

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی بیماری متعدی نہیں، نہ بدشگونی و بدفالی کی کچھ حقیقت ہے۔ اور مجھے فال پسند ہے''۔ صحابہ نے پوچھا: فال کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عمدہ اور بہترین بات''۔

وَلِأَبِي دَاوُدَ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ: عَنْ عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: "ذُكِرَتِ الطِّيَرَةُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَحْسَنُهَا الْفَأْلُ، وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا، فَإِذَا رَأَى أَحَدَكُمْ مَا يَكْرَهُ، فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ".

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بدفالی اور بدشگونی کا تذکرہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ان سب سے بہتر تو فال ہے اور یہ کسی مسلمان کو (اس کے مقصد سے) باز نہیں رکھ سکتی۔ چنانچہ کوئی جب ناپسندیدہ چیز دیکھے تو یہ دعا کرے: ''یا اللہ تیرے سوا کوئی بھلائیاں نہیں لاسکتا اور تیرے سوا کوئی برائیوں کو دور نہیں کرسکتا۔ اور تیری توفیق کے بغیر ہمیں نہ بھلائی کی طاقت اور نہ برائی سے باز رہنے کی ہمت ہے''۔

وَعَن ابْنِ مَسْعُودٍ ﷛ مرفوعاً: "الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، وَمَا مِنَّا إِلَّا، وَلَكِنَّ اللَّهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ".

اور حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدفالی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے اور ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جسے (بتقاضائے بشریت ایسا وہم نہ ہوتا ہو) مگر اللہ تعالیٰ توکل کی وجہ سے اس کو دفع کر دیتا ہے''۔

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرمِذِيّ وَصَحَّحَهُ، وَبَيَّنَ أَنَّ آخِرَهُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ.

(اس حدیث کو امام ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے اسے صحیح کہا اور آخری جملہ کو ابن مسعود ﷛ کا قول قرار دیا ہے)۔

وَلِأَحْمَدَ: مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَمْرٍو ﷟: "مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ مِنْ حَاجَتِهِ؛ فَقَدْ أَشْرَكَ، قالوا: فَمَا كَفَّارَةُ ذَلِكَ؟ قال: أَنْ تَقُولَ اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ".

اور حضرت عبداللہ بن عمرو ﷟ سے مروی ہے کہ: ''بدفالی نے جس شخص کو اس کے کام سے روک دیا، اس نے شرک کیا، صحابہ نے کہا: اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا کفارہ یہ دعا ہے: ''یا اللہ! تیری بھلائی کے سوا کوئی بھلائی ہیں اور تیرے شگون کے سوا کوئی شگون نہیں اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں''۔

وَلَهُ: مِنْ حَدِيثِ الْفَضْلِ بنِ عَبَّاسٍ ﷟: "إِنَّمَا الطِّيَرَةُ مَا أَمْضَاكَ، أَوْ رَدَّكَ".

اور مسند احمد ہی میں حضرت فضل بن عباس ﷟ سے مروی ہے کہ: ''بدشگونی وہ ہے جو تجھے کسی کام میں لگا دے یا روک دے''۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: التَّنبِيهُ عَلَى قَوْلِهِ ﴿أَلَآ إِنَّمَا طَٰٓئِرُهُمْ عِندَ ٱللَّهِ﴾ مَعَ قَوْلِهِ ﴿طَٰٓئِرُكُم مَّعَكُمْ﴾.

(۱) اس میں آیت ﴿أَلَآ إِنَّمَا طَٰٓئِرُهُمْ عِندَ ٱللَّهِ﴾ اور ﴿قَالُوا۟ طَٰٓئِرُكُم مَّعَكُمْ﴾ کے معنی پر واضح کیا گیا ہے۔

الثَّانِيَةُ: نَفْيُ الْعَدْوَى.

(۲) اس میں امراض کے متعدی ہونے کی نفی ہے۔

الثَّالِثَةُ: نَفْيُ الطِّيَرَةِ.

(۳) بدفالی کی بھی نفی ہے۔

الرَّابِعَةُ: نَفْيُ الْهَامَةِ.

(۴) اُلّو کی آواز سے بدفالی لینے کی نفی ہے۔

الخَامِسَةُ: نَفْيُ الصَّفَرِ.

(۵) ماہ صفر کی نحوست کے عقیدہ کی نفی ہے۔

السَّادِسَةُ: أَنَّ الْفَأْلَ لَيْسَ مِنْ ذَلِكَ، بَلْ مُسْتَحَبٌّ.

(۶) نیک فال منع نہیں، بلکہ مستحب ہے۔

السَّابِعَةُ: تَفْسِيرُ الْفَأْلِ.

(۷) اس میں فال کے مفہوم کی وضاحت ہے۔

الثَّامِنَةُ: أَنَّ الْوَاقِعَ فِي الْقُلُوبِ مِنْ ذَلِكَ مَعَ كَرَاهَتِهِ لَا يَضُرُّ بَلْ يُذْهِبُهُ اللَّهُ بِالتَّوَكُّلِ.

(۸) اگر نہ چاہتے ہوئے بدفالی کے وساوس وخیالات دل میں پیدا ہوجائیں تو وہ مضر نہیں، بلکہ اللہ پر توکل اور اعتماد کی وجہ سے ختم ہوجاتے ہیں۔

التَّاسِعَةُ: ذِكْرُ مَا يَقُولُ مَنْ وَجَدَهُ.

(۹) جس شخص کے دل میں بدفالی کے وسوسے پیدا ہوجائیں، وہ ان کو دور کرنے کے لئے زیر بحث باب میں مذکور دعا پڑھے۔

الْعَاشِرَةُ: التَّصْرِيحُ بِأَنَّ

(۱۰) اس بات کی صراحت ہے کہ بدفالی

الطِّيَرَةَ شِرْكٌ. شرک ہے۔

الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ: تَفْسِيرُ الطِّيَرَةِ الْمَذْمُومَةِ. (۱۱) **مذموم بدفالی کی تفصیل مذکور ہے۔**

باب:۲۹

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّنْجِيمِ

باب:۲۹

علم نجوم کا شرعی حکم

قَالَ: البُخَارِيّ فِي "صَحِيحِه" قَالَ قَتَادَةُ: "خَلَقَ اللَّهُ هَذِهِ النُّجُومَ لِثَلَاثٍ: زِينَةً لِلسَّمَاءِ، وَرُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ، وَعَلَامَاتٍ يُهْتَدَى بِهَا، فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيهَا غَيْرَ ذَلِكَ؛ أَخْطَأَ، وَأَضَاعَ نَصِيبَهُ، وَتَكَلَّفَ مَا لَا عِلْمَ لَهُ بِهِ" انْتَهَى.

امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کو تین چیزوں (مقاصد) کے لئے بنایا ہے: ''آسمان کی زینت کے لئے، شیاطین کو مارنے اور بھگانے کے لئے، بحر و بر میں راہ معلوم کرنے کے لئے، جو شخص ان کے علاوہ کچھ اور سمجھتا ہے اس نے غلطی کی اور (ہر بھلائی سے) اپنا حصہ برباد کر لیا اور اس نے ایسے امر کا تکلف کیا، جس کا اسے کوئی علم نہیں''۔

وَكَرِهَ قَتَادَةُ: تَعَلُّمَ مَنَازِلِ الْقَمَرِ، وَلَمْ يُرَخِّصْ ابنُ عُيَيْنَةَ فِيهِ.

حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے منازلِ قمر کا علم حاصل کرنے کو مکروہ اور ناپسند گردانا اور ابن عیینہ رحمہ اللہ نے بھی اس علم کے حصول کی اجازت نہیں دی۔

ذَكَرَهُ حَرْبٌ عَنْهُمَا.

یہ دونوں روایتیں حرب نے بیان کی ہیں۔

وَرَخَّصَ فِي تَعَلُّمِ الْمَنَازِلِ: أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

امام احمد اور اسحاق نے اس (منازل قمر کے) علم کے حصول کی اجازت دی ہے۔

وَعَن أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلونَ الْجَنَّةَ: مُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَقَاطِعُ الرَّحْمِ، وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ".

رَوَاهُ أَحْمَدُ، وابْن حِبَّان فِي "صَحِيحِه".

''تین اشخاص جنت میں داخل نہیں ہو سکیں گے:

(۱) شراب نوشی کا عادی۔

(۲) قطع رحمی کرنے والا۔

(۳) اور جادو کو سچا ماننے والا''۔

فِيهِ مَسَائِلُ:	مسائل:
الْأُولَى: الْحِكْمَةُ فِي خَلْقِ النُّجُومِ.	(۱) ستاروں کی تخلیق کی حکمتیں۔
الثَّانِيَةُ: الرَّدُّ عَلَى مَنْ زَعَمَ غَيْرَ ذَلِكَ.	(۲) ان حکمتوں کے علاوہ کچھ اور سمجھنے والوں کی تردید ہے۔
الثَّالِثَةُ: ذِكْرُ الْخِلَافِ فِي تَعَلُّمِ الْمَنَازِلَ.	(۳) منازل قمر حاصل کرنے میں اہل علم کے مابین اختلاف رائے موجود ہے۔
الرَّابِعَةُ: الْوَعِيدُ فِيمَنْ صَدَّقَ بِشَيْءٍ مِنْ السِّحْرِ، وَلَوْ عَرَفَ أَنَّهُ بَاطِلٌ.	(۴) جادو کو باطل سمجھتے ہوئے بھی اس کی تصدیق کرنے پر وعید ہے۔

باب:۳۰
بَابُ مَا جَاءَ فِي الاسْتِسْقَاءِ بِالْأَنْوَاءِ

باب:۳۰
نچھتر یعنی تاروں کے اثر سے بارش برسنے کا عقیدہ

وَقَوْلُ اللَّهِ تعالى:

﴿وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ﴾ [الواقعة:۸۲]

ارشاد الٰہی ہے:

''اور تم اپنی کمائی کی جگہ یہ بناتے ہو کہ اسے جھٹلاتے ہو''۔

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: "أَرْبَعَةٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، لَا يَتْرُكُونَهُنَّ: الْفَخْرُ بِالْأَحْسَابِ، وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ، وَالاسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ، وَالنِّيَاحَةُ.

اور حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میری امت میں جاہلیت کے چار کام ایسے ہیں جنہیں وہ نہیں چھوڑیں گے، حسب ونسب اور خاندانی شرف وفضیلت پر فخر کرنا۔ دوسروں کے نسب وخاندان میں عیب اور نقص نکالنا اور طعنہ زنی کرنا۔ تاروں کے اثر سے بارش ہونے کا عقیدہ رکھنا۔ اور نوحہ یعنی کسی کے مرنے پر رونا پیٹنا۔

وقال: النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا؛ تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانَ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور فرمایا: ''نوحہ کرنے والی اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اسے گندھک کا کرتہ اور خارش (میں مبتلا کر دینے والی) ذرع پہنا کر کھڑا کیا جائے گا''۔

وَلَهُمَا عَنْ زَيْدِ بنِ خَالِدٍ

اور ایک جگہ حضرت زید بن خالد جهنی رضی اللہ عنہ سے

رضی اللہ عنہ قال: "صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَّةِ عَلَى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ؛ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقال: هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قال رَبُّكُمْ؟!، قالوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قال: قال:

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر ایک ایسی رات کو ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، جس میں بارش ہوچکی تھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے: ''کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟: صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ: فَأَمَّا مَنْ قال: مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ؛ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ. وَأَمَّا مَنْ قال: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا؛ فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ".

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں میں کچھ مومن ہوئے ہیں اور کچھ کافر، جس نے کہا ہم پر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی ہے وہ مجھ پر ایمان لایا اور جس نے کہا ہم پر یہ بارش فلاں نچھتر یعنی تاروں کے اثر سے ہوئی ہے وہ میرا منکر ہوا اور تاروں (کی تاثیر) پر ایمان لایا''۔

وَلَهُمَا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما مَعْنَاهُ، وَفِيهِ: "قَالَ بَعْضُهُمْ لَقَدْ صَدَقَ نَوْءُ كَذَا وَكَذَا؛ فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ

اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح کی روایت ہے، اس میں یہ ہے کہ بعض کہتے ہیں فلاں فلاں نچھتر (ستارہ) سچ (یعنی مفید) ثابت ہوا ہے، تو ان کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات

الْآيَةِ ﴿فَلَآ أُقۡسِمُ بِمَوَٰقِعِ ٱلنُّجُومِ ۝٧٥ وَإِنَّهُۥ لَقَسَمٞ لَّوۡ تَعۡلَمُونَ عَظِيمٌ ۝٧٦ إِنَّهُۥ لَقُرۡءَانٞ كَرِيمٞ ۝٧٧ فِي كِتَٰبٖ مَّكۡنُونٖ ۝٧٨ لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلۡمُطَهَّرُونَ ۝٧٩ تَنزِيلٞ مِّن رَّبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ۝٨٠ أَفَبِهَٰذَا ٱلۡحَدِيثِ أَنتُم مُّدۡهِنُونَ ۝٨١ وَتَجۡعَلُونَ رِزۡقَكُمۡ أَنَّكُمۡ تُكَذِّبُونَ﴾ [الواقعة:٧٥-٨٢]

نازل فرمادیں:

''مجھے تاروں کی منازل کی قسم ہے، اگر تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے کہ بے شک یہ قرآن بلند رتبے والا ہے (جو) لوح محفوظ میں (لکھا ہوا) ہے، اسے وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں۔ یہ رب العالمین کی طرف سے نازل کیا گیا ہے تو پھر کیا تم اس کلام سے بے اعتنائی اور بے مروتی کرتے ہو اور اپنا وظیفہ یہ بناتے ہو کہ تم اسے جھٹلاتے ہو؟

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: تَفْسِيرُ آيَةِ الْوَاقِعَةِ.

(۱) سورہ واقعہ کی آیت کی تفسیر وتوضیح (جس میں قرآن کو جھٹلانے والوں کا تذکرہ ہے)

الثَّانِيَةُ: ذِكْرُ الْأَرْبَعِ الَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ.

(۲) ان چار امور کا ذکر جو جاہلیت کی رسوم ہیں۔

الثَّالِثَةُ: ذِكْرُ الْكُفْرِ فِي بَعْضِهَا.

(۳) ان چار میں سے بعض کفر ہیں۔

الرَّابِعَةُ: أَنَّ مِنَ الْكُفْرِ مَا لَا يُخْرِجُ مِنَ الْمِلَّةِ.

(۴) کچھ کفر ایسے بھی ہیں جن کی وجہ سے انسان دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

الْخَامِسَةُ: قَوْلُهُ: "أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ" بِسَبَبِ نُزُولِ النِّعْمَةِ.

(۵) "أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ" کے نتیجہ میں بعض لوگ کافر ہو جاتے ہیں۔

السَّادِسَةُ: التَّفَطُّنُ لِلْإِيمَانِ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ.

(۶) اس مقام پر ایمان کی حقیقت پر خوب غور کرنا چاہئے۔

السَّابِعَةُ: التَّفَطُّنُ لِلْكُفْرِ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ.

(۷) اس مقام پر کفر کی حقیقت پر بھی غور کرنا چاہئے۔ (کہ معمولی سی بات کہنے سے انسان مومن ہو جاتا ہے یا کافر)۔

الثَّامِنَةُ: التَّفَطُّنُ لِقَوْلِهِ: "لَقَدْ صَدَقَ نَوْءَ كَذَا

(۸) یہ کہنا کہ فلاں پخھتر صحیح و سچ (یعنی مفید) ثابت ہوا، اس بات پر غور کرنا چاہئے (کہ یہ انتہائی

وَكَذَا". غلط، بلکہ کفر ہے)۔

التَّاسِعَةُ: إِخْرَاجُ الْعَالِمِ لِلْمُتَعَلِّمِ الْمَسْأَلَةَ بِالِاسْتِفْهَامِ عَنْهَا لِقَوْلِهِ: "أَتَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟".

(۹) ''تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟'' سے ثابت ہوا کہ طالب علم کو بات ذہن نشین کرانے کے لئے استفہامی انداز اختیار کرنا جائز ہے۔

الْعَاشِرَةُ: وَعِيدُ النَّائِحَةِ.

(۱۰) نوحہ کرنے والیوں کے عذاب و وعید کا علم ہوا۔

باب:۳۱

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى:

﴿وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ ٱللَّهِ﴾ [البقرة:۱۶۵]

وَقَوْلُهُ:

﴿قُلْ إِن كَانَ ءَابَآؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَإِخْوَٰنُكُمْ وَأَزْوَٰجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَٰلٌ ٱقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَٰرَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَجِهَادٍ فِى سَبِيلِهِۦ فَتَرَبَّصُوا۟ حَتَّىٰ يَأْتِىَ ٱللَّهُ بِأَمْرِهِۦ ۗ وَٱللَّهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْفَٰسِقِينَ﴾ [التوبۃ:۲۴]

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ:

"لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ،

باب:۳۱

اللہ تعالیٰ کی محبت دین کی بنیاد ہے

ارشاد الٰہی ہے: ''کچھ لوگ ایسے ہیں جو دوسروں کو اللہ کا ہمسر اور شریک ٹھہراتے ہیں اور ان سے یوں محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے ہونی چاہیے''۔

نیز ارشاد ربانی ہے:

''(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) آپ کہہ دیں کہ اگر تمہیں اپنے ماں باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں، عزیز واقارب اور مال جو تم جمع کر چکے ہو اور تجارت جس کے ماند پڑنے کا تمہیں خدشہ رہتا ہے اور تمہارے گھر جو تمہیں پسند ہیں (یہ چیزیں اگر تمہیں) اللہ اور اس کے رسول اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نصیب نہیں کرتا''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنی اولاد، (ماں) باپ اور

وَوَالِدِهِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ". أَخْرَجَاهُ.

تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے"۔

وَلَهُمَا: عَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُه أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا. وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّهِ. وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ، كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ".

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تین اوصاف ایسے ہیں جس میں وہ پائے جائیں ان کی بدولت وہ ایمان کی مٹھاس محسوس کرتا ہے:

(۱) یہ کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب سمجھے۔

(۲) کسی سے محض اللہ کے لئے محبت کرے۔

(۳) کفر میں لوٹنے کو - بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کفر سے بچا لیا ہو - یوں ناپسند کرے جیسے آگ میں ڈالا جانا اسے ناپسند ہے"۔

وَفِي رِوَايَةٍ: "لَا يَجِدُ أَحَدٌ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ حَتَّى..." إِلَى آخِرِهِ.

وَعَن ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: "مَنْ أَحَبَّ فِي اللَّهِ، وَأَبْغَضَ فِي اللَّهِ، وَوَالَى فِي

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "جو شخص (کسی سے صرف) اللہ کے لئے محبت رکھے، اللہ کے لئے بغض رکھے، اللہ کے لئے دوستی اور

اللَّهِ، وَعَادَى فِي اللَّهِ، فَإِنَّمَا تُنَالُ وَلَايَةُ اللَّهِ بِذَلِكَ، وَلَنْ يَجِدَ عَبْدٌ طَعْمَ الْإِيمَانِ -وَإِنْ كَثُرَتْ صَلَاتُهُ وَصَوْمُهُ- حَتَّى يَكُونَ كَذَلِكَ، وَقَدْ صَارَتْ عَامَّةُ مُؤَاخَاةِ النَّاسِ عَلَى أَمْرِ الدُّنْيَا، وَذَلِكَ لَا يُجْدِي عَلَى أَهْلِهِ شَيْئاً". رَوَاهُ بنُ جَرِيرٍ.

اللہ کے لئے دشمنی رکھے (تو جان لینا چاہئے کہ) اللہ تعالیٰ کی ولایت (دوستی ومحبت) انہی کاموں سے حاصل ہوسکتی ہے اور کوئی بھی شخص ان امور کے بغیر ایمان کا ذائقہ اور مٹھاس نہیں پاسکتا اگرچہ وہ بہت نمازیں پڑھے اور بکثرت روزے رکھے۔ عام لوگوں کی آپس میں محبت اور تعلقات دنیاوی امور پر استوار ہیں۔ یہ چیز (اللہ تعالیٰ کے ہاں) اپنے کرنے والوں کے لئے کچھ سودمند ثابت نہ ہوگی"۔

وَقَالَ ابنُ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: "﴿وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ ٱلْأَسْبَابُ﴾ [البقرة:١٦٦]؛ قال: الْمَوَدَّةُ".

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ ٱلْأَسْبَابُ﴾ (کہ قیامت کے روز ان کے سارے اسباب ووسائل ختم ہوجائیں گے) کی تفسیر میں فرمایا کہ یہاں اسباب ووسائل سے مراد "دوستی، محبت اور تعلقات" ہیں۔ (اس اثر کو عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے)۔

مسائل:	فِيهِ مَسَائِلُ:
(۱) سورۂ بقرہ کی آیت کی تفسیر (جس میں مشرکوں کی غیر اللہ کے لئے محبت کا تذکرہ ہے)	الأُولَى: تَفْسِيرُ آيَةِ "الْبَقَرَةِ".
(۲) سورۂ براءۃ کی آیت کی تفسیر (جس میں اللہ ورسول کے مقابلے میں دیگر چیزوں سے محبت کا انجام بیان ہوا ہے)۔	الثَّانِيَةُ: تَفْسِيرُ آيَةِ "بَرَاءَة".
(۳) اپنی جان، اہل وعیال اور مال ومنال کے مقابلہ میں سب سے زیادہ محبت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہونی چاہئے۔	الثَّالِثَةُ: وُجُوبُ مَحَبَّتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّفْسِ وَالْأَهْلِ وَالْمَالِ.
(۴) کسی صورت میں ایمان کی نفی کا مطلب' یہ نہیں کہ وہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔	الرَّابِعَةُ: أَنَّ نَفْيَ الْإِيمَانِ لَا يَدُلُّ عَلَى الْخُرُوجِ مِنَ الْإِسْلَامِ.
(۵) ایمان کی ایک مٹھاس ہے، تاہم کبھی اس کا احساس ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔	الْخَامِسَةُ: أَنَّ لِلْإِيمَانِ حَلَاوَةٌ قَدْ يَجِدُهَا الْإِنْسَانُ وَقَدْ لَا يَجِدُهَا.
(۶) چار قلبی اعمال ایسے ہیں جن کے بغیر انسان اللہ کی ولایت حاصل نہیں کرسکتا اور نہ ان کے بغیر ایمان کا ذائقہ چکھ سکتا ہے۔	السَّادِسَةُ: أَعْمَالُ الْقُلْبِ الْأَرْبَعِ الَّتِي لَا تُنَالُ وِلَايَةُ اللَّهِ إِلَّا بِهَا، وَلَا يَجِدُ أَحَدٌ طَعْمَ الْإِيمَانِ إِلَّا بِهَا.

السابعةُ: فَهْمُ الصَّحَابِيِّ لِلْوَاقِعِ أَنَّ عَامَّةَ الْمُؤَاخَاةِ عَلَى أَمْرِ الدُّنْيَا.	(۷) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے واقعات وحقائق کی روشنی میں سمجھ لیا تھا کہ عام لوگوں کے تعلقات اور میل جول محض دنیا کی خاطر ہیں۔
الثَّامِنَةُ: تَفْسِيرُ: ﴿وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ ٱلْأَسْبَابُ﴾	(۸) اس باب میں ﴿وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ ٱلْأَسْبَابُ﴾ کی تفسیر پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔
التَّاسِعَةُ: أَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مَنْ يُحِبُّ اللَّهَ حُبًّا شَدِيدًا.	(۹) بعض مشرک بھی ایسے ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے بے انتہا محبت کرتے ہیں۔
الْعَاشِرَةُ: الْوَعِيدُ عَلَى مَنْ كَانَتِ الثَّمَانِيَةُ عِنْدَهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ دِينِهِ.	(۱۰) آیت مبارکہ میں مذکور آٹھ اشیاء جس شخص کو اپنے دین سے زیادہ پیاری ہوں' اس کے لئے سخت وعید ہے۔
الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ: أَنَّ مَنِ اتَّخَذَ نِدًّا تُسَاوِي مَحَبَّتُهُ مَحَبَّةَ اللَّهِ، فَهُوَ الشِّرْكُ الْأَكْبَرُ.	(۱۱) کسی کا اپنے باطل معبود سے اللہ تعالیٰ کی محبت کے برابر محبت رکھنا شرک اکبر ہے۔

باب:۳۲

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :

﴿إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَآءَهُۥ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ [آل عمران:۱۷۵]

وَقَولُهُ:

﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَٰجِدَ ٱللَّهِ مَنْ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ وَأَقَامَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَى ٱلزَّكَوٰةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا ٱللَّهَ ۖ فَعَسَىٰٓ أُو۟لَٰٓئِكَ أَن يَكُونُوا۟ مِنَ ٱلْمُهْتَدِينَ﴾

[التوبۃ:۱۸]

وَقَولُهُ:

﴿وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَقُولُ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ فَإِذَآ أُوذِىَ فِى ٱللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ ٱلنَّاسِ كَعَذَابِ ٱللَّهِ﴾ [العنکبوت:۱۰]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ

باب:۳۲

اللہ تعالیٰ کا خوف وڈر

ارشاد الٰہی ہے:

’’یہ شیطان ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، سو تم ان سے نہ ڈرو اور اگر تم ایمان رکھتے ہو تو صرف مجھ سے ڈرو‘‘۔

نیز ارشاد ربانی ہے:

’’اللہ تعالیٰ کی مساجد کو تو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اس کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ امید ہے کہ ایسے لوگ ہی ہدایت والوں میں سے ہوں گے‘‘۔

نیز ارشاد عالی ہے:

’’اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، مگر جب ان کو اللہ کی راہ میں ایذا پہنچتی ہے، تو لوگوں کی ایذا کو (یوں) سمجھتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے‘‘۔

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت

مَرْفُوعًا: "إِنَّ مِنْ ضَعْفِ الْيَقِينِ: أَنْ تُرْضِيَ النَّاسَ بِسَخَطِ اللَّهِ، وَأَنْ تَحْمَدَهُمْ عَلَى رِزْقِ اللَّهِ، وَأَنْ تَذُمَّهُمْ عَلَى مَا لَمْ يُؤْتِكَ اللَّهُ، إِنَّ رِزْقَ اللَّهِ لَا يَجُرُّهُ حِرْصُ حَرِيصٍ، وَلَا يَرُدُّهُ كَرَاهِيَةُ كَارِهٍ".

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ ایمان ویقین کی کمزوری ہے کہ تو اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش کرے اور اللہ کے دیئے ہوئے رزق پر لوگوں کی تعریف کرے اور اللہ نہ دے تو لوگوں کی مذمت کرے۔ بے شک اللہ کے رزق کو نہ کسی حریص کا حرص کھینچ سکتا ہے اور نہ کسی ناپسند کرنے والے کی ناپسندیدگی اسے روک سکتی ہے''۔

وَعَن عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنِ الْتَمَسَ رِضَى اللَّهِ بِسَخَطِ النَّاسِ؛ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَرْضَى عَنْهُ النَّاسَ. وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَى النَّاسِ بِسَخَطِ اللَّهِ؛ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِ، وَأَسْخَطَ عَلَيْهِ النَّاسَ". رَوَاهُ ابْن حِبَّانَ فِي "صَحِيحِه".

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص لوگوں کو ناراض کر کے اللہ کو راضی رکھے، اللہ اس پر راضی ہو جاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے راضی رکھتا ہے اور جو شخص اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کی رضا کا طالب ہو، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے ناراض کر دیتا ہے''۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: تَفْسِيرُ آيَةِ "آلِ عِمْرَانَ".

(۱) سورۂ آل عمران کی آیت کی تفسیر۔ (جس میں اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرنے کی ترغیب ہے)

الثَّانِيَةُ: تَفْسِيرُ آيَةِ "بَرَاءَة".

(۲) سورہ براءۃ کی آیت کی تفسیر۔ (جس میں اللہ تعالیٰ کی مساجد آباد کرنے والوں کی صفات ذکر کی گئی ہیں)

الثَّالِثَةُ: تَفْسِيرُ آيَةِ "الْعَنْكَبُوتِ".

(۳) سورۃ العنکبوت کی آیت کی تفسیر۔ (جس میں اللہ پر کمزور ایمان والوں کا تذکرہ ہوا)

الرَّابِعَةُ: أَنَّ الْيَقِينَ يَضْعُفُ وَيَقْوَى.

(۴) ایمان کبھی قوی اور کبھی کمزور ہوتا رہتا ہے۔

الْخَامِسَةُ: عَلَامَةُ ضَعْفِهِ وَمِنْ ذَلِكَ هَذِهِ الثَّلَاثُ.

(۵) ایمان کی کمزوری کی تین علامات ہیں۔

السَّادِسَةُ: أَنَّ إِخْلَاصَ الْخَوْفِ لِلَّهِ مِنَ الْفَرَائِضِ.

(۶) صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، فرائض دین میں سے ایک فریضہ ہے۔

السَّابِعَةُ: ذِكْرُ ثَوَابِ مَنْ فَعَلَهُ.

(۷) صرف اللہ تعالیٰ کا خوف، ڈر اور خشیت رکھنے والے کی فضیلت اور ثواب واضح ہوئے۔

الثَّامِنَةُ: ذِكْرُ عِقَابِ مَنْ تَرَكَهُ.

(۸) اور جو شخص صرف اللہ سے نہ ڈرے بلکہ اس کے علاوہ غیر سے بھی ڈرے، اس کی سزا کا بیان ہوا ہے۔

باب:۳۳
بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ :

﴿وَعَلَى ٱللَّهِ فَتَوَكَّلُوٓاْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ [المائدۃ:۲۳]

وَقَوْلُهُ:

﴿إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ ٱلَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ ٱللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ ءَايَٰتُهُۥ زَادَتْهُمْ إِيمَٰنًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾ [الانفال:۲]

وَقَوْلُهُ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ حَسْبُكَ ٱللَّهُ وَمَنِ ٱتَّبَعَكَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ﴾ [الانفال:۶۴]

وَقَوْلُهُ: ﴿وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُۥٓ﴾ [الطلاق:۳]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: ﴿حَسْبُنَا ٱللَّهُ وَنِعْمَ ٱلْوَكِيلُ﴾ قَالَهَا إِبْرَاهِيمُ علیہ السلام حِيْنَ أُلْقِيَ

باب:۳۳
صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیئے

اللہ ذوالجلال کا فرمان ہے:

﴿وَعَلَى ٱللَّهِ فَتَوَكَّلُوٓاْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾

''اگر تم صاحب ایمان ہو تو صرف اللہ ہی پر توکل کرو''۔

نیز ارشاد الٰہی ہے:

''صحیح معنوں میں اہل ایمان تو وہ ہیں جن کے دل اللہ کے ذکر سے لرز جاتے ہیں اور جب ان پر اللہ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں''۔

ایک اور جگہ اللہ رب العزت نے فرمایا:

''اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ اور آپ کے پیروکار اہل ایمان کو بس اللہ کافی ہے''۔

اور ارشاد عالی ہے: ''اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر توکل کرے گا تو اللہ اسے کافی ہوگا''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے کہا کہ: ''ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے''۔ اور

فِي النَّارِ، وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالُوا: ﴿إِنَّ ٱلنَّاسَ قَدْ جَمَعُواْ لَكُمْ فَٱخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَـٰنًا وَقَالُواْ حَسْبُنَا ٱللَّهُ وَنِعْمَ ٱلْوَكِيلُ﴾ [آل عمران:۱۷۳]	اسی طرح جب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہا کہ: ''بے شک (کافر) لوگوں نے تمہارے (مقابلے کے) لئے (لشکر) جمع کرلیا ہے، ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زیادہ ہوگیا اور کہنے لگے: ﴿حَسْبُنَا ٱللَّهُ وَنِعْمَ ٱلْوَكِيلُ﴾

رَوَاهُ البُخَارِيّ.

فِيهِ مَسَائِلُ:

الأُولَى: أَنَّ التَّوَكُّلَ مِنَ الْفَرَائِضِ.

الثَّانِيَةُ: أَنَّهُ مِنْ شُرُوطِ الْإِيمَانِ.

الثَّالِثَةُ: تَفْسِيرُ آيَةِ "الْأَنْفَالِ".

الرَّابِعَةُ: تَفْسِيرُ الْآيَةِ فِي آخِرِهَا.

الْخَامِسَةُ: تَفْسِيرُ آيَةِ "الطَّلَاقِ".

السَّادِسَةُ: عِظَمُ شَأْنِ هَذِهِ الْكَلِمَةِ، وَأَنَّهَا قَوْلُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامُ وَمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشَّدَائِدِ.

مسائل:

(۱) اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرنا دینی فریضہ ہے۔

(۲) اور یہ ایمان کی شرطوں میں سے ہے۔

(۳) سورۂ انفال کی آیت کی تفسیر وتوضیح (جس میں اہل ایمان کی صفات کا ذکر ہے)

(۴) متعلقہ تفسیر آیت کا آخری کلمہ ﴿وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾ ہے۔

(۵) سورۃ الطلاق کی آیت کی تفسیر۔ (جس میں ہے کہ اللہ پر توکل کرنے والوں کے لئے اللہ ہی کافی ہے)

(۶) اس سے کلمہ ﴿حَسْبُنَا ٱللَّهُ وَنِعْمَ ٱلْوَكِيلُ﴾ کی عظمت وفضیلت کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے دو خلیلوں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شدید مشکل اور پریشانی کے وقت یہ کلمہ پڑھا تھا۔

باب:۳۴

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿أَفَأَمِنُواْ مَكْرَ ٱللَّهِۚ فَلَا يَأۡمَنُ مَكۡرَ ٱللَّهِ إِلَّا ٱلۡقَوۡمُ ٱلۡخَٰسِرُونَ﴾ [الاعراف:۹۹]

وَقَوْلُهُ:

﴿قَالَ وَمَن يَقۡنَطُ مِن رَّحۡمَةِ رَبِّهِۦٓ إِلَّا ٱلضَّآلُّونَ﴾ [الحجر:۵۶]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: "أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ؟ فقال: الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالْيَأْسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ، وَالْأَمْنُ مِنْ مَكْرِ اللَّهِ".

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: "أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَالْأَمْنُ مِنْ مَكْرِ اللَّهِ،

باب:۳۴

اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہونا چاہئے

ارشاد الٰہی ہے: ''کیا یہ لوگ اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جو خسارہ اٹھانے والے ہوں''۔

نیز ارشاد ہے:

''اور گمراہ لوگ ہی اللہ کی رحمت سے مایوس ہوتے ہیں''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کبیرہ گناہوں کی بابت دریافت کیا گیا (کہ وہ کون کون سے ہیں؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا۔ اور اللہ کی تدبیر اور گرفت سے بے خوف ہونا''۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ''سب سے بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہونا۔ اور اللہ تعالیٰ کی

وَالْقُنُوطُ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ، وَالْيَأْسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ". رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

رحمت اور فضل سے مایوس ہونا''۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

الأُولَى: تَفْسِيرُ آيَةِ "الْأَعْرَافِ".

الثَّانِيَةُ: تَفْسِيرُ آيَةِ "الْحِجْرِ".

الثَّالِثَةُ: شِدَّةُ الْوَعِيدِ فِيمَنْ أَمِنَ مَكْرَ اللَّهِ.

الرَّابِعَةُ: شِدَّةُ الْوَعِيدِ فِي الْقُنُوطِ.

مسائل:

(۱) سورۂ اعراف کی آیت کی تفسیر (جس میں اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہونے والوں کا تذکرہ ہے)۔

(۲) سورۃ الحجر کی آیت کی تفسیر (جس میں ہے کہ گمراہ لوگ اللہ کی رحمت سے دور ہیں)

(۳) اللہ کی تدبیر سے بے خوف رہنے پر شدید وعید وارد ہے۔

(۴) اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے پر بھی شدید وعید وارد ہے۔

باب:۳۵

بَابُ مِنَ الْإِيمَانِ بِاللَّهِ الصَّبْرُ عَلَى أَقْدارِ اللَّهِ

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿وَمَن يُؤْمِنۢ بِٱللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُۥ ۚ وَٱللَّهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ﴾ [التغابن:۱۱]

قَالَ عَلْقَمَةُ: "هُوَ الرَّجُلُ تُصِيبُهُ الْمُصِيبَةُ فَيَعْلَمُ أَنَّهَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ، فَيَرْضَى وَيُسَلِّمُ".

وَفِي "صَحِيحِ مُسْلِمٍ":

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُول اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: "اثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ: الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ".

وَلَهُمَا عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ مَرْفُوعاً: "لَيْسَ مِنَّا مَنْ

باب:۳۵

اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر صبر کرنا' ایمان باللہ کا حصہ ہے

ارشاد الٰہی ہے:

''اور جو کوئی اللہ پر ایمان لاتا ہے' اللہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے''۔

حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس سے مراد ایسا شخص ہے جسے کوئی تکلیف پہنچے تو وہ سمجھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، چنانچہ وہ اس پر راضی ہو اور دل سے اسے تسلیم کرے''۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''لوگوں میں دو باتیں کفر کی ہیں: (لوگوں کے) نسبوں پر طعن کرنا اور فوت شدہ پر نوحہ کرنا''۔

اور ایک مقام پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ضَرَبَ الْخُدَودَ، وَشَقَّ الْجُيُوبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ".

''جو شخص (صدمے کے وقت) چہرے پر دو ہتڑ مارے، گریبان پھاڑے اور جہالت کے بول بولے، وہ ہم میں سے نہیں''۔

وَعَن أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: "إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ؛ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا. وَإِذَا أَرَادَ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ؛ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتَّى يُوَافِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ اپنے (کسی) بندے سے خیر خواہی کرنا چاہے تو اسے اس کے گناہوں کی سزا اسی دنیا میں جلد دے دیتا ہے اور جب اللہ اپنے (کسی) بندے سے برائی کا ارادہ کرے تو اس سے اس کے گناہ کی سزا کو روک لیتا ہے، یہاں تک کہ قیامت کو اس کا پورا پورا حساب لے گا''۔

وَقال النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، وَإِنَّ اللَّهَ تعالى إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَي، وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخْطُ". حسَّنَهُ التِّرْمِذِيّ.

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا: ''بڑی آزمائش میں بڑا بدلا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو انہیں آزماتا ہے۔ جو شخص (اس آزمائش پر) راضی ہو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوجاتا ہے اور جو شخص (اس آزمائش پر) ناخوش ہو اللہ تعالیٰ اس سے ناخوش اور ناراض ہوجاتا ہے''۔

فِيهِ مَسَائِلُ:	مسائل:
الْأُولَى: تَفْسِيرُ آيَةِ "التَّغَابُنِ".	(۱) سورہ تغابن کی آیت کی تفسیر (جس میں ہے کہ اللہ مومن کے دل کو ہدایت بخشتا ہے)
الثَّانِيَةُ: أَنَّ هَذَا مِنَ الْإِيمَانِ بِاللَّهِ.	(۲) اللہ کے فیصلوں؛ یعنی تقدیر پر صبر کرنا بھی ایمان باللہ کا حصہ ہے۔
الثَّالِثَةُ: الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ.	(۳) کسی کے نسب پر طعن کرنا (کفریہ کام ہے)۔
الرَّابِعَةُ: شِدَّةُ الْوَعِيدِ فِيمَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ، وَشَقَّ الْجُيُوبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ.	(۴) (صدمہ کے وقت) چہرے پر دو ہتڑ مارنے، گریبان پھاڑنے اور جہالت کے بول بولنے والے شخص کے بارے میں سخت وعید وارد ہے۔
الْخَامِسَةُ: عَلَامَةُ إِرَادَةِ اللَّهِ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ.	(۵) اس بات کی علامت کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے۔
السَّادِسَةُ: عَلَامَةُ إِرَادَةِ اللَّهِ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ.	(۶) اور جس کو عذاب وسزا دینا چاہے' اس کی علامت و پہچان بتائی گئی ہے۔
السَّابِعَةُ: عَلَامَةُ حُبِّ اللَّهِ لِلْعَبْدِ.	(۷) جس بندے سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہو' اس کی نشانی۔
الثَّامِنَةُ: تَحْرِيمُ السُّخْطِ.	(۸) اللہ تعالیٰ کے فیصلوں؛ یعنی تقدیر پر ناخوشی کا اظہار کرنا حرام ہے۔

التَّاسِعَةُ: ثَوَابُ الرِّضَا بِالْبَلَاءِ.	(۹) آزمائشوں پر راضی ہونے کا اجروثواب بہت زیادہ ہے۔

باب:٣٦

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّيَاءِ

باب:٣٦

ریاکاری ایک قابل مذمت برائی

وَقَوْلُهُ تَعَالَى:

﴿قُلْ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَىَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ يَرْجُوا۟ لِقَآءَ رَبِّهِۦ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَٰلِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِۦٓ أَحَدًۢا﴾ [الكهف:١١٠]

ارشاد الٰہی ہے:

''(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) کہہ دیجئے کہ میں تو تم جیسا ایک انسان ہوں (البتہ) میری طرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے، پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اسے چاہئے کہ وہ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے''۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: "قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلاً أَشْرَكَ مَعِيَ فِيهِ غَيْرِي؛ تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''میں تمام شرکاء سے بڑھ کر شرک سے مستغنی ہوں۔ جو شخص کوئی ایسا عمل کرے جس میں وہ میرے ساتھ میرے غیر کو بھی شریک کرے، تو میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں''۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ مَرْفُوعاً: "أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس کا خوف مجھے تم پر مسیح دجال سے بھی

مِنَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ؟ قُلْنَا: بَلَى، قال: الشِّرْكُ الْخَفِيُّ -يَقُومُ الرَّجُلُ فَيُصَلِّي فَيُزَيِّنُ صَلَاتَهُ؛ لِمَا يَرَى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ-". رَوَاهُ أَحْمَدُ.

زیادہ ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! (ضرور بتلایئے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''شرک خفی (وہ اس طرح کہ) کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا ہوا اور اپنی نماز کو محض اس لئے اچھی پڑھے کہ فلاں شخص اسے دیکھ رہا ہے''۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: تَفْسِيرُ آيَةِ "الْكَهْفِ".

(۱) سورۃ الکہف کی آیت (۱۱۰) کی تفسیر (جس میں ہے کہ اللہ سے ملاقات کے لئے اچھے عمل ہونا اور شرک سے اجتناب ضروری ہے)۔

الثَّانِيَةُ: هَذَا الْأَمْرُ الْعَظِيمُ فِي رَدِّ الْعَمَلِ الصَّالِحِ إِذَا دَخَلَهُ شَيْءٌ لِغَيْرِ اللَّهِ.

(۲) عمل صالح میں اگر غیر اللہ کا معمولی سا بھی دخل ہو جائے تو وہ مردود اور ضائع ہو جاتا ہے۔

الثَّالِثَةُ: ذِكْرُ السَّبَبِ الْمُوجِبِ لِذَلِكَ، وَهُوَ: كَمَالُ الْغِنَى.

(۳) کسی عمل میں اگر غیر اللہ کو شریک کیا جائے تو اس کے ضائع ہونے کا بنیادی سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بالکل مستغنی ہے۔

الرَّابِعَةُ: أَنَّ مِنَ الْأَسْبَابِ أَنَّهُ تَعَالَى خَيْرُ الشُّرَكَاءِ.

(۴) اس عمل کے ضائع ہونے کے اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے والے تمام شرکاء سے افضل واعلیٰ ہے۔

الْخَامِسَةُ: خَوْفُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى أَصْحَابِهِ مِنَ الرِّيَاءِ.

(۵) آنحضرت ﷺ کو صحابہ کے بارے میں ریا کاری کا خدشہ تھا۔

السَّادِسَةُ: أَنَّهُ فَسَّرَ ذَلِكَ بِأَنَّ الْمَرْءَ يُصَلِّي لِلَّهِ، لَكِنْ يُزَيِّنُهَا لِمَا يَرَى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ إِلَيْهِ.

(۶) آنحضرت ﷺ نے ریا کی تعریف یہ فرمائی کہ کوئی آدمی نماز جیسے عمل کو اللہ کے لئے ادا کرتے ہوئے عمدہ طور پر اس لئے ادا کرے کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔

باب:۳۷

بَابٌ مِنَ الشِّرْكِ إِرَادَةُ الْإِنْسَانِ بِعَمَلِهِ الدُّنْيَا

وَقَوْلُهُ تَعَالَى:

﴿مَن كَانَ يُرِيدُ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَٰلَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ﴿١٥﴾ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِى ٱلْءَاخِرَةِ إِلَّا ٱلنَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُواْ فِيهَا وَبَٰطِلٌ مَّا كَانُواْ يَعْمَلُونَ﴾ [ھود:۱۵-۱۶]

وَفِي الصَّحِيْحِ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ، تَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ، تَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيصَةِ، تَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيلَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ. تَعِسَ وَانْتَكَسَ، وَإِذَا شِيكَ فَلَا

باب:۳۷

انسان کا اپنے عمل سے دنیا چاہنا' ایک قسم کا شرک ہے

ارشاد الٰہی ہے:

"جو لوگ اس دنیا کی زندگی اور اس کی خوشنمائی کے طالب ہیں، ان کے اعمال کا سارا بدلہ ہم انہیں دنیا میں ہی دے دیتے ہیں اور اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی، ان کے لئے آخرت میں آگ کے سوا اور کچھ نہیں ہے، انہوں نے اس دنیا میں جو کچھ کیا وہ سب ضائع ہے اور جو کچھ کرتے رہے' سب برباد ہے"۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"روپے پیسے (درہم و دینار) کا بندہ ہلاک ہو اور چادر کمبل کا بندہ تباہ ہو، اگر اسے یہ چیزیں مل جائیں تو خوش اور نہ ملیں تو ناخوش اور ناراض ہو جاتا ہے، یہ برباد اور سرنگوں ہو، اگر اسے کانٹا چبھے تو نکالا نہ جا سکے۔ اور اس بندے کے لئے خوشخبری ہے' جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے گھوڑے

انْتَقَشَ، طُوبَى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَشْعَثَ رَأْسُهُ، مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ، إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ، وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ، إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ".	کی لگام تھامے ہوئے ہے، اس کا سر (بال) پراگندہ اور پاؤں گرد آلود ہیں۔ اگر اسے پہرہ پر لگا دیا جاتا ہے تو وہ پہرہ دیتا ہے اور اگر اسے فوج کے پیچھے رکھا جاتا ہے تو وہ پیچھے ہی رہتا ہے، اگر اجازت مانگے تو اجازت نہ ملے اور اگر وہ (کسی کی) سفارش کرے تو اس کی سفارش نہ مانی جائے"۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: إِرَادَةُ الإِنْسَانِ الدُّنْيَا بِعَمَلِ الآخِرَةِ.

(۱) انسان کا آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرنا (مذموم ہے)۔

الثَّانِيَةُ: تَفْسِيرُ آيَةِ "هُودٍ".

(۲) سورہ ہود کی آیت (۱۵ - ۱۶) کی تفسیر (جس میں طالب دنیا کی مذمت بیان ہوئی ہے)۔

الثَّالِثَةُ: تَسْمِيَةُ الإِنْسَانِ الْمُسْلِمِ: عَبْدَ الدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْخَمِيصَةِ.

(۳) (دنیا کے حریص) مسلمان کو ''درہم، دینار اور کپڑوں کا بندہ'' کہا گیا ہے۔

الرَّابِعَةُ: تَفْسِيرُ ذَلِكَ بِأَنَّهُ "إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ".

(۴) دینار و درہم، چادر اور کپڑے کے بندے (طالب) کی تفسیر یوں کی گئی ہے کہ اگر اس کی آرزو پوری ہو جائے تو خوش، ورنہ ناخوش۔

الْخَامِسَةُ: قَوْلُهُ: "تَعِسَ وَانْتَكَسَ".

(۵) اس میں حدیث کے لفظ ''تَعِسَ وَانْتَكَسَ'' کی تشریح اور وضاحت ہے۔

السَّادِسَةُ: قَوْلُهُ: "وَإِذَا شِيكَ فَلَا انْتَقَشَ".

(۶) اور اس میں حدیث کے لفظ ''وَإِذَا شِيكَ فَلَا انْتَقَشَ'' کی بھی تشریح اور وضاحت ہے۔

السَّابِعَةُ: الثَّنَاءُ عَلَى الْمُجَاهِدِ الْمَوْصُوفِ بِتِلْكَ الصِّفَاتِ.

(۷) حدیث میں مذکور صفات کے حامل مجاہد کی تعریف۔

باب:٣٨

بَابُ مَنْ أَطَاعَ الْعُلَمَاءَ وَالْأُمَرَاءَ فِي تَحْرِيمِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ، وتَحْلِيلِ مَا حَرَّمَه فَقَدْ اتَّخَذَهُمْ أَرْبَاباً

باب:٣٨

اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام، یا حرام کردہ چیز کو حلال کرنے میں علماء وامراء کی اطاعت' ان کو رب کا درجہ دینا ہے

وقال: ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما:

"يُوشِكُ أَنْ تَنْزِلَ عَلَيْكُمْ حِجَارَةٌ مِنَ السَّمَاءِ، أَقُولُ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وَتَقُولُونَ قال: أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ!؟".

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

"(تمہارا یہی حال رہا تو) قریب ہے کہ تم پر آسمان سے پتھر برسیں، میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سناتا ہوں اور تم (اس کے مدمقابل) ابوبکر اور عمر کی بات کرتے ہو"۔

وقال أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ:

"عَجِبْتُ لِقَوْمٍ عَرَفُوا الْإِسْنَادَ وَصِحَّتَهُ يَذْهَبُونَ إِلَى رَأْيِ سُفْيَانَ.

امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

"مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے جو حدیث کی سند اور اس کے صحیح ہونے کا علم ہوجانے کے بعد بھی سفیان ثوری کی رائے پر عمل کرتے ہیں"۔

وَاللَّهُ تعالى يَقُولُ:

﴿فَلْيَحْذَرِ ٱلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِۦٓ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [النور:٦٣]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"رسول کے حکم کی مخالفت کرنے والوں کو ڈرنا چاہئے کہ ان پر کوئی فتنہ یا سخت عذاب نہ آپڑے"۔

أَتَدْرِي مَا الْفِتْنَةُ؟ الْفِتْنَةُ

جانتے ہو فتنہ کیا ہے؟ اس سے مراد 'شرک' ہے۔ ہو

الشِّرْكُ؛ لَعَلَّهُ إِذَا رَدَّ بَعْضَ قَوْلِهِ أَنْ يَقَعَ فِي قَلْبِهِ شَيْءٌ مِنَ الزَّيْغِ فَيَهْلِكَ".

سکتا ہے کہ جو انسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی بات کو چھوڑ دے تو اس کے دل میں کجی آ جائے اور وہ ہلاک ہو جائے"۔

عَنْ عَدِيِّ بنِ حَاتِمٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقْرَأُ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿ٱتَّخَذُوٓاْ أَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَٰنَهُمۡ أَرۡبَابٗا مِّن دُونِ ٱللَّهِ وَٱلۡمَسِيحَ ٱبۡنَ مَرۡيَمَ وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعۡبُدُوٓاْ إِلَٰهٗا وَٰحِدٗاۖ لَّآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَۚ سُبۡحَٰنَهُۥ عَمَّا يُشۡرِكُونَ﴾[التوبۃ:۳۱]

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا:

"انہوں نے اپنے علماء، بزرگوں اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا رب بنا لیا، حالانکہ انہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ان کے شریک ٹھہرانے سے پاک ہے"۔

فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّا لَسْنَا نَعْبُدُهُمْ، قَالَ: أَلَيْسَ يُحَرِّمُونَ مَا أَحَلَّ اللَّهُ؛ فَتُحَرِّمُونَهُ، وَيُحِلّونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ؛ فَتُحِلُّونَهُ؟، فقلت: بَلَى. قالَ: فَتِلْكَ عِبَادَتُهُمْ". رَوَاهُ أَحْمَدُ، والتِّرْمِذِيّ وَحَسَّنَهُ.

(حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: ہم ان علماء اور بزرگوں کی عبادت تو نہیں کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا ایسا نہیں تھا کہ تم اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو ان کے کہنے پر حرام اور اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو ان کے کہنے پر حلال سمجھتے تھے؟"، میں نے کہا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یہی ان کی عبادت ہے"۔ (مسند احمد و سنن ترمذی)

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: تَفْسِيرُ آيَةِ "النُّورِ".

(۱) سورۃ نور کی آیت (۶۳) کی تفسیر۔ (جس میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی نافرمانی سے ڈرایا گیا ہے)۔

الثَّانِيَةُ: تَفْسِيرُ آيَةِ "بَرَاءَةٌ".

(۲) سورہ براءۃ کی آیت (۳۱) کی تفسیر (جس میں علماء اور بزرگوں کو رب بنانے والوں کا تذکرہ ہے)۔

الثَّالِثَةُ: اَلتَّنْبِيهُ عَلَى مَعْنَى الْعِبَادَةِ الَّتِي أَنْكَرَهَا عَدِيٌّ.

(۳) عبادت کے اس معنی ومفہوم کا بیان جس کا حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے انکار کیا تھا (یعنی اس میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ عبادت کا مفہوم صرف وہ نہیں جو عدی رضی اللہ عنہ نے سمجھا اور علماء اور بزرگوں کی عبادت کا انکار کیا، بلکہ عبادت کا معنی اس سے وسیع ہے)۔

الرَّابِعَةُ: تَمْثِيلُ ابْنِ عَبَّاسٍ بِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَتَمْثِيلُ أَحْمَدَ بِسُفْيَانَ.

(۴) (اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالمقابل کسی کو بھی پیش نہیں کیا جا سکتا، خواہ اس کا مقام کتنا ہی بلند اور ارفع کیوں نہ ہو، جیسا کہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور امام احمد نے سفیان ثوری کے نام پیش کرنے پر انکار کیا۔

الخَامِسَةُ: تَغَيُّرُ الْأَحْوَالِ إِلَى هَذِهِ الْغَايَةِ، حَتَّى صَارَ عِنْدَ الْأَكْثَرِ: عِبَادَةُ الرُّهْبَانِ هِيَ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ،

(۵) اس میں اس بات پر بھی تنبیہ ہے کہ اب حالات اس حد تک تبدیل ہو چکے ہیں کہ اکثر عوام کے نزدیک بزرگوں کی عبادت ہی افضل ترین عمل کی حیثیت اختیار کر گئی ہے اور اسے ولایت کہا جاتا ہے،

وَتُسَمَّى: الْوِلَايَةُ، وَعِبَادَةُ الْأَحْبَارِ هِيَ الْعِلْمُ وَالْفِقْهُ، ثُمَّ تَغَيَّرَتْ الْأَحْوَالُ إِلَى أَنَّ عُبِدَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَيْسَ مِنَ الصَّالِحِينَ، وَعُبِدَ بِالْمَعْنَى الثَّانِي مَنْ هُوَ مِنَ الْجَاهِلِينَ!.

اسی طرح علم وفقہ کے نام پر اہل علم کی بھی عبادت ہوتی ہے۔ پھر اس قدر حالات بدلے کہ اللہ کے سوا ان کی بھی پرستش ہونے لگی جو صالح نہ تھے اور دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ ان کی بھی عبادت ہونے لگی جو اصحاب علم نہیں، بلکہ جاہل مطلق ہیں۔

باب:۳۹

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى ٱلَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ ءَامَنُوا۟ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَآ أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوٓا۟ إِلَى ٱلطَّٰغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوٓا۟ أَن يَكْفُرُوا۟ بِهِۦ وَيُرِيدُ ٱلشَّيْطَٰنُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَٰلًۢا بَعِيدًا﴾ [النساء:۶۰]

وَقَوْلُهُ: ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ وَإِلَى ٱلرَّسُولِ رَأَيْتَ ٱلْمُنَٰفِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا ﴿٦١﴾ فَكَيْفَ إِذَآ أَصَٰبَتْهُم مُّصِيبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَآءُوكَ يَحْلِفُونَ بِٱللَّهِ إِنْ أَرَدْنَآ إِلَّآ إِحْسَٰنًا

باب:۳۹

ایمان کا دعویٰ کرنے والوں میں سے بعض کی حقیقت

ارشاد الٰہی ہے: ”کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ جو (کتاب) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی اور جو (کتابیں) آپ سے پہلے نازل ہوئیں، ان سب پر ایمان رکھتے ہیں، (مگر) چاہتے ہیں کہ اپنا مقدمہ طاغوت کے پاس لے جا کر فیصلہ کرائیں۔ حالانکہ انہیں اس طاغوت کے ساتھ کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور شیطان انہیں بھٹکا کر راہ راست سے بہت دور لے جانا چاہتا ہے“۔

نیز ارشاد ربانی ہے:

”اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور آؤ رسول کی طرف، تو آپ دیکھیں گے کہ منافق آپ سے اعراض کریں گے اور رک جائیں گے اور پھر (ان کا کیا حال ہوتا ہے کہ جب ان کے اپنے اعمال کے سبب ان پر کوئی مصیبت آ پڑے تو آپ کی خدمت میں قسمیں اٹھاتے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے تو صرف اچھائی اور

وَتَوۡفِيقًا ﴾ [النساء:٦١-٦٢]

صلح کرانے کا ارادہ کیا تھا"۔

وَقَوْلُهُ: ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمۡ لَا تُفۡسِدُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ قَالُوٓاْ إِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُونَ ﴾ [البقرة:١١]

نیز ارشاد عالی ہے: "اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد برپا نہ کرو، تو کہتے ہیں ہم تو صرف اصلاح کرتے ہیں"۔

وَقَوْلُهُ: ﴿وَلَا تُفۡسِدُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ بَعۡدَ إِصۡلَٰحِهَا وَٱدۡعُوهُ خَوۡفًا وَطَمَعًاۚ إِنَّ رَحۡمَتَ ٱللَّهِ قَرِيبٞ مِّنَ ٱلۡمُحۡسِنِينَ ﴾ [الاعراف:٥٦]

اور مزید ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

"اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ کرو اور خوف اور طمع کے ساتھ اس (اللہ) کو پکارو، یقیناً اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے قریب ہی ہے"۔

وَقَوْلُهُ:

﴿أَفَحُكۡمَ ٱلۡجَٰهِلِيَّةِ يَبۡغُونَۚ وَمَنۡ أَحۡسَنُ مِنَ ٱللَّهِ حُكۡمٗا لِّقَوۡمٖ يُوقِنُونَ ﴾ [المائدة:٥٠]

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"(یہ لوگ اگر اللہ کے قانون کو نہیں مانتے) تو کیا پھر یہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ اور جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں"۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بنِ عَمْرُو رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: "لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبعاً لِمَا جِئْتُ بِهِ".

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) ایمان دار نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی تمام تر خواہشات اس شریعت کے تابع نہ ہوجائیں، جس کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا ہوں"۔

قَالَ النَّوَوِيُّ: "حَدِيثٌ

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے اور

صَحِيحٌ، رُوِّينَاهُ فِي كِتَابِ الْحُجَّةِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ".

اسے ہم نے کتاب الحجۃ میں صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

وقال الشَّعْبِيُّ: "كَانَ بَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْمُنَافِقِينَ وَرَجلٌ مِنَ الْيَهُودِ خُصُومَةٌ، فَقال الْيَهُودِيُّ: نَتَحَاكَمُ إِلَى مُحَمَّدٍ -عَرَفَ أَنَّهُ لَا يَأْخُذُ الرِّشْوَةَ-.

شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک منافق اور ایک یہودی کے درمیان کوئی جھگڑا ہوگیا، یہودی جانتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رشوت نہیں لیتے، اس لئے اس نے کہا کہ ہم یہ معاملہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

وَقال الْمُنَافِقُ: نَتَحَاكَمُ إِلَى الْيَهُودِ -لِعِلْمِهِ أَنَّهُم يَأْخُذُونَ الرِّشْوَةَ-. فَاتَّفَقَا عَلَى أَنْ يَأْتِيَا كَاهِناً فِي جُهَيْنَةَ فَيَتَحَاكَمَا إِلَيْهِ؛ فَنَزَلَتْ: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى ٱلَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ ءَامَنُواْ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ﴾ [النساء:٦٠] الْآيَةَ".

لیکن منافق نے کہا کہ ہم یہ معاملہ یہود کی پاس لے چلتے ہیں، وہ جانتا تھا کہ یہودی رشوت لیتے ہیں۔ آخر کار دونوں اس بات پر راضی ہو گئے کہ بنو جہینہ کے ایک کاہن سے فیصلہ کرا لیا جائے تو درج ذیل آیت اتر پڑی:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى ٱلَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ ءَامَنُواْ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ﴾ [النساء:٦٠] الْآيَةَ".

وَقِيلَ: نَزَلَتْ فِي رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا، فقال: أَحَدُهُمَا: نَتَرَافَعُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وقال: الْآخَرُ:

بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ: یہ آیت ان دو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی جن کا آپس میں اختلاف ہوگیا تھا، تو ان میں سے ایک نے کہا کہ: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہ معاملہ پیش کرتے ہیں۔ دوسرے

إِلَى كَعْبِ بنِ الْأَشْرَفِ. ثُمَّ تَرَافَعَا إِلَى عُمَرَ رضي الله عنه، فَذَكَرَ لَهُ أَحَدهُمَا الْقِصَّةَ، فَقَالَ: لِلَّذِي لَمْ يَرْضَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكَذَلِكَ؟! قَالَ: نَعَمْ، فَضَرَبَهُ بِالسَّيْفِ؛ فَقَتَلَهُ".

نے کہا: **نہیں یہ معاملہ کعب بن اشرف کے پاس لے چلتے ہیں**، چنانچہ (وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے **فیصلہ** کرانے کے بعد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے۔**تو ایک نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔حضرت عمر** رضی اللہ عنہ **نے** دوسرے سے پوچھا کیا یہ ٹھیک کہہ رہا ہے؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں''، چنانچہ حضرت عمر نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: تَفْسِيرُ آيَةِ "النِّسَاءِ" وَمَا فِيهَا مِنَ الْإِعَانَةِ عَلَى فَهْمِ الطَّاغُوتِ.

(۱) سورۂ نساء کی آیت (۶۰) کی تفسیر اور طاغوت کے معنی کی وضاحت ہے۔

الثَّانِيَةُ: تَفْسِيرُ آيَةِ "الْبَقَرَةِ": ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ﴾

(۲) سورۃ بقرہ کی آیت (۱۱) کی تفسیر (جس میں ہے کہ فساد کرنے والے اپنے آپ کو صلاح کار کہتے ہیں)۔

الثَّالِثَةُ: تَفْسِيرُ آيَةِ "الْأَعْرَافِ": ﴿وَلَا تُفْسِدُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَٰحِهَا﴾

(۳) سورۃ اعراف کی آیت (۵۶) کی تفسیر۔ (جس میں زمین میں فساد کرنے سے روکا گیا ہے)۔

الرَّابِعَةُ: تَفْسِيرُ: ﴿أَفَحُكْمَ ٱلْجَٰهِلِيَّةِ يَبْغُونَ﴾

(۴) سورہ مائدہ کی آیت (۵۰) کی تفسیر (جس میں ہے کہ اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں)۔

الْخَامِسَةُ: مَا قَالَ الشَّعْبِيُّ فِي سَبَبِ نُزُولِ الْآيَةِ الْأُولَى.

(۵) پہلی آیت کی تفسیر میں شعبی کے قول کی وضاحت ہے۔

السَّادِسَةُ: تَفْسِيرُ الْإِيمَانِ الصَّادِقِ وَالْكَاذِبِ.

(۶) سچے اور جھوٹے ایمان کی تفسیر ہے۔

السَّابِعَةُ: قِصَّةُ عُمَرَ مَعَ الْمُنَافِقِ.

(۷) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا منافق کے ساتھ سلوک والا واقعہ بیان ہوا ہے۔

الثَّامِنَةُ: كَوْنُ الْإِيمَانِ لَا يَحْصُلُ لِأَحَدٍ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۸) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی شخص کو اس وقت تک ایمان حاصل نہیں ہوسکتا، جب کہ اس کی **تمام تر خواہشات رسول اللہ** ﷺ **کی شریعت کی تابع نہ ہوجائیں۔**

باب:۴۰

بَابُ مَنْ جَحَدَ شَيْئاً مِنَ الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ

باب:۴۰

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور اس کے منکر کا انجام

وَقَوْلِ اللَّهِ:

﴿وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَٰنِ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ﴾ [الرعد:۳۰]

ارشاد الٰہی ہے:

”اور یہ لوگ رحمان کو نہیں مانتے، آپ (ان سے) کہہ دیں کہ وہی (رحمن) میرا رب ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میرا اسی پر بھروسہ ہے اور وہی میری پناہ گاہ ہے“۔

فِي "صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ": عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: "حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُونَ، أَتُرِيدُونَ أَنْ يُكَذَّبَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ؟!".

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ:

”لوگوں کو وہی باتیں بتاؤ جنہیں وہ پہچان سکیں۔ (جو باتیں ان کے فہم وشعور سے بالا ہوں وہ سنا کر) کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے؟“۔ (صحیح بخاری)

وَرَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ: عَنْ مَعْمَرَ، عَنِ ابنِ طَاوُوسَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: "أَنَّهُ رَأَى رَجُلاً انْتَفَضَ لَمَّا سَمِعَ حَدِيثاً عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے معمر سے ابن طاؤس اور پھر اس کے باپ طاؤس کے طریق سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا جسے صفات الٰہی کے بارے میں ایک حدیث سن کر یوں کپکپی آ گئی کہ گویا اسے یہ حدیث اچھی نہیں لگی (اور انکار کر دیا)، تو یہ منظر دیکھ کر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا:

وَسَلَّمَ فِي الصِّفَاتِ؛ اسْتِنْكَاراً لِذَلِكَ، فقال: مَا فَرَقُ هَؤُلَاءِ؟ يَجِدُونَ رِقَّةً عِنْدَ مُحْكَمِهِ، وَيَهْلِكُونَ عِنْدَ مُتَشَابِهِهِ" انْتَهى.

"ان لوگوں کا ڈر عجیب ہے کہ اللہ کی محکم آیات سن کر ان پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور متشابہ آیات سن کر اور نہ مان کر ہلاک ہوتے ہیں"۔

وَلَمَّا سَمِعَتْ قُرَيْشُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الرَّحْمَنَ؛ أَنْكَرُوا ذَلِكَ؛ فَأَنزَلَ اللَّهُ فِيهِمْ: ﴿وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَنِ﴾.

اور جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رحمان کا ذکر سنا تو انہوں نے اس کا انکار کیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَنِ﴾ اور وہ رحمان کا انکار کرتے ہیں۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: عَدَمُ الْإِيمَانِ بِجَحْدِ شَيْءٍ مِنَ الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ.

(۱) اللہ تعالیٰ کے کسی نام یا کسی صفت کے انکار سے ایمان بالکل چلا جاتا ہے۔

الثَّانِيَةُ: تَفْسِيرُ آيَةِ "الرَّعْدِ".

(۲) سورہ رعد کی آیت (۳۰) کی تفسیر۔ (جس میں اللہ کی صفت رحمن کا تذکرہ ہے)۔

الثَّالِثَةُ: تَرْكُ التَّحْدِيثِ بِمَا لَا يَفْهَمُ السَّامِعُ.

(۳) جس بات کو سامع سمجھنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو' اسے چھوڑ دینا چاہئے۔

الرَّابِعَةُ: ذِكْرُ الْعِلَّةِ؛ أَنَّهُ يُفْضِي إِلَى تَكْذِيبِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَلَوْ لَمْ يَتَعَمَّدْ الْمُنْكِرُ.

(۴) اس علت کا تذکرہ جس سے اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب ہوتی ہے، اگرچہ انکار کرنے والے کا ارادہ تکذیب نہ ہی ہو۔

الْخَامِسَةُ: كَلَامُ ابْنِ عَبَّاسٍ لِمَنْ اِسْتَنْكَرَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ، وَأَنَّهُ أَهْلَكَهُ.

(۵) اس سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول بھی معلوم ہوا کہ جس شخص نے اللہ کے اسماء یا صفات میں سے کسی ایک کا بھی انکار کیا' وہ اس کے باعث ہلاکت سے دوچار ہوا۔

باب:۴۱

باب:۴۱
اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کفر ہے

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

﴿يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ ٱللَّهِ ثُمَّ يُنكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ [النحل:۸۳]

ارشاد الٰہی ہے:

”یہ لوگ اللہ کی نعمتوں کو پہچانتے ہوئے بھی انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے) ناشکرے ہیں“۔

قال مُجَاهِدُ مَا مَعنَاهُ: "هُوَ قَوْلُ الرَّجُلِ: هَذَا مَالِي، وَرِثْتُهُ عَنْ آبائِيَ".

اس آیت کی تفسیر میں مجاہد فرماتے ہیں: ''انسان کا یوں کہنا کہ یہ مال تو مجھے آباؤ اجداد کی طرف سے ورثہ میں ملا ہے' اللہ کی نعمت کا انکار ہے''۔

وقال عَوْنُ بنِ عَبْدِ اللَّهِ: "يَقُولُونَ: لَوْلَا فُلَانُ؛ لَمْ يَكُنْ كَذَا".

عون بن عبد اللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”لوگوں کا یہ کہنا کہ اگر فلاں نہ ہوتا تو یوں ہو جاتا' اللہ کی نعمت کا انکار ہے“۔

وقال ابْنُ قُتَيْبَةَ: "يَقُولُونَ هَذَا بِشَفَاعَةِ آلِهَتِنَا".

ابن قتیبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”لوگوں کا یہ کہنا کہ: 'یہ چیز ہمارے معبودوں کی سفارش سے ملی ہے' بھی اس آیت میں داخل ہے“۔

وقال أَبُو الْعَبَّاسِ -بَعْدَ حَدِيثِ زَيْدِ بنِ خَالِدٍ الَّذِي فِيهِ: "إِنَّ اللَّهَ تعالى قال: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بي

شیخ الاسلام ابو العباس ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے زید بن خالد جہنی کی اس حدیث کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”آج صبح میرے بندوں میں سے کچھ تو مجھ پر ایمان لانے والے اور کچھ کفر کرنے والے ہیں“۔ (یہ

وَكَافِرٌ.." الْحَدِيثُ، وَقَدْ تَقَدَّمَ -: "وَهَذَا كَثِيرٌ فِي الْكِتَابِ وَالسَّنَّةِ، يَذُمُّ سُبْحَانَهُ مَنْ يُضِيفُ إِنْعَامَهُ إِلَى غَيْرِهِ، ويُشْرِكُ بِهِ.

حدیث پہلے گزر چکی ہے) کے بعد یوں فرمایا: ”کتاب وسنت میں یہ بات بکثرت وارد ہے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مذمت فرماتے ہیں جو اللہ کے انعام اور رحمت کو کسی غیر کی طرف نسبت کرتے ہیں اور اللہ تعالی کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں“۔

قال: بَعْضُ السَّلَفِ: هُوَ كَقَوْلِهِمْ: كَانَتِ الرِّيحُ طَيِّبَةً، وَالْمَلَّاحُ حَاذِقاً. وَنَحْوُ ذَلِكَ مِمَّا هُوَ جارٍ عَلَى أَلْسِنَةِ كَثِيرٍ".

اس بات کی وضاحت کے لئے بعض اسلاف نے یہ مثال ذکر کی ہے: ”بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہوا بہت ہی خوب تھی، ملاح ماہر اور تجربہ کار تھا وغیرہ اقوال جو بہت سے لوگ کہتے رہتے ہیں“۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

الأُولَى: تَفْسِيرُ مَعْرِفَةُ النِّعْمَةِ وَإِنْكَارِهَا.

الثَّانِيَةُ: مَعْرِفَةُ أَنَّ هَذَا جَارٍ عَلَى أَلْسِنَةٍ كَثِيرَةٍ.

الثَّالِثَةُ: تَسْمِيَةُ هَذَا الْكَلَامِ إِنْكَارًا لِلنِّعْمَةِ.

الرَّابِعَةُ: اِجْتِمَاعُ الضِّدَّيْنِ فِي الْقَلْبِ.

مسائل:

(۱) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی پہچان اور انکار کی وضاحت ہے۔

(۲) اس بات کا علم کہ اللہ کی نعمتوں کے انکار کی یہ صورتیں لوگوں کی زبان پر مروج ہیں۔

(۳) ایسی باتیں کرنا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار ہے۔

(۴) ایک ہی دل میں دو متضاد باتوں (یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار اور اقرار) کا مجتمع ہونا ثابت ہوتا ہے۔

باب:۴۲

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تعالى:

﴿فَلَا تَجْعَلُواْ لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ [البقرة:۲۲]

قال ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فِي الْآيَةِ: "الْأَنْدَادُ: هُوَ الشِّرْكُ، أَخْفَى مِنْ دَبِيبِ النَّمْلِ عَلَى صَفَاةٍ سَوْدَاءَ فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ؛ وَهُوَ أَنْ تَقُولَ: وَاللّٰهِ، وَحَيَاتِكِ يا فُلَانَةُ وَحَيَاتِي.

وَتَقُولُ لَوْلَا كُلَيْبُهُ هَذَا لَأَتَانَا اللُّصُوصُ، وَلَوْلَا الْبَطُّ فِي الدَّارِ لَأَتَانَا اللُّصُوصُ.

وَقَوْلُ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ: مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ. وَقَوْلُ الرَّجُلِ: لَوْلَا اللّٰهُ وَفُلَانٌ.

لَا تَجْعَلْ فِيهَا فُلَانٌ. هَذَا كُلُّهُ بِهِ شِرْكٌ".

باب:۴۲

اللہ کا شریک ٹھہرانے کی بعض مخفی صورتیں

ارشاد الٰہی ہے:

"پس دانستہ طور پر کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہراؤ"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ:

''انداد'' سے مراد شرک ہے، جو رات کے اندھیرے میں سیاہ پتھر پر چیونٹی کے چلنے سے بھی زیادہ مخفی ہے۔ شرک یہ ہوتا ہے کہ تم یوں کہو: اللہ کی قسم اور تیری زندگی کی قسم۔ یا تمہارا یوں کہنا: اے فلاں! میری جان کی قسم۔

یا تمہارا یوں کہنا: اگر اس کی کتیا نہ ہوتی تو ہمارے گھر چور آ جاتے، یا تمہارا یوں کہنا: اگر گھر میں بطخ نہ ہوتی تو ہمارے گھر چور آ جاتے۔

یا یوں کہنا: جو اللہ چاہے اور تم چاہو یا یوں کہنا: اگر اللہ نہ ہوتا اور فلاں نہ ہوتا تو...

تم اس قسم کی باتوں میں اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ رکھو۔ یہ سب اللہ کے ساتھ شرک کی باتیں ہیں"۔

رَوَاهُ ابنُ أَبِي حَاتِمٍ.
(اس کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے)

وَعَنْ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: "مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ؛ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ".
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی قسم اٹھائی، اس نے کفر کیا یا شرک کا ارتکاب کیا"۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيّ وَحَسَّنَهُ، وَصَحَّحَهُ الْحاكِمُ.
(اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے حسن کہا ہے اور حاکم نے صحیح قرار دیا ہے)۔

وقال: ابْنُ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ: "لَأَنْ أَحْلِفُ بِاللَّهِ كَاذِباً أَحَبُّ إِلَيّ مِنْ أَنْ أَحْلِفَ بِغَيْرِهِ صَادِقاً".
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میرے نزدیک غیر اللہ کی سچی قسم اٹھانے سے، اللہ کی جھوٹی قسم اٹھانا زیادہ بہتر ہے"۔ (مجمع الزوائد)

وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: "لَاتَقُولُوا: مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ فُلَانٌ، وَلَكِنْ قُولُوا: مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ".
اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "یوں نہ کہو کہ: جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے، بلکہ یوں کہو جو اللہ چاہے اور پھر جو فلاں چاہے"۔

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ.

وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخْعِيِّ: "أَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ: أَعُوذُ بِاللَّهِ وَبِكَ. وَيَجُوزُ أَنْ
ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: "أَعُوذُ بِاللَّهِ وَبِكَ" کہ 'میں اللہ کی اور تیری پناہ چاہتا ہوں' کہنا ناپسندیدہ اور ناجائز ہے، البتہ "أَعُوذُ بِاللَّهِ ثُمَّ

يَقُولَ: بِاللَّهِ ثُمَّ بِكَ. وَيَقُولُ: لَوْلَا اللَّهُ ثُمَّ فُلَانٌ. وَلَا تَقُولُوا لَوْلَا اللَّهُ وَفُلَانٌ".

وبکَ" کہ میں اللہ کی اور پھر تیری پناہ چاہتا ہوں' کہنا جائز ہے۔اسی طرح "لَوْلَا اللَّهُ ثُمَّ فُلَانٌ" اگر اللہ نہ ہوتا اور پھر فلاں نہ ہوتا تو ... کہہ سکتے ہیں۔البتہ "لَوْلَا اللَّهُ وَفُلَان" اگر اللہ اور فلاں نہ ہوتا.. نہیں کہہ سکتے"۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الْأُولَى: تَفْسِيرُ آيَةِ "الْبَقَرَةِ" فِي الْأَنْدَادِ.

(۱) انداد کے بارے میں سورہ بقرہ کی آیت (۲۲) کی تفسیر ہے۔

الثَّانِيَةُ: أَنَّ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ يُفَسِّرُونَ الْآيَةَ النَّازِلَةَ فِي الشِّرْكِ الْأَكْبَرِ أَنَّهَا تَعُمُّ الْأَصْغَرَ.

(۲) یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام شرک اکبر کے بارے میں نازل شدہ آیت کی تفسیر یوں کرتے تھے کہ وہ شرک اصغر کو بھی شامل ہو جاتی۔

الثَّالِثَةُ: أَنَّ الْحَلِفَ بِغَيْرِ اللَّهِ شِرْكٌ.

(۳) غیر اللہ کی قسم شرک ہے۔

الرَّابِعَةُ: أَنَّهُ إِذَا حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ صَادِقًا فَهُوَ أَكْبَرُ مِنَ الْيَمِينِ الْغَمُوسِ.

(۴) غیر اللہ کے نام کی سچی قسم' اللہ کے نام کی جھوٹی قسم سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔

الْخَامِسَةُ: الْفَرْقُ بَيْنَ "الْوَاوِ" و "ثُمَّ" فِي اللَّفْظِ.

(۵) "وَاوِ" (اور) اور "ثُمَّ" (پھر) کے الفاظ میں معنوی فرق ہے۔

باب:۴۳

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ لَمْ يَقْنَعْ بِالْحَلِفِ بِاللَّهِ

باب:۴۳

اللہ تعالیٰ کی قسم پر کفایت نہ کرنے والے شخص کا حکم

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: "لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، مَنْ حَلَفَ بِاللَّهِ فَلْيَصْدُقْ، وَمَنْ حُلِفَ لَهُ بِاللَّهِ فَلْيَرْضَ، وَمَنْ لَمْ يَرْضَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ". رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ بِسَنَدٍ حَسَنٍ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں نہ اٹھاؤ۔ جو شخص اللہ کی قسم اٹھائے وہ سچ بولے اور جس کے لئے اللہ کی قسم اٹھائی جائے وہ راضی ہو جائے اور جو راضی نہ ہو، اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں"۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

الأُولَى: النَّهْيُ عَنِ الْحَلِفِ بِالْآبَاءِ.

الثَّانِيَةُ: الْأَمْرُ لِلْمَحْلُوفِ لَهُ بِاللَّهِ أَنْ يَرْضَى.

الثَّالِثَةُ: وَعِيدُ مَنْ لَمْ يَرْضَ.

مسائل:

(۱) آباؤ اجداد کی قسم کی ممانعت ہے۔

(۲) جس شخص کے لئے اللہ کی قسم اٹھائی جائے، اسے حکم ہے کہ وہ اس قسم پر راضی ہو جائے۔

(۳) اللہ کی قسم لے کر بھی راضی نہ ہونے والے کے لئے وعید وارد ہوئی ہے۔

باب: ۴۴

بَابُ قول مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ

عَنْ قُتَيْلَةَ رضی اللہ عنہا: "أَنَّ يَهُودِياً أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقال: إِنَّكُمْ تُشْرِكُونَ؛ تَقُولُونَ: مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ، وَتَقُولُونَ: وَالْكَعْبَةِ. فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِذَا أَرَادُوا أَنْ يَحْلِفُوا أَنْ يَقُولُوا: "وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، وَأَنْ يَقُولُوا: مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ شِئتَ". رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَصَحَّحَهُ.

وَلَهُ أَيْضاً: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: "أَنَّ رَجُلاً قال لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ، فَقالَ: أَجَعَلْتَنِي لِلّهِ نِداً؟ قُلْ مَا

باب: ۴۴

'جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں' کہنے کا حکم

حضرت قتیلہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک یہودی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا: تم (مسلمان) لوگ شرک کرتے ہو کہ یوں کہتے ہو: ''مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ'' جو اللہ چاہے اور تم چاہو۔ نیز تم کہتے ہو: ''وَالْكَعْبَةِ'' کعبہ کی قسم، تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ:

"قسم اٹھانی ہو تو کعبہ کی بجائے رب کعبہ کی قسم اٹھائیں اور ''مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ'' کی بجائی ''مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ شِئتَ'' کہا کریں کہ جو اللہ چاہے اور پھر آپ چاہیں"۔

(اس کو نسائی نے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے)

سنن نسائی ہی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہا: جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں'، تو آپ نے فرمایا: "تو نے مجھے اللہ کا شریک ٹھہرایا ہے، (صرف اتنا کہا کرو) ''مَا شَاءَ اللَّهُ وَحْدَهُ'' جو اللہ اکیلا چاہے"۔

شَاءَ اللَّهُ وَحْدَهُ".

وَلِابْنِ مَاجَهْ عَنِ الطُّفَيْلِ رضي الله عنه -أَخِي عَائِشَةَ رضي الله عنها لِأُمِّهَا- قَالَ: "رَأَيْتُ كَأَنِّي أَتَيْتُ عَلَى نَفَرٍ مِنَ الْيَهُودِ، فَقُلْتُ: إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُولُونَ: عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ. قَالُوا: وَأَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُولُونَ: مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مادری بھائی حضرت طفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کہ:

”میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میرا گزر یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس سے ہوا۔ میں نے کہا: تم اچھے لوگ ہو، اگر حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا نہ کہو، تو انہوں نے جواباً کہا: تم بھی اچھے ہو اگر ”مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ“ (جو اللہ اور محمد چاہے) نہ کہو۔

ثُمَّ مَرَرْتُ بِنَفَرٍ مِنَ النَّصَارَى، فَقُلْتُ: إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُولُونَ: الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ. قَالُوا: وَأَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُولُونَ: مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ.

تو اس کے بعد میرا گزر عیسائیوں کے ایک گروہ کے پاس سے ہوا۔ میں نے کہا: تم اچھے لوگ ہو، اگر مسیح عیسی علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا نہ کہو۔ انہوں نے جواباً کہا: تم بھی اگر ”مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ“ نہ کہو تو بہت اچھے ہو“۔

فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَخْبَرْتُ بِهَا مَنْ أَخْبَرْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرْتُهُ؛ فَقَالَ: "هَلْ أَخْبَرْتَ

صبح ہوئی تو میں نے یہ خواب کچھ لوگوں سے ذکر کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ سے ساری بات ذکر کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے یہ خواب کسی کو بتایا بھی ہے؟ میں نے

بهَا أَحداً؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قال: فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قال:

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ طُفَيْلاً رَأَى رُؤْيَا، أَخْبَرَ بِهَا مَنْ أَخْبَرَ مِنْكُمْ، وَإِنَّكُمْ قُلْتُمْ كَلِمَةً كَانَ يَمْنَعُنِي كَذَا وَكَذَا أَنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْهَا؛ فَلَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ، وَلَكِنْ قُولُوا: مَا شَاءَ اللَّهُ وَحْدَهُ".

کہا: "جی ہاں"۔ (آپ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے) اللہ کی حمد و ثناء کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

"اَما بعد! طفیل نے خواب دیکھا ہے اور اس نے بعض کو بتایا بھی ہے، تم ایک جملہ بولا کرتے ہو، تمہیں اس بات سے روکنے میں میرے لئے فلاں فلاں چیز (شرم) مانع تھی۔ تم "مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ مُحَمَّدُ" نہ کہا کرو بلکہ صرف مَا شَاءَ اللَّهُ کہا کرو"۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

الأُولَى: مَعْرِفَةُ الْيَهُودِ بِالشِّرْكِ الْأَصْغَرِ.

الثَّانِيَةُ: فَهْمُ الْإِنْسَانِ إِذَا كَانَ لَهُ هَوًى.

الثَّالِثَةُ: قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَجَعَلْتَنِي لِلَّهِ نِدًّا؟!" فَكَيْفَ بِمَنْ قَالَ يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ! مَا لِي مَنْ أَلُوذُ بِهِ سِوَاكَ". وَالْبَيْتَيْنِ بَعْدَهُ؟.

الرَّابِعَةُ: أَنَّ هَذَا لَيْسَ مِنَ الشِّرْكِ الْأَكْبَرِ، لِقَوْلِهِ "يَمْنَعُنِي كَذَا وَكَذَا".

الْخَامِسَةُ: أَنَّ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةَ مِنْ أَقْسَامِ الْوَحْيِ.

السَّادِسَةُ: أَنَّهَا قَدْ تَكُونُ سَبَبًا لِشَرْعِ بَعْضِ الْأَحْكَامِ.

مسائل:

(۱) یہودی شرک اصغر سے واقف تھے۔

(۲) انسان کی خواہش ہو تو حق اور باطل کو معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

(۳) آنے والے نے ”مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ“ کہا، تو آپ نے ناگواری کا اظہار کیا اور فرمایا کہ تو نے مجھے اللہ کا شریک ٹھرایا ہے۔ تو جس نے یوں کہا: ”مَا لِي مَنْ أَلُوذُ بِهِ سِوَاكَ“ کہ یا رسول اللہ! آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں جس کی میں پناہ حاصل کر سکوں۔“ اس کے مشرک ہونے میں کیا شک ہے؟

(۴) ”مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ“ وغیرہ کلمات شرک اکبر نہیں ہیں۔ (ورنہ آپ اس سے روک دیتے) اور یوں نہ فرماتے کہ تمہیں اس لفظ سے روکنے میں مجھے ہچکچاہٹ مانع رہی۔

(۵) اچھا خواب بھی وحی کی ایک قسم ہے۔

(٦) اچھا خواب کبھی کبھار بعض احکام کی مشروعیت کا سبب بن جاتا ہے۔

باب:۴۵

بَابُ مَنْ سَبَّ الدَّهْرَ؛ فَقَدْ آذَى اللَّهَ

باب:۴۵

زمانے کو گالی دینا درحقیقت اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچانے کے مترادف ہے

وَقَوْلُ اللَّهِ:

﴿وَقَالُوا۟ مَا هِىَ إِلَّا حَيَاتُنَا ٱلدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ إِلَّا ٱلدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ﴾ [الجاثیۃ:۲۴]

ارشادالٰہی ہے:

"اور وہ کہتے ہیں ہماری زندگی تو صرف دنیا ہی کی ہے کہ ہم (یہاں) مرتے اور جیتے ہیں اور زمانہ ہمیں مار دیتا ہے۔ اور انہیں حقیقت کا کچھ علم نہیں اور محض گمان سے کام لیتے ہیں"۔

فِي الصَّحِيحِ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

"قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ، يَسُبُّ الدَّهْرَ، وَأَنَا الدَّهْرُ، أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ".

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ابن آدم زمانے کو گالی دے کر (برا بھلا کہہ کر مجھے ایذا دیتا ہے، کیونکہ میں ہی زمانہ (کا خالق اور مالک) ہوں۔ دن رات کو میں ہی تبدیل کرتا ہوں"۔ (صحیح بخاری)

وَفِي رِوَايَةٍ:

"لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الدَّهْرُ".

اور ایک روایت میں ہے کہ:

"زمانہ کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ دراصل اللہ ہی زمانہ ہے"۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

الأُولَى: النَّهْيُ عَنْ سَبِّ الدَّهْرِ.

الثَّانِيَةُ: تَسْمِيَتُهُ آذَى اللَّهَ.

الثَّالِثَةُ: التَّأَمُّلُ فِي قَوْلِهِ : "فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الدَّهْرُ".

الرَّابِعَةُ: أَنَّهُ قَدْ يَكُونُ سَابًّا، وَلَوْ لَمْ يَقْصِدْهُ بِقَلْبِهِ.

مسائل:

(۱) زمانے کو گالی دینے اور برا بھلا کہنے کی ممانعت ہے۔

(۲) زمانے کو برا بھلا کہنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کو ایذا پہنچانا قرار دیا ہے۔

(۳) ''فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الدَّهْرُ'' پر غور وفکر کرنا چاہئے۔

(۴) بسا اوقات انسان سب وشتم کا مرتکب ہو جاتا ہے، اگرچہ اس کی نیت نہ بھی ہو۔

باب:۴۶

بَابُ التَّسَمِّي بِقَاضِي الْقُضَاةِ وَنَحْوِهِ

في الصحيح: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: "إِنَّ أَخْنَعَ اسْمٍ عِنْدَ اللَّهِ: رَجُلٌ يُسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ، لَا مَالِكَ إِلَّا اللَّهُ".

قال سُفْيَانُ: "مِثْلُ شَاهَانْ شَاهْ".

وَفِي رِوَايَةٍ: "أَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَخْبَثُهُ" قَوْلُهُ: "أَخْنَعُ" يَعْنِي: أَوْضَعُ.

باب:۴۶

'قاضی القضاۃ' وغیرہ القاب کی شرعی حیثیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے گھٹیا اور حقیر وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو شہنشاہ کہلوائے۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں"۔ (صحیح بخاری)

حضرت سفیان رحمہ اللہ نے "مَلِكَ الْأَمْلَاكِ" "بادشاہوں کا بادشاہ" کا ترجمہ "شَاهَانْ شَاهْ" یعنی "شہنشاہ" کیا ہے۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ بھی وارد ہیں: "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مغضوب اور بڑا خبیث شخص (وہ ہے جو اپنے آپ کو شہنشاہ کہلوائے)"۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

الْأُولَى: النَّهْيُ عَنِ التَّسَمِّي بِمَلِكِ الْأَمْلَاكِ.

الثَّانِيَةُ: أَنَّ مَا فِي مَعْنَاهُ مِثْلُهُ كَمَا قَالَ سُفْيَانُ.

الثَّالِثَةُ: التَّفَطُّنُ لِلتَّغْلِيظِ فِي هَذَا وَنَحْوِهِ مَعَ الْقَطْعِ بِأَنَّ الْقَلْبَ لَمْ يَقْصِدْ مَعْنَاهُ.

الرَّابِعَةُ: التَّفَطُّنُ أَنَّ هَذَا لِإِجْلَالِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ.

مسائل:

(۱) کسی کو 'ملک الاملاک' یعنی شہنشاہ کہنے کی ممانعت ہے۔

(۲) اس قسم کے دیگر الفاظ اسماء اور القاب بھی منع ہیں، جیسا کہ سفیان رحمہ اللہ نے مثال دے کر سمجھایا۔

(۳) اس قسم کے الفاظ کی ناپسندیدگی کو سمجھنا اور ان پر غور کرنا چاہیے، اگر چہ دل میں اس لفظ کا حقیقی معنی مراد نہ بھی ہو تب بھی یہ ناپسندیدہ اور ممنوع ہیں۔

(۴) سمجھنا چاہیے کہ ایسے القاب کو صرف اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کے پیش نظر ناپسند اور منع کیا گیا ہے۔

باب:۴۷

بَابُ احْتِرَامِ أَسْمَاءِ اللَّهِ تَعَالَى وَتَغْيِيرِ الاسْمِ لِأَجْلِ ذَلِكَ

عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُكَنَى أَبَا الْحَكَمِ، فَقال لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: "إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَكَمُ، وَإِلَيْهِ الْحُكْمُ، فَقَالَ: إِنَّ قَوْمِي إِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ أَتَوْنِي، فَحَكَمْتُ بَيْنَهُم، فَرَضِي كِلا الْفَرِيقَيْنِ، فَقَالَ: مَا أَحْسَنَ هَذَا! فَمَالَكَ مِنَ الْوَلَدِ؟، قُلْتُ: شُرَيْحٌ، وَمُسْلِمٌ، وَعَبْدُ اللَّهِ. قَالَ: فَمَنْ أَكْبَرُهُمْ؟ قُلْتُ: شُرَيْحٌ، قال: فَأَنْتَ أَبُو شُرَيْحٍ". رَوَاهُ أَبُو دَاوُد وَغَيْرُهُ.

باب:۴۷

اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کی تعظیم اور اس وجہ سے (کسی کے) نام کی تبدیلی

حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کی کنیت ابوالحکم تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: ”حکم تو اللہ تعالیٰ ہے اور حکم بھی اسی کا (نافذ ہوتا ہے“۔

تو ابوشریح رضی اللہ عنہ نے کہا: ”میری قوم میں جب کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو وہ میرے پاس آتے ہیں، تو میں ان کا فیصلہ کر دیتا ہوں، جس پر دونوں فریق راضی ہو جاتے ہیں“۔

آپ نے فرمایا: ”یہ کیسی اچھی بات ہے“۔ پھر فرمایا: ”تمہاری اولاد میں کون کون ہیں؟ میں نے کہا: شریح، مسلم اور عبد اللہ۔ آپ نے پوچھا: ”ان میں سب سے بڑا کون ہے؟“ میں نے کہا: ”شریح“، تو آپ نے فرمایا: ”تم ابوشریح ہو“۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الْأُولَى: اِحْتِرَامُ أَسْمَاءِ اللَّهِ وَصِفَاتِهِ، وَلَوْ لَمْ يَقْصِدْ مَعْنَاهُ.

(۱) اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا مکمل احترام، اگر چہ دوسرے کے لئے استعمال کرتے وقت ان کا معنی مقصود نہ ہی ہو۔

الثَّانِيَةُ: تَغْيِيرُ الِاسْمِ لِأَجْلِ ذَلِكَ.

(۲) اللہ تعالیٰ کے اسماء کے احترام کے پیش نظر (شرکیہ اور غلط) ناموں کو تبدیل کر دینا۔

الثَّالِثَةُ: اِخْتِيَارُ أَكْبَرِ الْأَبْنَاءِ لِلْكُنْيَةِ.

(۳) کنیت رکھنے کے لیے سب سے بڑے بیٹے کا انتخاب کرنا۔

باب:۴۸

بَابُ مَنْ هَزَلَ بِشَيْءٍ فِيهِ ذِكْرُ اللَّهِ أَوِ الْقُرْآنِ أَوِ الرَّسُولِ

باب:۴۸

اللہ تعالیٰ، قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اڑانے والے شخص کا حکم

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَي:

﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَءَايَٰتِهِۦ وَرَسُولِهِۦ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ﴾ [التوبۃ:۶۵]

ارشاد الٰہی ہے:

”اور اگر آپ ان سے پوچھیں (کہ تم کیا باتیں کر رہے تھے؟) تو کہیں گے ’ہم تو یوں ہی بات چیت اور دل لگی کر رہے تھے‘۔ آپ ان سے کہہ دیں کہ تمہاری دل لگی کے لئے اللہ تعالیٰ اس کی آیات اور اس کے رسول ہی رہ گئے) ہیں“۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، وَمُحَمَّدِ بنِ كَعْبٍ، وَزَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، وَقَتَادَةَ -دَخَلَ حَدِيثُ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ-:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، محمد بن کعب، زید بن اسلم اور قتادہ رحمہم اللہ سے روایت ہے، ان سب کی روایات آپس میں مل گئی ہیں (ان کے الفاظ ذرا مختلف ہیں، لیکن مفہوم یہ ہے کہ):

"أَنَّهُ قَالَ رَجُلٌ فِي غَزْوَةِ تَبُوك: مَا رَأَيْنَا مِثْلَ قُرَّائِنَا هَؤُلَاءِ؛ أَرْغَبَ بُطُوناً، وَلَا أَكْذَبَ أَلْسُناً، وَلَا أَجْبَنَ عِنْدَ اللِّقَاءِ - يَعْنِي رَسُولَ

غزوہ تبوک میں ایک منافق نے کہا:

”ہم نے پیٹ کے پجاری، زبان کے جھوٹے اور میدان جنگ میں سب سے زیادہ بزدل ان علم والوں سے بڑھ کر اور کوئی نہیں دیکھے۔ اسکی مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے قراء صحابہ تھے۔

اللَّه ﷺ وَأَصْحَابُهُ الْقُرَّاءَ ۔

فَقَالَ لَهُ عَوْفُ بنُ مَالِكٍ: كَذَبْتَ؛ وَلَكِنَّكَ مُنَافِقٌ، لَأُخْبِرَنَّ رَسُولَ اللَّه ﷺ. فَذَهَبَ عَوْفٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِيُخْبِرَهُ، فَوَجَدَ الْقُرْآن قَدْ سَبَقَهُ. فَجَاءَ ذَلِكَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَدِ ارْتَحَلَ وَرَكِبَ نَاقَتَهُ، فَقَال: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَتَحَدَّثُ حَدِيثَ الرَّكْبِ؛ نَقْطَعُ بِهِ عَنَّا الطَّرِيقَ.

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور (پکا) منافق ہے، میں تمہاری بات نبی ﷺ کو ضرور بتاؤں گا۔

چنانچہ عوف رضی اللہ عنہ بتانے کی غرض سے آپ کے پاس گئے مگر ان کے آنے سے پہلے وحی نازل ہو چکی تھی۔ وہ منافق بھی آپ کی خدمت میں (معذرت کے لئے) آپہنچا، آپ اونٹنی پر سوار ہو کر روانہ ہو چکے تھے۔ وہ بولا یا رسول اللہ! ہم لوگ تو محض دل بہلانے کے لئے ایسی بات چیت اور سواروں کی سی باتیں کر رہے تھے، تاکہ سفر کی مشقت طے کر سکیں (اور بوریت نہ ہو)۔

فَقَال: ابْنُ عُمَرَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ؛ مُتَعَلِّقاً بِنِسْعَةِ نَاقَةِ رَسُولِ اللَّه ﷺ، وَإِنَّ الْحِجَارَةَ تَنْكِبُ رِجْلَيْهِ، وَهُوَ يَقُولُ: ﴿إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ﴾، فَيَقُولُ لَهُ رَسُولُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''وہ منظر اب بھی میرے سامنے ہے۔ گویا وہ شخص آپ کی اونٹنی کے کجاوے کی رسی کے ساتھ چمٹا ہوا ہے اور پتھر اس کے پاؤں (راستے سے) ہٹا رہے ہیں اور وہ کہہ رہا ہے: ''ہم تو محض بات چیت اور دل لگی کر رہے تھے''۔ اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں: ''کیا تم

اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿أَبِٱللَّهِ وَءَايَـٰتِهِۦ وَرَسُولِهِۦ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ﴾، مَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ، وَمَا يَزِيدُهُ عَلَيْهِ".

اللہ تعالیٰ اس کی آیات اور اس کے رسول سے ہنسی کرتے ہو۔ تم نے ایمان لانے کے بعد (یہ بات کر کے) کفر کا ارتکاب کیا ہے"۔ چنانچہ آپ نہ تو اس کی طرف التفات فرما رہے تھے اور نہ اس پر کچھ مزید فرما رہے تھے"۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الْأُولَى: وَهِيَ الْعَظِيمَةُ؛ أَنَّ مَنْ هَزَلَ بِهَذَا فَهُوَ كَافِرٌ.

(۱) اس سے بڑا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ جو شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ کرام کا مذاق اڑائے' وہ کافر ہے۔

الثَّانِيَةُ: أَنَّ هَذَا تَفْسِيرُ الْآيَةِ فِيمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ كَائِنًا مَنْ كَانَ.

(۲) جو بھی ایسی بات کرے' خواہ کوئی ہو، اس پر اس آیت کی روشنی میں (کفر کا) حکم لگایا جائے گا۔

الثَّالِثَةُ: الْفَرْقُ بَيْنَ النَّمِيمَةِ وَبَيْنَ النَّصِيحَةِ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ.

(۳) چغلی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نصیحت اور خیر خواہی کرنے میں' فرق ہے۔

الرَّابِعَةُ: الْفَرْقُ بَيْنَ الْعَفْوِ الَّذِي يُحِبُّهُ اللَّهُ وَبَيْنَ الْغِلْظَةِ عَلَى أَعْدَاءِ اللَّهِ.

(۴) اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیز عفو و درگزر اور اللہ کے دشمنوں کے ساتھ سختی سے پیش آنے میں' فرق ہے۔

الخَامِسَةُ: أَنَّ مِنَ الِاعْتِذَارِ مَا لَا يَنْبَغِي أَنْ يُقْبَلَ.

(۵) بعض عذر نا قابل قبول ہوتے ہیں۔

باب:۴۹

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿وَلَئِنْ أَذَقْنَٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِى وَمَآ أَظُنُّ ٱلسَّاعَةَ قَآئِمَةً وَلَئِن رُّجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّىٓ إِنَّ لِى عِندَهُۥ لَلْحُسْنَىٰ فَلَنُنَبِّئَنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ بِمَا عَمِلُوا۟ وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ﴾ [فصلت:۵۰]

قَالَ مُجَاهِدُ: "هَذَا بِعَمَلِي، وَأَنَا مَحْقُوقٌ بِهِ".

وقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: "يُرِيدُ مِنْ عِنْدِي".

وَقَوْلُهُ: ﴿قَالَ إِنَّمَآ أُوتِيتُهُۥ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِىٓ﴾ [القصص:۷۸]

قَالَ قَتَادَةُ: "عَلَى عِلْمٍ مِنِّي

باب:۴۹

اللہ تعالیٰ کے انعامات واحسانات کا شکریہ

ارشاد الٰہی ہے:

”اور اگر تکلیف پہنچنے کے بعد ہم اسے اپنی رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو میرا حق تھا اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت (کبھی) آئے گی۔ اور اگر میں واقعی اپنے رب کی طرف لوٹایا گیا تو میرے لئے وہاں بھی خوشحالی ہے، پس کفر کرنے والوں کو ہم ضرور بتائیں گے کہ وہ کیا کام کرتے رہے۔ اور انہیں ہم سخت عذاب سے دوچار کریں گے“۔

مجاہد رحمہ اللہ نے (هَٰذَا لِى) کی تفسیر میں فرمایا کہ: ”یہ مال ودولت تو میری محنت وکاوش کا نتیجہ ہے اور میں اس کا مستحق ہوں“۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما اس لفظ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”اس کی مراد یہ ہے کہ یہ مال تو ہے ہی میرا“۔

آیت مبارکہ: ﴿إِنَّمَآ أُوتِيتُهُۥ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِىٓ﴾ کہ یہ مال مجھے میرے علم کی بدولت ملا ہے) کی تفسیر میں قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”وہ کہتا ہے کہ یہ مال

بِوُجُوهِ الْمَكَاسِبِ".

مجھے کمائی کے تجربے اور علم کی بدولت ملا ہے"۔

وقَالَ آخَرُونَ: "عَلَى عِلْمٍ مِنَ اللَّهِ أَنِّي لَهُ أَهْلٌ". وَهَذَا مَعَنى قَوْلِ مُجَاهِدٍ: "أُوتِيتُهُ عَلَى شَرَفٍ".

دوسرے اہل علم نے اس آیت کی تفسیر میں کہا: "وہ کہتا ہے کہ یہ مال و دولت مجھے اس لئے ملا کہ میں اللہ کے علم میں اس کا اہل ہوں"۔ اور مجاہد کے قول کا معنی بھی یہی ہے کہ یہ مال و دولت مجھے بزرگی و شرف کی بنا پر ملا ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُول اللَّه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُول: "إِنَّ ثَلَاثَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ: أَبْرَصَ، وَأَقْرَعَ، وَأَعْمَى، فَأَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكاً، فَأَتَى الْأَبْرَصَ، فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: لَوْنٌ حَسَنٌ، وَجِلْدٌ حَسَنٌ، وَيَذْهَبُ عَنِّي الَّذِي قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ. قَالَ: فَمَسَحَهُ، فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهُ، وَأُعْطِيَ لَوْناً حَسَناً، وَجِلْداً

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے، جن میں ایک کوڑھی، دوسرا گنجا اور تیسرا نابینا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آزمائش کی غرض سے ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ وہ فرشہ ابرص (برص کے مریض یعنی سفید کوڑھ والے) کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: تمہیں کونسی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ مریض نے کہا اچھا رنگ اور خوبصورت جلد اور یہ کہ مجھ سے یہ بیماری رفع ہو جائے جس کے سبب لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری رفع ہو گئی۔ اچھا رنگ اور خوبصورت جلد مل گئی۔ فرشتے نے پھر پوچھا تمہیں کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے

حَسَناً، قَالَ: فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْإِبِلُ أَوِ الْبَقَرُ - شَكَّ إِسْحَاقُ - فَأُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ، وَقَالَ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا.

کہا: اونٹ یا گائے۔ (راوی اسحاق کو ان دونوں لفظوں کے بارے میں تردد ہے کہ کونسا لفظ اس نے کہا) چنانچہ اسے حاملہ اونٹنی دی گئی اور فرشتے نے دعا کی) ''بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا'' اللہ تیرے لئے اس اونٹنی میں برکت فرمائے۔

قَالَ: فَأَتَى الْأَقْرَعَ، فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ: شَعْرٌ حَسَنٌ، وَيذْهَبَ عَنِّي الَّذِي قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ. قال: فَمَسَحَهُ، فَذَهَبَ عَنْهُ، وَأُعْطِيَ شَعْراً حَسَناً، قَالَ: فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْبَقَرُ، أَوِ الْإِبِلُ، فَأُعْطِيَ بَقَرَةً حَامِلاً، وقَالَ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا.

اس کے بعد وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے کہا: ''تجھے کونسی سی چیز زیادہ پسند ہے؟'' اس نے کہا: خوبصورت بال اور یہ کہ مجھ سے یہ بیماری رفع ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا اس کی بیماری ختم ہو گئی اور اسے خوبصورت بال مل گئے۔فرشتے نے اس سے پوچھا تمہیں کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا اونٹ یا گائے۔چنانچہ اسے ایک حاملہ گائے دے دی گئی۔فرشتے نے دعا کی ''بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا'' تیرے لئے اللہ اس گائے میں برکت فرمائے۔

قال: فَأَتَى الْأَعْمَى، فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: أَنْ يَرُدَّ اللَّهُ إِلَيَّ بَصَرِي فَأُبْصَرَ بِهِ النَّاسَ. قال:

اس کے بعد وہ فرشتہ نابینے کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ: تجھے کونسی چیز زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے میری بینائی لوٹا دے، تا کہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اللہ

فَمَسَحَهُ، فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ، قَالَ: فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْغَنَمُ، فَأُعْطِيَ شَاةً وَالِداً.	تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی۔ فرشتے نے کہا: تمہیں کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: بکریاں، چنانچہ اسے حاملہ بکری دے دی گئی۔
فَأُنْتِجَ هَذَان وَوَلَّدَ هَذَا، فكَانَ لِهَذَا وادٍ مِنَ الْإِبِلِ، وَلِهَذَا وَادٍ مِنَ الْبَقَرِ، وَلِهَذَا وَادٍ مِنَ الْغَنَمِ.	کچھ عرصہ بعد اونٹی نے خوب بچے دیئے۔ گائے اور بکری نے بھی خوب بچے جنے، چنانچہ سابقہ کوڑھی کی اونٹوں سے ایک وادی بھر گئی اور گائے اور بکری والوں کے پاس بھی گائے اور بکریوں کا میدان بھر گیا۔
قَالَ: ثُمَّ أَنَّهُ أَتَى الْأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ. فقَالَ: رَجُلٌ مِسْكِينٌ، قَدْ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي، فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ، وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ، وَالْمَالَ، بَعِيراً أَتَبَلَّغُ بِهِ فِي سَفَرِي، فقَالَ: الْحُقُوقُ كَثِيرَةٌ. فقَالَ لَهُ: كَأَنِّي أَعْرِفُكَ، أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ؛ فَقِيراً	پھر وہ فرشتہ ابرص (کوڑھے) کے پاس اس کی پہلی شکل وصورت میں آیا اور کہا میں مسکین غریب آدمی ہوں، میرا زادراہ ختم ہوگیا ہے۔ آج اللہ کی مدد یا پھر آپ کے تعاون کے بغیر گھر نہیں پہنچ سکتا۔ جس اللہ نے آپ کو خوبصورت رنگ، خوبصورت جلد اور اس قدر کثیر مال عطا کیا ہے اس کے نام پر ایک اونٹ مانگتا ہوں، تاکہ میں اس پر سفر کر کے گھر پہنچ جاؤں۔ اس آدمی نے کہا: میری ضرورتیں بہت زیادہ ہیں (میں تمہیں اونٹ نہیں دے سکتا تو فرشتے نے کہا: غالباً میں تجھے اچھی طرح جانتا ہوں، کیا تو ابرص (کوڑھا) نہ تھا؟ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے اور تو انتہائی غریب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے یہ مال عطا کیا۔

فَأَعْطَاكَ اللَّهُ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا وَرِثْتُ هَذَا المَالَ كَابِراً عَنْ كَابِرٍ، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ كَاذِباً فَصَيَّرَكَ اللَّهُ إِلَى مَا كُنْتَ.

وہ بولا: یہ مال تو مجھے آباؤ اجداد سے وراثت میں ملا ہے۔

فرشتے نے کہا: ”اگر تو اس بات میں جھوٹا ہو تو اللہ تجھے پہلے جیسا بنا دے“۔

قَالَ: وَأَتَى الْأَقْرَعَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهَذَا، وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَيْهِ هَذَا، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ كَاذِباً فَصَيَّرَكَ اللَّهُ إِلَى مَا كُنْتَ.

پھر وہ فرشتہ اسی پہلی شکل وصورت میں گنجے کے پاس آیا اور اسے بھی وہی باتیں کہیں جو ابرص (کوڑھے) سے کہی تھیں تو اس نے بھی وہی جواب دیئے۔ تو فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔

قال: وَأَتَى الْأَعْمَى فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ: رَجُلٌ مِسْكِينٌ وَابْنُ سَبِيلٍ، قَدْ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي، فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللَّه ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ، شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِي سَفَرِي. فَقَالَ: قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيَّ

پھر وہ فرشتہ اسی پہلی شکل وصورت میں اس نابینا کے پاس آیا اور کہا میں ایک غریب مسافر ہوں میرا زادراہ ختم ہو گیا ہے، اللہ کی مدد یا پھر آپ کے تعاون کے بغیر میں آج گھر نہیں پہنچ سکتا۔ جس اللہ نے آپ کو بینائی عطا کی۔ اس کے نام پر آپ سے ایک بکری کا سوال ہے تا کہ اپنا سفر مکمل کر سکوں۔ اس نے کہا میں نابینا تھا۔ اللہ نے مجھے میری بینائی لوٹا دی۔ جتنا چاہو لے جاؤ اور جو چاہو چھوڑ جاؤ۔ تو آج اللہ کے نام پر جو کچھ لے جائے، میں تجھ سے کچھ نہ کہوں گا۔ تو فرشتے

بَصَرِي، فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ، فَوَاللَّهِ لَا أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ أَخَذْتَهُ للهِ. فقَالَ: أَمْسِكْ مَالَكَ، فَإِنَّمَا ابْتُلِيتُمْ فَقَدْ رُضِيَ عَنْكَ، وَسُخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ" أَخْرَجَاهُ.

نے کہا: اپنا مال اپنے پاس ہی رکھو، تمہارا امتحان لیا گیا۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی اور تیرے دوسرے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہو گیا ہے"۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: تَفْسِيرُ الْآيَةِ.

(۱) سورہ فصلت کی آیت (۵۰) کی تفسیر (جس میں ناشکرے انسان کو وعید سنائی گئی)۔

الثَّانِيَةُ: مَا مَعْنَى: ﴿لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي﴾

(۲) ﴿لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي﴾ کی تفسیر

الثَّالِثَةُ: مَا مَعْنَى قَوْلِهِ: ﴿قَالَ إِنَّمَآ أُوتِيتُهُۥ عَلَىٰ عِلۡمٍ عِندِيٓ﴾

(۳) ﴿إِنَّمَآ أُوتِيتُهُۥ عَلَىٰ عِلۡمٍ عِندِيٓ﴾ کی تفسیر۔

الرَّابِعَةُ: مَا فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ الْعَجِيبَةِ مِنَ الْعِبَرِ الْعَظِيمَةِ.

(۴) ان تین افراد کے اس عجیب واقعہ میں جو عظیم عبرتیں پوشیدہ ہیں، اس کی طرف اشارہ ہے۔

باب:۵۰

باب:۵۰

اولاد ملنے پر اللہ کے ساتھ شرک کرنا

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿فَلَمَّآ ءَاتَىٰهُمَا صَٰلِحًا جَعَلَا لَهُۥ شُرَكَآءَ فِيمَآ ءَاتَىٰهُمَاۚ فَتَعَٰلَى ٱللَّهُ عَمَّا يُشۡرِكُونَ﴾ [الاعراف:۱۹۰]

ارشادِ الٰہی ہے:

”جب اللہ تعالیٰ نے انہیں صحیح وتندرست بچہ دیا، تو انہوں نے اس عنایت میں دوسروں کو اللہ کا شریک ٹھہرا دیا۔ پس اللہ تعالیٰ ان شرکیہ باتوں سے جو یہ کرتے ہیں، بلند تر ہے“۔

قَالَ ابْنُ حَزْمٍ: "اتَّفَقُوا عَلَى تَحْرِيمِ كُلِّ اسْمٍ مَعَبَّدٍ لِغَيْرِ اللَّهِ؛ كَعَبْدِ عُمَرٍو، وَعَبْدِ الْكَعْبَةِ، وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ، حَاشَا عَبْدَ الْمُطَّلِبِ".

ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس نام میں غیر اللہ کی عبدیت کا اظہار ہو وہ حرام ہے۔ مثلاً عبد عمرو اور عبد الکعبہ وغیرہ۔ البتہ عبد المطلب اس سے مستثنیٰ ہے۔ (کیونکہ اس کا معنی غلام کا ہے۔ یہ لفظ اس معنی میں مستعمل نہیں جو اللہ کے عبد سے مراد ہوتا ہے)۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فِي الْآيَةِ؛ قَالَ: "لَمَّا تَغَشَّاهَا آدَمُ؛ حَمَلَتْ، فَأَتَاهُمَا إِبْلِيسُ، فَقَالَ: إِنِّي صَاحِبُكُمَا الَّذِي أَخْرَجْتُكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ،

مذکورہ بالا آیات کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”جب آدم وحوا علیہما السلام آپس میں ملے تو حوا حاملہ ہوئیں، ابلیس ان کے پاس آیا اور کہنے لگا، میں وہی ہوں جس نے تمہیں جنت سے نکالا۔ تم میری بات مانو ورنہ میں اس کے سر پر بارہ سینگا کے دو سینگ

لَتُطِيعَنِّي أَوْ لَأَجْعَلَنَّ لَهُ قَرْنَيْ أَيِّلٍ، فَيَخْرُجُ مِنْ بَطْنِكِ فَيَشُقُّهُ، وَلَأَفْعَلَنَّ وَلَأَفْعَلَنَّ - يُخَوِّفُهُمَا - سَمِّيَاهُ عَبْدَ الْحَارِثِ، فَأَبَيَا أَنْ يُطِيعَاهُ، فَخَرَجَ مَيْتاً. ثُمَّ حَمَلَتْ، فأتاهُمَا، فقَالَ مِثْلَ قَوْلِهِ، فَأَبَيَا أَنْ يُطِيعَاهُ، فَخَرَجَ مَيْتاً. ثُمَّ حَمَلَتْ، فَأَتَاهُمَا، فَذَكَرَ لَهُمَا، فَأَدْرَكَهُمَا حُبُّ الْوَلَدِ، فَسَمَّيَاهُ عَبْدَ الْحَارِثِ؛ فَذَلِكَ قَوْلُهُ: ﴿جَعَلَا لَهُۥ شُرَكَآءَ فِيمَآ ءَاتَىٰهُمَا﴾.

بنا دوں گا، جن کی وجہ سے یہ بچہ تمہارا پیٹ چیر کر نکلے گا۔ میں یہ کردوں گا میں وہ کردوں گا، ایسی باتیں کر کے انہیں خوب ڈرایا دھمکایا اور کہا تم اس بچے کا نام عبدالحارث رکھنا۔ چنانچہ حضرت آدم وحوا علیہما السلام نے اس کی بات نہ مانی اور بچہ مردہ پیدا ہوا، حوا دوبارہ حاملہ ہوئیں تو شیطان نے آ کر پھر وہی بات کہی لیکن آدم اور حوا علیہما السلام نے اس کی کوئی بات نہ مانی اور بچہ مردہ پیدا ہوا۔ پھر جب حوا تیسری مرتبہ حاملہ ہوئی تو شیطان پھر آیا اور وہی باتیں کرنے لگا۔ ان کے دل میں بچے کی محبت پیدا ہوئی اور انہوں نے بچے کی ولادت کے بعد اس کا نام عبدالحارث رکھ دیا۔ یعنی ﴿جَعَلَا لَهُۥ شُرَكَآءَ فِيمَآ ءَاتَىٰهُمَا﴾ کا معنی ہے (ابن ابی حاتم)

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ.

وَلَهُ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ: عَنْ قَتَادَةَ؛ قَالَ: "شُرَكَاءَ فِي طَاعَتِهِ، وَلَمْ يَكُنْ فِي عِبَادَتِهِ".

ابن ابی حاتم ہی نے اسے بسند صحیح حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے (وہ اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں کہ: "آدم وحوا نے شیطان کا صرف کہا مانا تھا، اس کی عبادت نہیں کی تھی"۔

وَلَهُ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ مجَاهِدٍ فِي قَوْلِهِ: "﴿لَئِنْ

نیز ابن ابی حاتم ہی نے بسند صحیح مجاہد رحمہ اللہ سے ﴿لَئِنْ ءَاتَيْتَنَا صَٰلِحًا﴾ کی تفسیر میں یہ بیان کیا

ءَاتَيْتَنَا صَٰلِحًا﴾ [الاعراف:١٨٩] ہے کہ:

قَالَ: أَشْفَقَا أَلَّا يَكُونَ إِنْسَاناً". آدم اور حوا کو خدشہ تھا کہ مبادا ہمارا بچہ انسان نہ ہو۔

وَذَكَرَ مَعْنَاهُ: عَنِ الْحَسَنِ، وَسَعِيدٍ، وَغَيْرِهِمَا. حضرت حسن بصری اور سعید رحمہم اللہ وغیرہ سے بھی اس قسم کے اقوال مروی ہیں۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

الأُولَى: تَحْرِيمُ كُلِّ اِسْمٍ مُعَبَّدٍ لِغَيْرِ اللَّهِ.

الثَّانِيَةُ: تَفْسِيرُ الْآيَةِ.

الثَّالِثَةُ: أَنَّ هَذَا الشِّرْكَ فِي مُجَرَّدِ تَسْمِيَةٍ لَمْ تُقْصَدْ حَقِيقَتُها.

الرَّابِعَةُ: أَنَّ هِبَةَ اللَّهِ لِلرَّجُلِ الْبِنْتَ السَّوِيَّةَ مِنَ النِّعَمِ.

الخَامِسَةُ: ذِكْرَ السَّلَفُ الْفَرْقَ بَيْنَ الشِّرْكِ فِي الطَّاعَةِ وَالشِّرْكِ فِي الْعِبَادَةِ.

مسائل:

(۱) ہر وہ نام جس میں عبدیت کی نسبت غیر اللہ کی طرف ہو، حرام ہے۔

(۲) سورۃ اعراف کی آیت (۱۹۹) کی تفسیر (جس میں شرکیہ ناموں سے منع کیا گیا ہے)۔

(۳) قصہ مذکورہ میں جس شرک کا ذکر ہے، وہ صرف نام رکھنے کی حد تک تھا، حقیقی شرک نہ تھا۔

(۴) کسی کے ہاں صحیح وتندرست بیٹی پیدا ہو تو یہ بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

(۵) اسلاف امت شرک فی الطاعۃ اور شرک فی العبادۃ میں فرق کرتے تھے۔

باب:۵۱

باب:۵۱

اسماء حسنیٰ کا بیان

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَلِلَّهِ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ فَٱدْعُوهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا۟ ٱلَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِىٓ أَسْمَٰٓئِهِۦ﴾ [الاعراف:۱۸۰]

ارشاد الٰہی ہے: ''اور اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے نام ہیں، پس تم اسے انہی ناموں سے پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں الحاد (کجی) کرتے ہیں؟''①۔

① صحیح البخاری کتاب الدعوات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹/ اسماء حسنی ہیں۔ جو انہیں یاد کرلے گا وہ جنت میں داخل ہوگا، اللہ ایک ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔ جامع ترمذی میں اللہ تعالیٰ کے یہ ۹۹/اسماء حسنی بیان ہوئے ہیں۔

ذَكَرَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: "﴿يُلْحِدُونَ فِىٓ أَسْمَٰٓئِهِۦ﴾: يُشْرِكونَ". وَعَنْهُ: "سَمُّوا اللَّاتَ مِنْ الْإِلهِ، وَالْعُزَّى مِنَ الْعَزِيزِ".

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں الحاد کا معنی شرک نقل کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی کا قول ہے کہ: مشرکین نے ''اللہ'' سے ''اللّاتَ'' اور ''اَلْعَزِیزِ'' سے ''اَلْعُزّٰی'' مشتق کیا ہے۔ (ابن ابی حاتم)

وَعَنِ الْأَعْمَشِ: "يُدْخِلُونَ فِيها مَا لَيْسَ مِنْهَا".

اعمش کا قول ہے کہ اسماء الٰہی میں الحاد سے مراد یہ ہے کہ وہ ان میں ایسے ناموں کو بھی داخل کر جاتے ہیں، جو اس میں شامل نہیں ہیں۔

مسائل:	فِيهِ مَسَائِلُ:
(۱) اللہ تعالیٰ کے لئے اسماء کا اثبات ہے۔	الأُولَى: إِثْبَاتُ الْأَسْمَاءِ.
(۲) اللہ تعالیٰ کے سب نام اچھے ہیں۔	الثَّانِيَةُ: كَوْنُهَا حُسْنَى.
(۳) اسماء حسنیٰ کے ذریعہ دعا مانگنے کا حکم آیا ہے۔	الثَّالِثَةُ: اَلْأَمْرُ بِدُعَائِهِ بِهَا.
(۴) جو جاہل اور ملحد ان کا انکار کریں، ان سے معارضہ نہیں کرنا چاہیے۔	الرَّابِعَةُ: تَرْكُ مَنْ عَارَضَ مِنَ الْجَاهِلِينَ الْمُلْحِدِينَ.
(۵) اسماء الٰہی میں الحاد کی تفسیر بیان ہوئی۔	الخَامِسَةُ: تَفْسِيرُ الْإِلْحَادِ فِيهَا.
(۶) الحاد کرنے والوں کے لئے وعید تہدید کا پتہ چلا۔	السَّادِسَةُ: وَعِيدُ مَنْ أَلْحَدَ.

باب:۵۲

بَابُ لَا يُقَالُ: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ

فِي الصَّحِيحِ: عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: "كُنَّا إِذَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي الصَّلَاةِ؛ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ مِنْ عِبَادِهِ، السَّلَامُ عَلَى فُلَانَ، فقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لَا تَقُولُوا: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ؛ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ".

باب:۵۲

'السلام علی اللہ' کہنے کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ''نماز میں جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوتے' تو ہم ''السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ مِنْ عِبَادِهِ، السَّلَامُ عَلَى فُلَانَ وَفُلَانَ'' اللہ تعالیٰ پر اس کے بندوں کی طرف سے سلام ہو، فلاں فلاں شخص پر بھی سلام ہو' کہتے، تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''لَاتَقُولُوا: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ'' نہ کہا کرو، کیونکہ اللہ تو خود ''السلام'' (سلامتی والا) ہے''۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: تَفْسِيرُ السَّلَامِ.

(۱) سلام کی تفسیر ووضاحت بیان ہوئی۔

الثانيةُ: أَنَّهُ تَحِيَّةٌ.

(۲) یہ کلمہ مسلمانوں کا ایک دوسرے کے لئے تحفہ ہے۔

الثَّالِثَةُ: أَنَّهَا لَا تَصْلُحُ لِلَّهِ.

(۳) یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہنا' درست نہیں۔

الرَّابِعَةُ: الْعِلَّةُ فِي ذَلِكَ.

(۴) اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ لفظ نہ کہنے کی علت وسبب کا پتہ چلا۔

الْخَامِسَةُ: تَعْلِيمُهُمْ التَّحِيَّةَ الَّتِي تَصْلُحُ لِلَّهِ.

(۵) اس تحیہ کی تعلیم جو اللہ تعالی کے لئے زیبا اور لائق ہے۔ یعنی التَّحِيَّاتُ اللهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ۔

باب:۵۳

بَابُ قَوْلِ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ

فِي الصَّحِيحِ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُول اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: "لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ، اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمِ الْمَسَأَلَةَ؛ فَإِنَّ اللَّهَ لَا مُكْرِهَ لَهُ".

وَلِمُسْلِمٍ:

"وَلْيُعْظِمِ الرَّغْبَةَ؛ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَتَعَاظَمُهُ شَيْءٌ أَعْطَاهُ".

باب:۵۳

'اے اللہ اگر تو چاہتا ہے تو مجھے بخش دے' کہنے کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی یوں دعا نہ کرے کہ یا اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو مجھے بخش دے، یا اللہ! تو چاہتا ہے تو مجھ پر رحم فرما۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے پورے وثوق سے سوال و دعا کرے، کیونکہ کوئی اللہ تعالیٰ کو مجبور کرنے اور اس پر دباؤ ڈالنے والا نہیں"۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

اور ایک روایت میں مزید اضافہ ہے کہ:

"اور چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی رغبت اور خواہش کرے، کیونکہ اس کے ہاں کوئی چیز بڑی نہیں"۔ (صحیح مسلم)

فِيهِ مَسَائِلُ:	مسائل:
الأُولَى: النَّهْيُ عَنْ الِاسْتِثْنَاءِ فِي الدُّعَاءِ.	(۱) دعا میں استثناء کی ممانعت، یعنی یوں نہ کہنا چاہئے کہ یا اللہ! تو چاہتا ہے تو مجھے بخش دے۔
الثَّانِيَةُ: بَيَانُ الْعِلَّةِ فِي ذَلِكَ.	(۲) دعا میں استثناء کی ممانعت کی علت بیان ہوئی۔
الثَّالِثَةُ: قَوْلُهُ: "لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةِ".	(۳) پورے وثوق سے دعا کرنے کا حکم ہے۔
الرَّابِعَةُ: إِعْظَامُ الرَّغْبَةِ.	(۴) اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی رغبت و خواہش کرنے کا حکم ہے۔
الْخَامِسَةُ: التَّعْلِيلُ لِهَذَا الْأَمْرِ.	(۵) اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی رغبت و خواہش کرنے کے حکم کی علت کا پتہ چلا ہے۔

باب:۵۴

بَابُ لا يَقُولُ: عَبْدِي وَأَمَتِي

فِي الصَّحِيحِ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُول اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: "لا يَقُلْ أَحَدُكُمْ: أَطْعِمْ رَبَّكَ، وَضِّئْ رَبَّكَ، وَلْيَقُلْ: سَيِّدِي وَمَوْلَايَ. وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ: عَبْدِي وَأَمَتِي، وَلْيَقُلْ: فَتَايَ وَفَتَاتِي، وَغُلَامِي".

باب:۵۴

'میرا بندہ یا میری بندی' کہنے کی ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی (اپنے غلام کو) یوں نہ کہے کہ اپنے رب (آقا) کو کھانا کھلا۔ اپنے رب (آقا) کو وضو کرا، بلکہ یوں کہے، میرا سردار میرا آقا اور تم میں سے کوئی اپنے غلام یا لونڈی کو میرا بندہ یا بندی نہ کہے، بلکہ یوں کہے: میرا خادم، میری خادمہ اور میرا غلام"۔ (صحیح مسلم)

فِيهِ مَسَائِلُ:

الأُولَى: النَّهْيُ عَنْ قَوْلِ عَبْدِي وَأَمَتِي.

الثَّانِيَةُ: لَا يَقُولُ الْعَبْدُ رَبِّي، وَلَا يُقَالُ لَهُ أَطْعِمْ رَبَّكَ.

الثَّالِثَةُ: تَعْلِيمُ الْأَوَّلِ قَوْلَ: فَتَايَ وَفتَاتِي وَغُلَامِي.

الرَّابِعَةُ: تَعْلِيمُ الثَّانِي قَوْلَ: سَيِّدِي وَمَوْلَايَ.

الْخَامِسَةُ: التَّنْبِيهُ لِلْمُرَادِ، وَهُوَ تَحْقِيقُ التَّوْحِيدِ حَتَّى فِي الْأَلْفَاظِ.

مسائل:

(۱) ''عَبْدِي وَأَمَتِي'' (میرا غلام اور میری لونڈی) کے الفاظ کہنے منع ہیں۔

(۲) کوئی غلام اپنے آقا کو رَبِّي (میرا رب) نہ کہے اور نہ کسی غلام کو یوں کہا جائے کہ ''أَطْعِمْ رَبَّكَ'' اپنے رب کو کھانا کھلا۔

(۳) مالک اور آقا کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ ''عبدی اور اُمتی'' کی بجائے ''فتَايَ وَفتَاتِي وَغُلَامِي'' کے الفاظ استعمال کرے۔

(۴) غلام کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنے آقا کو ''سَيِّدِي اور مَوْلَايَ'' کے الفاظ سے پکارے۔

(۵) اس میں اصل مقصود یہ ہے کہ عقیدہ توحید مکمل طور پر پختہ ہو، حتیٰ کہ الفاظ کے استعمال میں بھی توحید کے پیش نظر احتیاط شرط ہے۔

باب:۵۵

بَابُ لَا يُرَدُّ مَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُول اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "مَنْ اسْتَعَاذَ بِاللَّهِ فَأَعِيذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ فَأَعْطُوهُ، وَمَنْ دَعَاكُمْ فَأَجِيبُوهُ، وَمَنْ صَنَعَ إِلَيْكُمْ مَعَروفاً فَكَافِئُوهُ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مَا تُكَافِئُوهُ؛ فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَرَوْنَ أَنَّكُمْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ". رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ، بِإِسَنَادٍ صَحِيحٍ.

باب:۵۵

اللہ کے نام پر سوال کرنے والے کو خالی ہاتھ نہ لوٹایا جائے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص اللہ کے نام پر سوال کرے، اسے کچھ نہ کچھ دو۔ اور جو شخص اللہ کا واسطہ دے کر پناہ طلب کرے، اسے پناہ دو۔ اور جو شخص تمہاری دعوت کرے اس کی دعوت قبول کرو۔ اور جو شخص تمہارے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرے، تم بھی اسے اس کا بدلہ دو۔ اگر تم بدلہ نہ دے سکو تو اس کے حق میں اس قدر دعا کرو کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے"۔

فِيهِ مَسَائِلُ: | مسائل:

الأُولَى: إِعَاذَةُ مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللَّهِ.

(۱) جو شخص اللہ کا واسطہ دے کر پناہ طلب کرے، اسے پناہ دی جائے۔

الثَّانِيَةُ: إِعْطَاءُ مَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ.

(۲) جو شخص اللہ کا نام لے کر سوال کرے، اسے کچھ نہ کچھ دینا چاہیے۔

الثَّالِثَةُ: إِجَابَةُ الدَّعْوَةِ.

(۳) دعوت قبول کرنے کا حکم۔

الرَّابِعَة الْمُكَافَأَةُ عَلَى الصَّنِيعَةِ.

(۴) کسی کے حسن سلوک کا بدلہ دینا چاہیے۔

الْخَامِسَةُ: أَنَّ الدُّعَاءَ مُكَافَأَةٌ لِمَنْ لَمْ يَقْدِرْ إِلَّا عَلَيْهِ.

(۵) جو شخص احسان کا بدلہ نہ دے سکتا ہو، وہ محسن کے حق میں دعا ہی کر دے۔

السَّادِسَةُ: قَوْلُهُ: "حَتَّى تَرَوْا أَنَّكُمْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ".

(۶) محسن کے حق میں اس قدر دعا کرے کہ یقین ہو جائے کہ اب بدلہ چکایا جا چکا ہے۔

باب:٥٦

بَابُ لَا يُسَأَلَ بِوَجْهِ اللَّهِ إِلَّا الْجَنَّةَ

عَنْ جَابِرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُول اللَّه صلى الله عليه وسلم: "لَا يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللَّهِ إِلَّا الْجَنَّةَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

باب:٥٦

اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر صرف جنت مانگی جائے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر جنت کے سوا کچھ نہ مانگا جائے"۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

الأُولَى: النَّهْيُ عَنْ أَنْ يُسْأَلَ بِوَجْهِ اللَّهِ إِلَّا غَايَةُ الْمَطَالِبِ.

الثَّانِيَةُ: إِثْبَاتُ صِفَةِ الْوَجْهِ.

مسائل:

(۱) اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر، سب سے بڑے مقصود ومطلوب (جنت) کے علاوہ کچھ نہ مانگا جائے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے لئے چہرہ کا اثبات ہورہا ہے۔

باب:۵۷
بَابُ مَا جَاءَ فِي اللَّوْ

وَقَوْلُ اللَّهِ تعَالَى: ﴿يَقُولُونَ لَوۡ كَانَ لَنَا مِنَ ٱلۡأَمۡرِ شَيۡءٞ مَّا قُتِلۡنَا هَٰهُنَا﴾ [آل عمران:۱۵۴].

وَقَوْلُهُ:

﴿ٱلَّذِينَ قَالُواْ لِإِخۡوَٰنِهِمۡ وَقَعَدُواْ لَوۡ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُواْ﴾ [آل عمران:۱۶۸].

فِي الصَّحِيحِ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُول اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: "احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ، وَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَلَا تَعْجَزْ. وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تقُلْ: لَوْ أَنِّي فعَلَتُ، لكَانَ كَذَا وَكَذَا، وَلَكِنْ قُلْ: قدَّرَ اللَّهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ؛ فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ".

باب:۵۷
کسی پریشانی کے بعد 'اگر' کہنے کا حکم

ارشاد الٰہی ہے:

"یہ لوگ کہتے ہیں اگر ہمارے بس میں کچھ ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے"۔

نیز ارشاد ہے:

"یہ وہ لوگ ہیں جو خود تو (گھروں میں) بیٹھے رہے اور اپنے (ان) بھائیوں کی نسبت (جنہوں نے اللہ کی راہ میں جانیں قربان کیں) کہنے لگے کہ اگر یہ ہماری بات مان لیتے تو مارے نہ جاتے"۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اس چیز کی حرص کر' جو تیرے لئے مفید ہو، اور صرف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ۔ اور عاجز ہو کر نہ بیٹھ جا۔ اور اگر تجھے کوئی مصیبت اور پریشانی آپہنچے تو یوں نہ کہہ کہ اگر میں یہ کر لیتا' تو یوں ہو جاتا۔ بلکہ یوں کہہ! یہ اللہ کا فیصلہ ہے، اس نے جو چاہا سو کیا۔ اس لئے کہ 'اگر' کہنا شیطانی عمل دخل کا سبب بنتا ہے"۔ (صحیح مسلم)

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: تَفْسِيرُ الْآيَتَيْنِ فِي آلِ عِمْرَانَ.

(۱) سورہ آل عمران کی دو آیات (۱۵۴، ۱۶۸) کی تفسیر۔ (جس میں کلمہ 'اگر' کہنے والوں کا تذکرہ ہے)۔

الثَّانِيَةِ: النَّهْيُ الصَّرِيحِ عَنْ قَوْلِ "لَوْ" إِذَا أَصَابَكَ شَيْءٌ.

(۲) کسی مصیبت اور پریشانی کے آنے پر 'اگر' کہنا منع ہے۔

الثَّالِثَةِ: تَعْلِيلُ الْمَسْأَلَةِ بِأَنَّ ذَلِكَ يُفْتَحُ عَمَلُ الشَّيْطَانِ.

(۳) 'اگر' کہنے کی ممانعت کی علت کہ اس سے شیطانی عمل دخل کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

الرَّابِعَةِ: الْإِرْشَادُ إِلَى الْكَلَامِ الْحَسَنُ.

(۴) اچھی گفتگو کی طرف رہنمائی ہے۔

الْخَامِسَةِ: الْأَمْرُ بِالْحِرْصِ عَلَى مَا يَنْفَعُ مَعَ الِاسْتِعَانَةِ بِاللَّهِ.

(۵) مفید چیز کا شوق وحرص کرنے اور اس سلسلے میں اللہ سے مدد مانگنے کا حکم ہے۔

السَّادِسَةِ: النَّهْيُ عَنْ ضِدِّ ذَلِكَ وَهُوَ الْعَجْزُ.

(۶) اس کے برعکس عاجز بن کر بیٹھ رہنے سے منع کیا گیا ہے۔

باب:۵۸

بابُ النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الرِّيْحِ

عن أبي بن كعب رضی اللہ عنہ قال: قال رسولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "لا تَسُبُّوا الرِّيْحَ؛ فَإِذا رَأَيْتُمْ ما تَكْرَهُونَ؛ فقولوا: اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ الرِّيحَ، وَخَيْرِ مَا فِيها، وَخَيْرِ مَا أُمِرَتْ بِهِ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ الرِّيْحِ، وَشَرِّ مَا فِيها، وَشَرِّ ما أُمِرَتْ بِهِ". صَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

باب:۵۸

ہوااور آندھی کو گالی دینے کی ممانعت

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ہوا کو گالی نہ دو۔ جب تم ناپسندیدہ (ہوا) دیکھو تو یہ دعا پڑھو!: "اے اللہ! ہم تجھ سے اس ہوا اور جو اس میں ہے اور جس کا اسے حکم دیا گیا ہے' کی بہتری اور بھلائی کا سوال کرتے ہیں۔ اور (اے اللہ!) ہم اس ہوا کے شر اور جو اس کے اندر شر ہے اور جس شر کا اسے حکم دیا گیا ہے' سے تیری پناہ مانگتے ہیں"۔

فِيهِ مَسَائِلُ:	مسائل:
الأُولَى: النَّهْيُ عَنْ سَبِّ الرِّيحِ.	(۱) ہوا کو گالی دینے سے منع کیا گیا ہے۔
الثَّانِيَةُ: الْإِرْشَادُ إِلَى الْكَلَامِ النَّافِعِ إِذَا رَأَى الْإِنْسَانُ مَا يَكْرَهُ.	(۲) اس میں اس بات کی رہنمائی کی گئی ہے کہ جب انسان کو کوئی ناپسندیدہ چیز نظر آئے تو نفع مند چیز کا سوال کرے۔
الثَّالِثَةُ: الْإِرْشَادُ إِلَى أَنَّهَا مَأْمُورَةٌ.	(۳) اس میں یہ رہنمائی بھی کی گئی ہے کہ یہ ہوا ازخود نہیں چلتی، بلکہ یہ اللہ کے حکم کی پابند ہے۔
الرَّابِعَةُ: أَنَّهَا قَدْ تُؤْمَرُ بِخَيْرٍ وَقَدْ تُؤْمَرُ بِشَرٍّ.	(۴) اس میں یہ بیان بھی ہے کہ ہوا کو کبھی بھلائی اور کبھی نقصان کا حکم ہوتا ہے۔

باب:۵۹

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى:

﴿يَظُنُّونَ بِٱللَّهِ غَيْرَ ٱلْحَقِّ ظَنَّ ٱلْجَٰهِلِيَّةِ ۖ يَقُولُونَ هَل لَّنَا مِنَ ٱلْأَمْرِ مِن شَىْءٍ ۗ قُلْ إِنَّ ٱلْأَمْرَ كُلَّهُۥ لِلَّهِ ۗ يُخْفُونَ فِىٓ أَنفُسِهِم مَّا لَا يُبْدُونَ لَكَ ۖ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ ٱلْأَمْرِ شَىْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَٰهُنَا ۗ قُل لَّوْ كُنتُمْ فِى بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ ٱلَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ ٱلْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ۖ وَلِيَبْتَلِىَ ٱللَّهُ مَا فِى صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِى قُلُوبِكُمْ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ ٱلصُّدُورِ﴾ [آل عمران:۱۵۴]

باب:۵۹

اللہ تعالیٰ کی بابت بدگمانی کرنے کی مخالفت

ارشاد الٰہی ہے:

”وہ اللہ کے بارے میں (ایام) جاہلیت کے ناحق گمان کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ (اس امر میں) ہمیں بھی کچھ اختیار نہیں؟ آپ فرما دیں کہ (ان امور میں کسی کا کچھ حصہ نہیں) سارے اختیارات اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں، یہ لوگ اپنے دلوں میں (بہت سی باتیں) مخفی رکھتے ہیں جو آپ پر ظاہر نہیں کرتے، وہ کہتے ہیں کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم یہاں مارے نہ جاتے۔ آپ ان سے کہہ دیں کہ تم اگر اپنے گھروں میں بھی ہوتے، تو جن کی موت لکھی تھی، ضرور اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آتے۔ (یہ سارا ماجرا اس لئے پیش آیا کہ) اللہ تعالیٰ تمہارے سینوں کی بات کو آزمائے اور تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اسے خالص کر دے اور نکھار دے۔ یقینا اللہ تعالیٰ دلوں کا حال خوب جانتا ہے“۔

وَقَوْلُهُ: ﴿ٱلظَّآنِّينَ بِٱللَّهِ

نیز ارشاد ربانی ہے: ”جو لوگ اللہ تعالیٰ کے

ظَنَّ ٱلسَّوْءِۚ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ ٱلسَّوْءِ﴾ [الفتح:٦]

بارے برے گمان رکھتے ہیں، ان پر برے حادثے واقع ہوں"۔

قَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ -فِي الْآيَةِ الْأُولَى-: "فُسِّرَ هَذَا الظَّنُّ بِأَنَّهُ سُبْحَانَهُ لَا يَنْصُرُ رَسُولَهُ، وَأَنَّ أَمْرَهُ سَيَضْمَحِلُّ، وَفُسِّرَ بِظَنِّهِمْ أَنَّ مَا أَصَابَهُمْ لَمْ يَكُنْ بِقَدَرِ اللَّهِ وَحِكْمَتِهِ.

ابن قیم رحمہ اللہ پہلی آیت کے بارے فرماتے ہیں کہ: "زیر نظر آیت میں لوگوں کے جس جاہلانہ ناحق گمان کا ذکر ہے۔اس کی تفسیر یہ ہے کہ وہ یہ گمان کرنے لگے تھے کہ اللہ سبحانہ اپنے رسول کی مدد نہیں کرے گا اور اس کی دعوت عنقریب مٹ جائے گی۔اور یہ لوگ گمان کرنے لگے تھے کہ جو مصیبت مسلمانوں کو آئی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور حکمت سے نہیں تھی۔

فَفُسِّرَ بِإِنْكَارِ الْحِكْمَةِ، وَإِنْكَارِ الْقَدَرِ، وَإِنْكَارِ أَنْ يَتِمَّ أَمْرُ رَسُولِهِ، وَأَنْ يُظْهِرَهُ اللَّهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ. وهَذَا هُوَ الظَّنُّ السُّوءُ الَّذِي ظَنَّهُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُشْرِكُونَ فِي سُورَةِ الْفَتْحِ.

اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ یہ لوگ اللہ کی تقدیر، حکمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامیابی کا انکار کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ دین تمام ادیان پر غالب نہیں آئے گا۔منافقین اور مشرکین کا یہی وہ برا گمان ہے جس کا سورۃ الفتح کی اس آیت میں ذکر ہوا ہے۔﴿ٱلظَّآنِّينَ بِٱللَّهِ ظَنَّ ٱلسَّوْءِۚ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ ٱلسَّوْءِ﴾

وَإِنَّمَا كَانَ هَذَا ظَنَّ السُّوءِ؛ لِأَنَّهُ ظَنُّ غَيْرَ مَا يَلِيقُ بِهِ سُبْحَانَهُ، وَمَا يَلِيقُ بِحِكْمَتِهِ

کیونکہ یہ ایسا گمان ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان و مرتبہ کے خلاف ہے، جیسا کہ یہ اس کی حکمت، تعریف، بزرگی اور سچے وعدہ کے بھی خلاف ہے۔

وَحَمْدِهِ، وَوَعْدِهِ الصَّادِقِ.

فَمَنْ ظَنَّ أَنَّهُ يُدِيلُ الْبَاطِلَ عَلَى الْحَقِّ إِدَالَةً مُسْتَقِرَّةً يَضْمَحِلُّ مَعَها الْحَقُّ، أَوْ أَنْكَرَ أَنْ يَكُونَ مَا جَرَى بِقَضَائِهِ وَقَدَرِهِ أَوْ أَنْكَرَ أَنْ يَكُونَ قَدَرُهُ بِحِكْمَةٍ بَالِغَةٍ يَسْتَحِقُّ عَلَيْها الْحَمْدَ؛ بَلْ زَعَمَ أَنَّ ذَلِكَ لِمَشِيئَةٍ مُجَرَّدَةٍ،فَ

پس جو شخص یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ باطل کو حق پر دائمی غلبہ دے گا اور اس وجہ سے حق مٹ جائے گا، یا جو شخص یہ سمجھے کہ یہ فیصلہ اللہ کی قضا وقدر سے نہیں ہوا، یا جو شخص یہ سمجھے کہ اللہ کی تقدیر قابل تعریف حکمت تامہ پر مبنی نہیں، بلکہ یہ سمجھے کہ یہ محض اس کی مشیت ہے۔تو ''یہ کافروں کا گمان ہے اور ان کے لئے جہنم کی آگ کا عذاب ہے''۔

﴿ذَٰلِكَ ظَنُّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِنَ ٱلنَّارِ﴾[ص:۲۷]

وَأَكْثَرُ النَّاسِ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ ظَنَّ السُّوءِ فِيمَا يَخْتَصُّ بِهِمْ، وَفِيمَا يَفْعَلُهُ بِغَيْرِهِمْ، وَلَا يَسْلَمُ مِنْ ذَلِكَ إِلَّا مَنْ عَرَفَ اللَّهَ وَأَسْمَائَهُ وَصِفَاتِهِ وَمُوجِبَ حِكْمَتِهِ وَحَمْدِهِ.

اور اکثر لوگ اپنے اور غیروں سے متعلقہ کاموں میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں سوءظن رکھتے ہیں، اس بدگمانی سے صرف وہی لوگ سلامت رہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ، اس کے اسماء وصفات اور اس کی حکمت وتعریف کے اسباب کو پہچانتے ہیں۔

فَلْيَعْتَنِ اللَّبِيبُ النَّاصِحُ لِنَفْسِهِ بِهَذَا، وَلْيَتُبْ إِلَى اللَّهِ، وَيَسْتَغْفِرْهُ مِنْ ظَنِّهِ بِرَبِّهِ

پس ہر عقل مند شخص کو جو اپنی بھلائی چاہتا ہو چاہیے کہ وہ مذکورہ بالا باتوں کا اہتمام کرے اور اللہ کے حضور اپنی اس بدگمانی اور سوءظنی کی معافی مانگے اور توبہ

ظَنَّ السُّوءِ. وَلَوْ فَتَّشْتَ مَنْ فَتَّشْتَ؛ لَرَأَيْتَ عِنْدَهُ تَعَنُّتاً عَلَى الْقَدَرِ وَمَلَامَةً لَهُ، وَأَنَّهُ كَانَ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ كَذَا وَكَذَا؛ فَمُسْتَقِلٌّ وَمُسْتَكْثِرٌ.

وَفَتِّشْ نَفْسَكَ هَلْ أَنْتَ سَالِمٌ؟

فَإِنْ تَنْجُ مِنْهَا تَنْجُ مِنْ ذِي عَظِيمَةٍ

وَإِلَّا فَإِنِّي لَا إِخَالُكَ نَاجِياً".

واستغفار کرے۔اور اگر آپ لوگوں کی باتوں پر غور کریں، تو آپ دیکھیں گے کہ اکثر لوگ تقدیر کے بارے میں ملامت کا پہلو لئے ہوئے ہیں اور بے راہ روی کا شکار ہیں اور تقدیر کا شکوہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ فلاں کام یوں ہونا چاہئے تھا اور فلاں یوں۔خود کو ملنے والی اشیاء کو بعض لوگ کم خیال کرتے ہیں اور بعض زیادہ۔آپ بھی اپنا جائزہ لیں کیا آپ اس بدگمانی سے بچے ہوئے ہیں؟

(عربی شعر کا ترجمہ) اگر آپ اس سے محفوظ ہیں تو آپ ایک بہت بڑی بات سے بچے ہوئے ہیں، وگرنہ میں نہیں سمجھتا کہ آپ اس سے بچے ہوں۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: تَفْسِيرُ آيَةِ "آلِ عِمْرَانَ".

(۱) سورۃ آل عمران کی آیت (۱۵۴) کی تفسیر (جس میں اللہ کے بارے برے گمان رکھنے والوں کا تذکرہ ہے)۔

الثَّانِيَةُ: تَفْسِيرُ آيَةِ "الْفَتْحِ".

(۲) سورۃ الفتح کی آیت (۶) کی تفسیر (جس میں برا گمان کرنے پر برے حادثے ہونگے)۔

الثَّالِثَةُ: الْإِخْبَارُ بِأَنَّ ذَلِكَ أَنْوَاعٌ لَا تُحْصَرُ.

(۳) اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بدگمانی کی بہت سی صورتیں ہیں، جن کا شمار ممکن نہیں۔

الرَّابِعَةُ: أَنَّهُ لَا يَسْلَم مِنْ ذَلِكَ إِلَّا مَنْ عَرَفَ الْأَسْمَاءَ وَالصِّفَاتِ وَعَرَفَ نَفْسَهُ.

(۴) اس بدگمانی سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی پہچان کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کی معرفت سے بھی بہرہ مند ہو۔

باب:٦٠

بَابُ مَا جَاءَ فِي مُنْكِرِي الْقَدَرِ

وقَالَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما: "وَالَّذِي نَفْسُ ابْنِ عُمَرَ بِيَدِهِ! لَوْ كَانَ لِأَحَدِهِمْ مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَباً، ثُمَّ أَنْفَقَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؛ مَا قَبِلَهُ اللَّهُ مِنْهُ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ. ثُمَّ اسْتَدَلَّ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَعَنْ عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ لِابْنِهِ: "يا بُنَيَّ إِنَّكَ لَنْ تَجِدَ طَعْمَ الْإِيمَانِ حَتَّى تَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَمَا أَخْطَأَكَ

باب:٦٠

منکرین تقدیر کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی جان ہے، اگر کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو اور وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دے، تو اس کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت تک قبول نہ ہو گا' جب تک کہ وہ تقدیر پر ایمان نہ لائے، پھر انہوں نے اپنی اس بات پر بطور دلیل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد پیش کیا کہ: "ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، قیامت کے دن اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لائے"۔

اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا:

"بیٹا! تو اس وقت تک لذتِ ایمان سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا جب تک یہ یقین نہ کر لے کہ جو (تکلیف) تجھے پہنچنے والی ہے' وہ تجھ سے کبھی ٹل نہیں

لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ''.

سکتی، اور جو نہیں پہنچنی' وہ کبھی تم تک پہنچ نہیں سکتی۔

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّه ﷺ يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ: فَقَالَ لَهُ: اكْتُبْ، فَقَالَ: رَبِّ! وَمَاذَا أَكْتُبُ؟ قَالَ: أَكْتُبْ مَقَادِيرَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ. يا بُنَيَّ! سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ مَاتَ عَلَى غَيْرِ هَذَا فلَيْسَ مِنِّي".

میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: "اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم پیدا فرمایا اور اسے لکھنے کا حکم دیا، اس نے کہا: ''اے میرے رب! کیا لکھوں؟ اللہ نے فرمایا: قیامت تک آنے والی ہر چیز کی تقدیر لکھ دے"۔ بیٹا! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص اس عقیدے کے علاوہ کسی دوسرے عقیدے پر مرا' وہ میری امت سے نہیں۔ (سنن ابی داود و مسند أحمد)

وَفِي رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ:

اور احمد کی ایک روایت میں ہے:

"إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ: الْقَلَم، ثُمَّ قَالَ لَهُ: اكْتُبْ، فَجَرَى فِي تِلْكَ السَّاعَةِ بِمَا هُوَ كائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيامَةِ".

"اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور اسے لکھنے کا حکم دیا، چنانچہ اس نے اس وقت قیامت تک ہونے والی ہر بات لکھ دی"۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِابْنِ وَهْبٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "فَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ أَحْرَقَهُ اللَّهُ بِالنَّارِ".

اور ابن وہب کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اچھی بری تقدیر پر ایمان نہیں لایا' اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں جلائے گا"۔

وَفِي "الْمُسْنَدِ، وَالسُّنَنِ" عَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ: "أَتَيْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رضي الله عنه، فَقُلْتُ: فِي نَفْسِي شَيْءٌ مِنَ الْقَدَرِ؛ فَحَدِّثْنِي بِشَيْءٍ لَعَلَّ اللَّهَ يُذْهِبَهُ مِنْ قَلْبِي، فَقَالَ: لَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَباً مَا قَبِلَهُ اللَّهُ مِنْكَ حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ، وَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَمَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، وَلَوْ مُتَّ عَلَى غَيْرِ هَذَا؛ لَكُنْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ. قَالَ: فَأَتَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بنَ مَسْعُودٍ، وَحُذَيْفَةَ بنَ الْيَمَانِ، وَزَيْدَ بنَ ثَابِتٍ رضي الله عنهم، فَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِي بِمِثْلِ ذَلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم". حَدِيثٌ صَحِيحٌ، رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي "صَحِيحِه".

ابن دیلمی نے ایک مقام پر کہا: ''میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا: ''میرے دل میں تقدیر کے بارے میں کچھ خدشات ہیں، آپ کوئی حدیث بیان فرمائیں، تا کہ اللہ تعالیٰ میرے دل سے ان خدشات کو ختم کر دیں''۔ تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اگر تم احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دو تو تمہارا یہ عمل اس وقت تک قبول نہ ہو گا جب تک کہ تم تقدیر پر ایمان نہ لاؤ اور یہ یقین نہ رکھو کہ جو تکلیف تمہیں پہنچنے والی ہے وہ تم سے ٹل نہیں سکتی تھی اور جو نہیں آنے والی، وہ کبھی تم تک پہنچ نہیں سکتی۔ اگر تمہارا عقیدہ اس کے خلاف ہوا اور تم اسی طرح مر گئے تو تم جہنمی ہو گئے''۔ ابن دیلمی کہتے ہیں اس کے بعد میں حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کے پاس گیا اور ان کو اپنے خدشات سے آگاہ کیا تو انہوں نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہی حدیث سنائی۔

(یہ صحیح حدیث ہے اور حاکم نے اسے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے)۔

فِيهِ مَسَائِلُ:	مسائل:
الأُولَى: بَيَانُ فَرْضِ الْإِيمَانِ بِالْقَدَرِ.	(۱) تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے۔
الثَّانِيَةُ: بَيَانُ كَيْفِيَّةِ الْإِيمَانِ.	(۲) تقدیر پر ایمان لانے کی کیفیت کیا ہونی چاہیے۔
الثَّالِثَةُ: إِحْبَاطُ عَمَلِ مَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِهِ.	(۳) تقدیر پر ایمان نہ لانے والے شخص کے اعمال برباد ہوجاتے ہیں۔
الرَّابِعَةُ: اَلْإِخْبَارُ أَنَّ أَحَدًا لَا يَجِدُ طَعْمَ الْإِيمَانِ حَتَّى يُؤْمِنَ بِهِ.	(۴) جس شخص کا تقدیر پر ایمان نہ ہو، وہ لذتِ ایمان سے لطف اندوز نہیں ہوسکتا۔
الْخَامِسَةُ: ذِكْرُ أَوَّلِ مَا خَلَقَ اللَّهُ.	(۵) اس چیز کا ذکر ہوا جسے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا۔
السَّادِسَةُ: أَنَّهُ جَرَى بِالْمَقَادِيرِ فِي تِلْكَ اَلسَّاعَةِ إِلَى قِيَامِ اَلسَّاعَةِ.	(۶) اس چیز کا بیان ہے کہ قلم نے اسی وقت قیامت تک ہونے والے تمام امور لکھ ڈالے۔
السَّابِعَةُ: بَرَاءَتُهُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِمَّنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِهِ.	(۷) تقدیر پر ایمان نہ لانے والے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیزاری اور لاتعلقی کا بیان۔
الثَّامِنَةُ: عَادَةُ السَّلَفِ فِي إِزَالَةِ الشُّبْهَةِ بِسُؤَالِ الْعُلَمَاءِ.	(۸) اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سلف صالحین شبہات پیدا ہونے کی صورت میں، اہل علم کی طرف

رجوع کیا کرتے تھے اور ان کی بابت ان سے پوچھا کرتے تھے۔

التَّاسِعَةُ: أَنَّ الْعُلَمَاءَ أَجَابُوهُ بِمَا يُزِيلُ شُبْهَتَهُ، وَذَلِكَ أَنَّهُمْ نَسَبُوا الْكَلَامَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَطْ.	(۹) اہل علم نے (تقدیر کے متعلق) ان کے تمام شبہات کا جواب دے کر ان کا ازالہ کر دیا ہے اور اپنے دلائل کو براہ راست رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا ہے۔

باب:٦١

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُصَوِّرِينَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي؛ فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً، أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً، أَوْ لِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً" أَخْرَجَاهُ.

وَلَهُمَا عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّ رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَشَدُّ النَّاسِ عَذَاباً يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الَّذِينَ يُضَاهِئُونَ بِخَلْقِ اللَّهِ".

وَلَهُمَا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ، يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسٌ

باب:٦١

تصویر بنانا ایک قبیح فعل ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس شخص سے بڑا ظالم کون ہو گا، جو میری مخلوق جیسی مخلوق بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ لوگ ایک ذرہ ایک دانہ یا ایک جَو ہی بنا کر دکھلائیں"۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا، جو پیدا کرنے اور بنانے میں اللہ تعالی کی مشابہت کرتے ہیں"۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: "ہر مصور جہنم میں جائے گا۔ اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر کے بدلے ایک جان بنائی جائے گی، جس کے ذریعہ اس (مصور) کو جہنم میں عذاب دیا جائے

يُعَذَّبُ بِهَا فِي جَهَنَّمَ".

گا"۔(متفق علیہ)

وَلَهُمَا: عَنْهُ رضی اللہ عنہما مَرْفُوعاً: "مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا، كُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ".

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی' اسے قیامت کے دن اس بات کا مکلف بنایا جائے گا کہ وہ اس تصویر میں روح پھونکے، مگر وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا"۔

وَلِمُسْلِمٍ: عَنْ أَبِي الْهِيَاجِ قَالَ: قَالَ لِي عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ: "أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: أَلَّا تَدَعَ صُورَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا، وَلَا قَبْراً مُشْرِفاً إِلَّا سَوَّيْتَهُ".

اور ابوالھیاج کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا:

"کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں، جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تھا وہ یہ کہ:

"کسی تصویر کو مٹائے اور کسی بلند قبر کو زمین کے برابر کئے بغیر نہ چھوڑنا"۔(صحیح مسلم)

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: التَّغْلِيظُ الشَّدِيدُ فِي المُصَوِّرِينَ.

(۱) تصویر بنانے والوں کے لئے سخت وعید آئی ہے۔

الثَّانِيَةُ: التَّنْبِيهُ عَلَى العِلَّةِ، وَهُوَ تَرْكُ الأَدَبِ مَعَ اللَّهِ، لِقَوْلِهِ: "وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي".

(۲) تصویر اتارنے کی علت اور وجہ یہ ہے کہ یہ عمل اللہ تعالیٰ کی جناب میں بہت بڑی بے ادبی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو میری مخلوق جیسی مخلوق بنانے کی کوشش کرتا ہے"۔

الثَّالِثَةُ: التَّنْبِيهُ عَلَى قُدْرَتِهِ، وَعَجْزِهِمْ، بِقَوْلِهِ: "فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ شَعِيرَةً".

(۳) اس میں اللہ تعالی کی قدرت اور مخلوق کی عاجزی اور کمزوری کا بیان ہے کہ یہ لوگ ایک ذرہ یا ایک دانہ یا ایک جَو ہی بنا کر دکھلائیں۔

الرَّابِعَةُ: التَّصْرِيحُ بِأَنَّهُمْ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا.

(۴) تصویر بنانے والوں کو سب سے زیادہ اور سخت عذاب ہوگا۔

الخَامِسَةُ: أَنَّ اللَّهَ يَخْلُقُ بِعَدَدِ كُلِّ صُورَةٍ نَفْسًا يُعَذَّبُ بِهَا المُصَوِّرُ فِي جَهَنَّمَ.

(۵) اللہ تعالیٰ ہر تصویر کے بدلے ایک جان پیدا کرے گا، جس کے ذریعے تصویر بنانے والوں کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔

السَّادِسَةُ: أَنَّهُ يُكَلَّفُ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ.

(٦) مصور کو اس کی بنائی ہر تصویر میں روح پھونکنے کا مکلف بنایا جائے گا۔

السَّابِعَةُ: الأَمْرُ بِطَمْسِهَا إِذَا وُجِدَتْ.

(۷) اس میں یہ بیان بھی ہے کہ تصویر جہاں بھی ہو اسے مٹا دینے کا حکم ہے۔

باب:٦٢
بَابُ مَا جَاءَ فِي كَثْرَةِ الْحَلِفِ

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى:
﴿وَٱحْفَظُوٓا۟ أَيْمَٰنَكُمْ﴾ [المائدة:٨٩]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ: "الْحَلِفُ مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ، مَمْحَقَةٌ لِلْكَسْبِ". أَخْرَجَاهُ.

عَنْ سَلْمَانَ رضي الله عنه مَرْفُوعاً: "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: أُشَيْمِطٌ زَانٍ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ، وَرَجُلٌ جَعَلَ اللَّهَ بِضَاعَتَهُ، لَا يَشْتَرِي إِلَّا بِيَمِينِهِ، وَلَا يَبِيعُ إِلَّا بِيَمِينِهِ". رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ.

باب:٦٢
کثرت سے قسم اٹھانا

ارشاد الٰہی ہے:
”اور تم اپنی قسموں کی حفاظت کرو“۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”قسم سامان کے لیے مفید (یعنی فروخت کرنے کا ذریعہ) تو ہے، مگر اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے“۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

اور حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ (قیامت کے دن) جن سے اللہ تعالیٰ نہ تو بات کرے گا اور نہ انہیں (گناہوں سے) پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا: (١) بوڑھا زانی۔ (٢) متکبر فقیر۔ (٣) اور وہ جس نے اللہ تعالیٰ کو اپنا مال سمجھا ہوا ہے کہ قسم ہی سے خریدتا ہے اور قسم ہی سے بیچتا ہے“۔

وَفِي الصَّحِيحِ: عَنْ عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ -قَالَ عِمْرَانُ: فَلَا أَدْرِي أَذَكَرَ بَعْدَ قَرْنِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا؟-، ثُمَّ إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ، وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ، وَيَنْذُرُونَ وَلَا يُوفُونَ، وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ".

اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میری امت کا سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر وہ جو اس کے بعد ہوگا، پھر وہ جو اس کے بعد ہوگا"۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، مجھے یاد نہیں پڑتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے زمانے کے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا تھا، یا تین کا؟ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: "پھر تمہارے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو بغیر مانگے گواہی دیں گے، خائن ہوں گے، امانت دار نہیں ہوں گے، نذر مانیں گے تو پوری نہیں کریں گے اور ان میں موٹا پا ظاہر ہوگا"۔ (صحیح مسلم)

وَفِيهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةَ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ، وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ".

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سب سے بہتر لوگ میرے زمانے کے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے، اس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جن کی گواہی قسم سے پہلے اور قسم گواہی سے پہلے ہوگی"۔ (صحیح مسلم)

(یعنی وہ لوگ نہ گواہی کے بارے میں احتیاط

کریں گے اور نہ قسم کے بارے میں۔ بلکہ آناً فاناً قسم اور گواہی کے لئے تیار ہو جائیں گے۔مترجم)

قَالَ إِبْراهِيمُ: "كَانُوا يَضْرِبُونَنَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ، وَنَحْنُ صِغَارٌ".	حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بچپن میں ہمیں ہمارے بزرگ گواہی اور عہد پر قائم رہنے کے لئے مارا کرتے تھے''۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: الْوَصِيَّةُ بِحِفْظِ الْأَيْمَانِ.

(۱) قسموں کی حفاظت کی بڑی تاکید ہے۔

الثَّانِيَةُ: الْإِخْبَارُ بِأَنَّ الْحَلِفَ مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ، مَمْحَقَةٌ لِلْبَرَكَةِ.

(۲) یہ خبر کہ قسم سامان فروخت کرنے کا ذریعہ تو ہے، مگر اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔

الثَّالِثَةُ: الْوَعِيدُ الشَّدِيدُ فِيمَنْ لَا يَبِيعُ إِلاَّ بِيَمِينِهِ وَلَا يَشْتَرِي إِلَّا بِيَمِينِهِ.

(۳) جو شخص مال خریدنے اور بیچنے کے وقت خواہ مخواہ قسمیں اٹھائے، اس کے لئے وعید شدید ہے۔

الرَّابِعَةُ: التَّنْبِيهُ عَلَى أَنَّ الذَّنْبَ يَعْظُمُ مَعَ قِلَّةِ الدَّاعِي.

(۴) اس میں یہ تنبیہ بھی ہے کہ اگرچہ اسباب گناہ چھوٹے ہی ہوں، مگر میلان کے سبب صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بن جاتے ہیں۔

الْخَامِسَةُ: ذَمُّ الَّذِينَ يَحْلِفُونَ وَلَا يُسْتَحْلَفُونَ.

(۵) اس میں ان لوگوں کی مذمت بیان کی گئی ہے جو طلب کیے بغیر قسمیں اٹھاتے ہیں۔

السَّادِسَةُ: ثَنَاؤُهُ ﷺ عَلَى الْقُرُونِ الثَّلَاثَةِ أَوْ الْأَرْبَعَةِ، وَذِكْرُ مَا يَحْدُثُ بَعْدَهُمْ.

(۶) آنحضرت ﷺ نے قرون ثلاثہ یا قرون اربعہ کی تعریف اور اس کے بعد جو ہوگا، اس کی پیشین گوئی فرمائی۔

السَّابِعَةُ: ذَمُّ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ.

(۷) اس میں ان لوگوں کی مذمت ہے جو گواہی طلب کئے بغیر گواہی کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

الثَّامِنَةُ: كَوْنُ السَّلَفِ يَضْرِبُونَ الصِّغَارَ عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ.

(۸) اسلاف امت چھوٹے بچوں کو گواہی اور عہد پر قائم رہنے کے لئے مارا کرتے تھے۔

باب:٦٣

بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ نَبِيِّهِ

وَقَوْلُهُ:

﴿وَأَوْفُوا۟ بِعَهْدِ ٱللَّهِ إِذَا عَـٰهَدتُّمْ وَلَا تَنقُضُوا۟ ٱلْأَيْمَـٰنَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ ٱللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴾[النحل:٩١]

عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ إِذَا أَمَّرَ أَمِيراً عَلَى جَيْشٍ أَوْ سَرِيَّةٍ؛ أَوْصَاهُ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْراً، ثم قَالَ:

اغْزُوا بِسْمِ اللَّهِ، فِي سَبِيلِ اللَّهِ، قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ، اغْزُوا وَلَا تَغُلُّوا، وَلَا تَغْدِرُوا، وَلَا تُمَثِّلُوا، وَلَا

باب:٦٣

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا ذمہ اور ضمانت دینے کا حکم

ارشادالٰہی ہے:

"اور جب تم اللہ تعالیٰ سے عہد (واثق) کرو تو اس کو پورا کرو اور جب پکی قسمیں کھاؤ تو ان کو مت توڑو کہ تم اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر ضامن بنا چکے ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے تمام افعال سے باخبر ہے"۔

اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کو بڑی فوج یا کسی دستے پر امیر مقرر فرماتے تو اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اپنے ہم سفر مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی وصیت کرتے اور فرماتے:

"اللہ تعالی کی راہ میں اس کا نام لے کر لڑائی کرنا۔ اور ہر اس شخص سے لڑنا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ لڑائی کرنا اور خیانت نہ کرنا۔ بدعہدی نہ کرنا۔ مثلہ نہ کرنا (یعنی کسی مقتول

تَقْتُلُوا وَلِيداً، وَإِذَا لَقِيتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ؛ فَادْعُهُمْ إِلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ ـأَوْ خِلَالٍ ـ، فَأَيَّتُهُنَّ مَا أَجَابُوكَ؛ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ، وَكُفَّ عَنْهُمْ:

ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ؛ فَإِنْ هُم أَجَابُوكَ؛ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ. ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلَى دَارِ الْمُهَاجِرِينَ، وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ فَعَلَوا ذَلِكَ؛ فَلَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ، وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ. فَإِنْ أَبَوْا أَنْ يَتَحَوَّلُوا مِنْهَا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُم يَكُونُونَ كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ، يَجْرِي عَلَيْهِمْ حُكْمَ اللَّهِ تَعَالَى الَّذِيْ يَجْرِيْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ، وَلَا يَكُونُ لَهُمْ فِي الْغَنِيمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ؛ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ.

کے اعضاء نہ کاٹنا) اور نہ بچوں کو قتل کرنا۔

جب مشرک دشمن سے تمہارا سامنا ہو تو انہیں تین باتوں کی پیش کش کرنا، اگر وہ ان میں سے کوئی ایک بات بھی مان لیں تو منظور کر لینا اور جنگ سے رُک جانا:

ا- سب سے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دینا، اگر وہ اسے قبول کر لیں تو اسے منظور کر لینا اور انہیں در الکفر سے دار السلام کی طرف ہجرت کی دعوت دینا۔ اور انہیں بتانا کہ اگر وہ ہجرت کریں گے تو انہیں وہ سب حقوق حاصل ہوں گے جو مہاجرین کو حاصل ہیں اور جو بار مہاجرین کو برداشت کرنا پڑتا ہے' انہیں بھی برداشت کرنا ہوگا۔ اور اگر وہ ہجرت کرنے سے انکار کریں تو پھر یہ لوگ ان بدوی مسلمانوں کی طرح ہوں گے، جن پر اللہ کا حکم جاری ہے، انہیں مال غنیمت یا مال فیئ سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ الا یہ کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوں۔

فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَاسْأَلْهُمُ الْجِزْيَةَ، فَإِنْ هُمْ أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ.

فَإِنْ هُمْ أَبَوْا؛ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَقَاتِلْهُمْ. وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ، فَأَرَادُوكَ أَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللَّهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهِ؛ فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللَّهِ وَلا ذِمَّةَ نَبِيِّهِ؛ وَلَكِنِ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ أَصْحَابِكَ، فَإِنَّكُمْ إِنْ تُخْفِرُوا ذِمَمَكُمْ وَذِمَّةَ أَصْحَابِكُمْ أَهْوَنُ مِنْ أَنْ تُخْفِرُوا ذِمَّة اللَّهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهِ. وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ، فَأَرَادُوكَ أَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلَى حُكْمِ اللَّهِ، فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِ اللَّهِ، وَلَكِنْ أَنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِكَ. فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي، أَتُصِيبُ حُكْمَ اللَّهِ فِيهِمْ أَمْ لَا".

رَوَاهُ مُسْلِم.

۲- اور اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیں‘ تو پھر ان سے جزیہ طلب کرنا، اگر وہ جزیہ دینے پر راضی ہو جائیں تو قبول کر لینا اور جنگ سے رک جانا۔

۳- اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کر دیں تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ کر ان سے لڑائی کرنا۔ اور جب تم قلعہ بند دشمن کا محاصرہ کرو اور دشمن چاہیں کہ تم انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی امان، تحفظ اور ضمانت دے دو تو ایسا ہرگز نہ کرنا، بلکہ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے امان اور تحفظ دینا، اس لئے کہ اگر تم اپنا یا اپنے ساتھیوں کا ذمہ (ضمانت) توڑ دو تو یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ذمہ کو توڑنے سے کم تر ہو گا۔ اور جب تم قلعہ میں بند کسی دشمن کا محاصرہ کرو اور وہ چاہے کہ تم اسے اللہ کے حکم و فیصلہ پر اتارو یعنی ان سے صلح کر لو تو ایسا بھی نہ کرنا، تمہیں کیا علم کہ تم ان کے بارے میں اللہ کے فیصلے کو پا سکو گے یا نہیں؟"۔

فِيهِ مَسَائِلُ: | مسائل:

الأُولَى: الْفَرْقُ بَيْنَ ذِمَّةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ نَبِيِّهِ، وَذِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ.

(۱) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کے ذمہ اور ضمانت میں فرق ہے۔

الثَّانِيَةُ: الْإِرْشَادُ إِلَى أَقَلِّ الْأَمْرَيْنِ خَطَرًا.

(۲) اس میں یہ ہدایت ہے کہ جب دو خطرناک صورتیں درپیش ہوں تو ان میں سے جو آسان اور بہتر ہو اسے اختیار کر لینا چاہئے۔

الثَّالِثَةُ: قَوْلُهُ: "اُغْزُوا بِسْمِ اللَّهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ".

(۳) آنحضرت اللہ ﷺ کا فرمان کہ: اللہ کی راہ میں اس کے نام سے جہاد کرو۔

الرَّابِعَةُ: قَوْلُهُ: "قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ".

(۴) آپ ﷺ کا ارشاد کہ: جو کفر باللہ کا مرتکب ہو اس سے لڑو۔

الخَامِسَةُ: قَوْلُهُ: "اِسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَقَاتِلْهُمْ".

(۵) آپ ﷺ کا ارشاد کہ: اللہ سے مدد طلب کر اور کفار سے قتال کر۔

السَّادِسَةُ: الْفَرْقُ بَيْنَ حُكْمِ اللَّهِ وَحُكْمِ الْعُلَمَاءِ.

(۶) اللہ تعالیٰ اور اہل علم کے حکم و فیصلہ میں فرق ہے۔

السَّابِعَةُ: فِي كَوْنِ الصَّحَابِيِّ يَحْكُمُ عِنْدَ الْحَاجَةِ بِحُكْمٍ لَا يَدْرِي أَيُوَافِقُ حُكْمَ اللَّهِ أَمْ لَا؟

(۷) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بوقت ضرورت صحابی بھی کوئی حکم یا فیصلہ کرے، تو وہ بھی نہیں جانتا کہ یہ حکم اور فیصلہ اللہ کے حکم کے مطابق ہے یا نہیں؟

باب: ٦٤

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِقْسَامِ عَلَى اللَّهِ

باب: ٦٤

اللہ تعالیٰ پر قسم کھانا

عَنْ جُنْدُبَ بنِ عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "قَالَ رَجُلٌ: وَاللَّهِ لَا يَغْفِرُ اللَّهُ لِفُلَانٍ، فَقَالَ اللَّهُ: مَنْ ذَا الَّذِي يَتَأَلَّى عَلَيَّ أَنْ لَّا أَغْفِرَ لِفُلَانٍ؟! إِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُ وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ". رَوَاهُ مُسْلِمُ.

حضرت جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ فلاں آدمی کی مغفرت نہیں کرے گا''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یہ کون ہوتا ہے جو مجھ پر قسم اٹھاتا ہے کہ میں فلاں کی مغفرت نہیں کروں گا۔ میں نے اس کی مغفرت کردی اور تیرے (یعنی قسم اٹھانے والے کے) اعمال ضائع کردیئے ہیں''۔

وَفِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: "أَنَّ الْقَائِلَ رَجُلٌ عَابِدٌ". قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: "تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَوْبَقَتْ دُنْيَاهُ وَآخِرَتَهُ".

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ: ''یہ کہنے والا ایک عابد وزاہد شخص تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس نے صرف ایک ایسی بات کردی، جس نے اس کی دنیا وآخرت کو تباہ کرکے رکھ دیا''۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

الأَولَى: التَّحْذِيرُ مِنَ التَّأَلِّي عَلَى اللَّهِ.

الثَّانِيَةُ: كَوْنُ النَّارِ أَقْرَبَ إِلَى أَحَدِنَا مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ.

الثَّالِثَةُ: أَنَّ الجَنَّةَ مِثْلُ ذَلِكَ.

الرَّابِعَةُ: فِيهِ شَاهِدٌ لِقَولِهِ: "إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالكَلِمَةِ" إِلَى آخِرِهِ.

الخَامِسَةُ: أَنَّ الرَّجُلَ قَدْ يُغْفَرُ لَهُ بِسَبَبٍ هُوَ مِنْ أَكْرَهِ الأُمُورِ إِلَيْهِ.

مسائل:

(۱) اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھانے سے تحذیر وتخویف ہے۔

(۲) دوزخ انسان کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔

(۳) جنت بھی انسان کے ایسے ہی قریب ہے۔

(۴) اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درج ذیل فرمان کی تصدیق وتائید ہے کہ: بسا اوقات انسان کوئی ایسا کلمہ کہہ جاتا ہے جس سے اس کی دنیا وآخرت برباد ہوجاتی ہے۔

(۵) بعض اوقات انسان کی کسی ایسے سبب سے بخشش ہوجاتی ہے، جو اس کے یہاں انتہائی ناپسندیدہ ہوتا ہے۔

باب:٦٥

بَابُ لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ

عَنْ جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: "جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقَالَ: يا رَسُولَ اللَّهِ!: نُهِكَتِ الْأَنْفُسُ، وَجَاعَ الْعِيَالُ، وَهَلَكَتِ الْأَمْوَالُ، فَاسْتَسْقِ لَنَا رَبَّكَ، فَإِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِاللَّهِ عَلَيْكَ وَبِكَ عَلَى اللَّهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: سُبْحَانَ اللَّهِ! سُبْحَانَ اللَّهِ! فَمَا زَالَ يُسَبِّحُ حَتَّى عُرِفَ ذَلِكَ فِي وُجُوهِ أَصْحَابِهِ؛ ثُمَّ قَالَ: وَيْحَكَ، أَتَدْرِي مَا اللَّهُ؟ إِنَّ شَأْنَ اللَّهِ أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ، إِنَّه لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللَّهِ عَلَى أَحَدٍ .." وَذَكَرَ الْحَدِيثَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

باب:٦٥

اللہ تعالیٰ کو سفارشی کے طور پر مخلوق کے سامنے نہیں پیش کیا جا سکتا

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدوی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہنے لگا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جانیں تلف ہو گئیں، بچے بھوکے مر گئے اور مال برباد ہو گیا، آپ ہمارے لئے اپنے رب سے بارش کی دعا فرمائیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کو آپ کے پاس اور آپ کو اللہ تعالیٰ کے حضور سفارشی کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اس کی بات سن کر) بار بار سبحان اللہ، سبحان اللہ پڑھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدستور سبحان اللہ پڑھتے رہے، یہاں تک کہ اس کا اثر صحابہ کرام کے چہروں پر ظاہر ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا: "تجھ پر افسوس! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کیا ہے؟ (یعنی اس کا کیا مقام اور کیا شان ہے؟) اللہ تعالیٰ کی شان اس سے کہیں بلند ہے۔ اسے کسی کے سامنے سفارشی کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا"۔

فِيهِ مَسَائِلُ: | مسائل:

الأُولَى: إِنْكَارُهُ عَلَى مَنْ قَالَ: "نَسْتَشْفِعُ بِاللَّهِ عَلَيْكَ".

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''نَسْتَشْفِعُ بِاللّٰهِ عَلَيْكَ'' (یعنی ہم اللہ تعالیٰ کو آپ کے پاس سفارشی کے طور پر پیش کرتے ہیں) کہنے والے بدوی پر ناگواری اور انکار کا اظہار فرمایا۔

الثَّانِيَةُ: تَغَيُّرُهُ تَغَيُّرًا عُرِفَ فِي وُجُوهِ أَصْحَابِهِ مِنْ هَذِهِ الْكَلِمَةِ.

(۲) بدوی کی بات سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک اس قدر متغیر ہوا کہ اس کے اثرات صحابہ کرام کے چہروں پر بھی ظاہر ہوئے۔

الثَّالِثَةُ: أَنَّهُ لَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ قَوْلَهُ: "نَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى اَللَّهِ".

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعرابی کی بات کے دوسرے حصے ''یعنی ہم آپ کو اللہ تعالیٰ کے پاس سفارشی پیش کرتے ہیں'' پر نکیر نہیں فرمائی۔

الرَّابِعَةُ: التَّنْبِيهُ عَلَى تَفْسِيرِ "سُبْحَانَ اَللَّهِ!".

(۴) سبحان اللہ کے مفہوم و تفسیر پر تنبیہ ہوتی ہے۔

الخَامِسَةُ: أَنَّ الْمُسْلِمِينَ يَسْأَلُونَهُ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- الِاسْتِسْقَاءَ.

(۵) یہ بھی ثابت ہوا کہ مسلمان (صحابہ کرام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے بارش کی دعا کرایا کرتے تھے۔

باب:٦٦

بَابُ مَا جَاءَ فِي حِمَايَةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حِمَى التَّوْحِيدِ، وَسَدِّهِ طُرُقَ الشِّرْكِ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بنِ الشِّخِّيرِ رضی اللہ عنہ قَالَ: "انْطَلَقْتُ فِي وَفْدِ بَنِي عَامِرٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقُلْنا: أَنْتَ سَيِّدُنَا، فَقَالَ: السَّيِّدُ اللَّهُ، قُلْنا: وَأَفْضَلُنَا فَضْلاً، وَأَعْظَمُنَا طَوْلاً، فَقَالَ: قُولُوا بِقَوْلِكُمْ، أَوْ بَعْضِ قَوْلِكُمْ، وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ". رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ.

وَعَن أَنَسٍ رضی اللہ عنہ: "أَنَّ نَاساً قَالَوا: يا رَسُولَ اللَّهِ! يَا خَيْرَنَا وَابْنَ خَيْرِنَا، وَسَيِّدَنَا وَابْنَ سَيِّدِنَا، فَقَالَ: يا أَيُّهَا

باب:٦٦

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گلشن توحید کی حفاظت فرمانا اور شرک کے راستوں کو بند کرنا

حضرت عبداللہ بن مخیر رضی اللہ عنہ نے کہا:

''میں بنو عامر کے ایک وفد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، ہم نے کہا: ''آپ ہمارے سردار ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سردار تو صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہے''، پھر ہم نے کہا: ''آپ مقام و مرتبہ میں ہم سب سے افضل اور بہت زیادہ احسان کرنے والے ہیں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ یا اس طرح کی (جائز اور مناسب) بات کہا کرو اور (خیال رکھنا کہ) شیطان تمہیں کہیں پھانس نہ لے''۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چند لوگوں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! اور اے ہم سب سے بہتر اور ہمارے بہتر کے بیٹے! اور اے ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے! آپ نے فرمایا:

النَّاسُ! قُولُوا بِقَوْلِكُمْ، وَلَا يَسْتَهْوِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ، أَنَا مُحَمَّدٌ، عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، مَا أُحِبُّ أَنْ تَرْفَعُونِي فَوْقَ مَنْزِلَتِي الَّتِي أَنْزَلَنِي اللَّهُ". رَوَاهُ النَّسَائِيُّ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ.	"اے لوگو! تم وہی باتیں کرو جو تم کرتے ہو، کہیں شیطان تمہیں بہکا نہ دے۔ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے میرے اس مرتبے اور مقام سے بڑھا دو جو اللہ نے مجھے عطا کیا ہے"۔ (اس حدیث کو امام نسائی نے اچھی سند سے روایت کیا ہے)

فِيهِ مَسَائِلُ:

الأُولَى: تَحْذِيرُ اَلنَّاسِ مِنَ الْغُلُوِّ.

الثَّانِيَةُ: مَا يَنْبَغِي أَنْ يَقُولَ مَنْ قِيلَ لَهُ "أَنْتَ سَيِّدُنَا".

الثَّالِثَةُ: قَوْلُهُ: "لَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمْ اَلشَّيْطَانُ" مَعَ أَنَّهُمْ لَمْ يَقُولُوا إِلَّا الْحَقَّ.

الرَّابِعَةُ: قَوْلُهُ: "مَا أُحِبُّ أَنْ تَرْفَعُونِي فَوْقَ مَنْزِلَتِي".

مسائل:

(۱) مبالغہ آمیزی سے لوگوں کو ڈرانا۔

(۲) جس شخص کو 'أنت سیدنا' (کہ آپ ہمارے سردار ہیں) کہا جائے اسے جواب میں کیا کہنا چاہئے؟

(۳) ان لوگوں نے اگر چہ بات صحیح کہی تھی، مگر اس کے باوجود آپ نے فرمایا کہ شیطان کہیں تمہیں پھانس نہ لے۔

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کہ: 'میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مقام ومرتبہ سے بڑھا دو' کی وضاحت ہوئی۔

باب:٦٧

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿وَمَا قَدَرُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِۦ وَٱلْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُۥ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ وَٱلسَّمَـٰوَٰتُ مَطْوِيَّـٰتٌۢ بِيَمِينِهِۦ ۚ سُبْحَـٰنَهُۥ وَتَعَـٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ [الزمر:٦٧]

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: "جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْأَحْبَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فقَالَ: يا مُحَمَّدُ! إِنَّا نَجِدُ أَنَّ اللَّهَ يَجْعَلُ السَّمَاوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ، والْأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ، والشَجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْمَاءَ والثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ، وَسَائِرَ الْخَلائِقِ عَلَى إِصْبَعٍ، فِيَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ. فَضَحِكَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَتَّى

باب:٦٧

اللہ تعالیٰ کی عظمت ورفعت

ارشاد الٰہی ہے:

"اور انہوں نے کما حقہ اللہ کی قدر نہیں کی، قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور سارے آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے شرک سے پاک اور بلند ہے"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم اپنی کتاب میں یہ بات لکھی ہوئی) پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سارے آسمانوں کو ایک انگلی پر، تمام زمینوں کو ایک انگلی پر، تمام درختوں کو ایک انگلی پر، پانی کو ایک انگلی پر، کیچڑ کو ایک انگلی پر اور باقی تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھ کر فرمائے گا: ''میں ہی بادشاہ ہوں''۔ آپ اس کی بات سن کر (بطور تصدیق) ہنس پڑے۔ حتی کہ آپ کی داڑھیں نمایاں ہوگئیں۔

بَدَتْ نَوَاجِذُهُ؛ تَصْدِيقاً لِقَوْلِ الْحَبْرِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَمَا قَدَرُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِۦ وَٱلْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُۥ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ وَٱلسَّمَٰوَٰتُ مَطْوِيَّٰتٌۢ بِيَمِينِهِۦ﴾.

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ”اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کما حقہ قدر نہیں کی، حالانکہ قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور سارے آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے“۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی، سنن نسائی ومسند احمد)

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ:

"وَالْجِبَالَ وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ، ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ، فَيَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَنَا اللَّهُ".

اور ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

”اور (اللہ تعالیٰ قیامت کو تمام پہاڑ اور درختوں کو ایک انگلی پر رکھے گا، پھر ان کو ہلا کر کہے گا، میں ہی بادشاہ ہوں، میں ہی اللہ ہوں“۔ (صحیح مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ:

"يَجْعَلُ السَّمَاوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ، وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَى إِصْبَعٍ". أَخْرَجَاهُ.

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ:

”اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں کو ایک انگلی پر اور پانی اور کیچڑ کو ایک انگلی پر اور باقی تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھے گا“۔ (صحیح بخاری)

وَلِمُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما مَرْفُوعاً: "يَطْوِي اللَّهُ السَّمَاوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ

اور ایک جگہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دست راست میں لے گا اور فرمائے گا: ”میں ہی بادشاد ہوں، (زمین میں) سرکشی اور تکبر کرنے والے

الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟ ثُمَّ يَطْوِي الْأَرَضِينَ السَّبْعَ، ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِشِمَالِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟".

(آج) کہاں ہیں؟''، پھر اللہ تعالیٰ ساتوں زمینوں کو لپیٹ کر اپنے بائیں ہاتھ میں لے کر فرمائے گا: ''میں ہی بادشاہ ہوں، (زمین میں) سرکشی اور تکبر کرنے والے (آج) کہاں ہیں؟''۔ (صحیح مسلم)

وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: "مَا السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرَضُونَ السَّبْعُ فِي كَفِّ الرَّحْمَنِ؛ إِلَّا كَخَرْدَلَةٍ فِي يَدِ أَحَدِكُمْ".

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ''ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اللہ رحمن کے ہاتھ میں یوں ہوں گے، جیسے تمہارے ہاتھ میں رائی کا دانہ ہوتا ہے''۔

وقَالَ ابْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "مَا السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ فِي الْكُرْسِيِّ، إِلَّا كَدَرَاهِمَ سَبْعَةٍ أُلْقِيَتْ فِي تُرْسٍ".

اور ابن جریر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے یونس نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابن وہب نے خبر دی وہ کہتے ہیں ابن زید نے کہا کہ مجھے میرے باپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ساتوں آسمان کرسی کے بالمقابل یوں ہیں' جیسے سات درہم کسی ڈھال میں ڈال دیئے جائیں''۔

قَالَ: وقَالَ أَبُو ذَرٍّ رضی اللہ عنہ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ:

يَقُولُ: "مَا الْكُرْسِيّ فِي الْعَرْشِ؛ إِلَّا كَحَلَقَةٍ مِنْ حَدِيد أُلْقِيَتْ بَيْنَ ظَهْرَيْ فَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ".

"اللہ تعالیٰ کی کرسی اس کے عرش کی مقابلے میں یوں ہے جیسے لوہے کا ایک کڑا کسی وسیع و عریض میدان میں پھینک دیا جائے"۔

وَعَن ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: "بَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَالَّتِي تَلِيهَا خُمْسُ مِئَةِ عَامٍ. وبَيْنَ كُلِّ سَمَاءٍ خُمْسُ مِئَةِ عَامٍ. وبَيْنَ السَمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْكُرْسِيّ خُمْسُ مِئَةِ عَامٍ. وبَيْنَ الْكُرْسِيّ وَالْمَاءِ خُمْسُ مِئَةِ عَامٍ. والْعَرْشُ فَوْقَ الْمَاءِ. وَاللَّهُ فَوْقَ الْعَرْشِ، لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ أَعْمَالِكُمْ". أَخْرَجَهُ ابْنُ مَهْدِيّ: عَنْ حَمَّادِ بنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ. وَرَوَاهُ بِنَحْوِهِ عَنِ الْمَسْعُودِيِّ: عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: "پہلے اور دوسرے آسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ اسی طرح ہر آسمان سے اگلے آسمان تک اتنا ہی فاصلہ ہے۔ اور ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیان اور کرسی اور پانی کے درمیان بھی پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ اللہ کا عرش پانی کے اوپر ہے اور اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہے (یاد رکھو!) تمہارا کوئی عمل اس (اللہ) سے پوشیدہ نہیں"۔

(یہ حدیث ابن مہدی نے حماد بن سلمہ سے اور انہوں نے عاصم سے اور انہوں نے زر سے بیان کی عبداللہ کے طریق سے مروی ہے۔ اور اسے مسعودی نے عاصم، ابو وائل اور عبد اللہ لیم کے واسطہ سے روایت کیا)۔

قَالَهُ الْحَافِظُ الذَهَبِيّ،

حافظ ذہبی کا قول ہے کہ "اس حدیث کی اور بھی

قَالَ: "وَلَهُ طُرُقٌ".

سندیں ہیں‘‘۔

وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "هَلْ تَدْرُونَ كَمْ بَيْنَ السَمَاءِ وَالْأَرْضِ؟ قُلْنا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَة سَنَةٍ. ومن كُل سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ مَسِيرَةُ خُمْسُ مِئَةِ سَنَةٍ. وَكِثْفُ كُلِّ سَمَاءٍ؛ مَسِيْرَةُ خَمْسُمِائَة سَنَةٍ. وبَيْنَ السَمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْعَرْشِ بَحْرٌ، بَيْنَ أَسفَلَهِ وَأَعْلَاهُ كَمَا بَيْنَ السَمَاءِ وَالْأَرْضِ. وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى فَوْقَ ذَلِكَ، ولَيْسَ يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ أَعْمَالِ بَنِي آدَمَ". أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَغَيْرُهُ. وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ.

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”کیا تم جانتے ہو کہ زمین اور آسمان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”ان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے اور ہر آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو سال کی مسافت ہے اور ہر آسمان کی موٹائی پانچ سو سال کی مسافت کے برابر ہے، ساتویں آسمان اور عرش الٰہی کے درمیان ایک سمندر ہے۔ اس کے نیچے اور اوپر والے حصوں کے درمیان بھی اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے اوپر ہے۔ بنو آدم کے اعمال میں سے کوئی عمل اس سے پوشیدہ اور مخفی نہیں“۔

فِيهِ مَسَائِلُ:

مسائل:

الأُولَى: تَفْسِيرُ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَٱلْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُۥ يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ﴾

(۱) قرآن کریم کی آیت ﴿وَٱلْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُۥ يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ﴾ کی تفسیر ہوئی۔

الثَّانِيَةُ: أَنَّ هَذِهِ الْعُلُومَ وَأَمْثَالَهَا بَاقِيَةٌ عِنْدَ الْيَهُودِ الَّذِينَ فِي زَمَنِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُنْكِرُوهَا وَلَمْ يَتَأَوَّلُوهَا.

(۲) اس حدیث میں مذکور اور اس جیسی دیگر باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ تک یہود میں موجود ومحفوظ تھیں؛ چنانچہ انہوں نے نہ تو ان باتوں کا انکار کیا اور نہ کوئی تاویل کی۔

الثَّالِثَةُ: أَنَّ الْحَبْرَ لَمَّا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَّقَهُ، وَنَزَلَ الْقُرْآنُ بِتَقْرِير ذَلِكَ.

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے یہودی عالم نے جب ان باتوں کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی اور مزید تائید کے لیے قرآن کریم بھی نازل ہوا۔

الرَّابِعَةُ: وُقُوعُ الضَّحِكُ مِنْهُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَمَّا ذَكَرَ الْحَبْرُ هَذَا الْعِلْمَ الْعَظِيمَ.

(۴) یہودی عالم کی ان عظیم علمی باتوں پر آپ کا ہنسنا۔ (خوشی کی وجہ سے تھا)۔

الْخَامِسَةُ: التَّصْرِيحُ بِذِكْرِ الْيَدَيْنِ، وَأَنَّ السَّمَاوَاتِ فِي الْيَدِ الْيُمْنَى، وَالْأَرَضِينَ فِي الْيَدِ الْأُخْرَى.

(۵) اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کا اثبات اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے دست راست میں آسمان اور دوسرے ہاتھ میں زمینیں ہوں گی۔

السَّادِسَةُ: التَّصْرِيحُ بِتَسْمِيَتِهَا الشِّمَالِ.

(٦) اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کے بایاں ہونے کی صراحت ہے۔

السَّابِعَةُ: ذِكْرَ الْجَبَّارِينَ وَالْمُتَكَبِّرِينَ عِنْدَ ذَلِكَ.

(٧) اللہ تعالیٰ اس وقت بڑے بڑے سرکش اور متکبرین کو پکاریں گے۔

الثَّامِنَةُ: قَوْلُهُ "كَخَرْدَلَةٍ فِي كَفِّ أَحَدِكُمْ".

(٨) اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کے مقابلہ میں آسمان اور زمین ایسے ہیں، جیسے کسی کے ہاتھ میں رائی کا دانہ ہوتا ہے۔

التَّاسِعَةُ: عِظَمُ الْكُرْسِيِّ بِالنِّسْبَةِ إِلَى السَّمَوَاتِ.

(٩) آسمان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی کرسی بڑی ہے۔

الْعَاشِرَةُ: عِظَمُ الْعَرْشِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْكُرْسِيِّ.

(١٠) کرسی کی نسبت عرش الٰہی بڑا ہے۔

الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ: أَنَّ الْعَرْشَ غَيْرُ الْكُرْسِيِّ، وَالْمَاءِ.

(١١) عرش الٰہی کرسی اور پانی علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔

الثَّانِيَةَ عَشْرَةَ: كَمْ بَيْنَ كُلِّ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ.

(١٢) ہر دو آسمانوں کا درمیانی فاصلہ پانچ سو سال کا ہے۔

الثَّالِثَةَ عَشْرَةَ: كَمْ بَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْكُرْسِيِّ.

(١٣) ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیانی فاصلہ کی وضاحت ہوئی۔

الرَّابِعَةَ عَشْرَةَ: كَمْ بَيْنَ الْكُرْسِيِّ وَالْمَاءِ.

(١٤) کرسی اور پانی کے درمیانی مسافت کا بیان ہوا۔

الخَامِسَةَ عَشْرَةَ: أَنَّ

(١٥) عرش الٰہی پانی کے اوپر ہے۔

الْعَرْشَ فَوْقَ الْمَاءِ.

السَّادِسَةَ عَشْرَةَ: أَنَّ اللَّهَ فَوْقَ الْعَرْشِ.

(۱۶) اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہیں۔

السَّابِعَةَ عَشْرَةَ: كَمْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ.

(۱۷) زمین وآسمان کے درمیان مسافت کا بیان ہوا۔

الثَّامِنَةَ عَشْرَةَ: كِثَفُ كُلِّ سَمَاءٍ خَمْسُمِائَةِ سَنَةً.

(۱۸) ہر آسمان کی موٹائی پانچ سو سال کی مسافت کے برابر ہے۔

التَّاسِعَةَ عَشْرَةَ: أَنَّ الْبَحْرَ الَّذِي فَوْقَ السَّمَاوَاتِ بَيْنَ أَعْلَاهُ وَأَسْفَلِهِ مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ، وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ.

(۱۹) ساتوں آسمانوں کے اوپر جو سمندر ہے، اس کے نیچے اور اوپر کے حصوں کے درمیان بھی پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَصَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ.

○○○○

وَالْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ.

○○○○